ایخ عمری

۹۰

رستم رہا زمین پہ نہ [illegible]

مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

ٹیپو سلطان

مصنفہ

مولوی امجد علی اشہری مرحوم

قیمت :- [illegible]

فہرست مضامین سوانح عمری سلطان ٹیپو مرحوم

شہید اعظم

سلطان ٹیپو مرحوم

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں

خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

(مولوی عزیز احمد مہتمم کتب خانہ عزیزیہ حیدرآباد دکن نے عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپوا کر شائع کیا۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زلافِ حمد و نعت اولیٰ است بر خاکِ ادب خفتن
سجودے میتواں کردن درودے میتواں گفتن

تمہید

واضح ہو کہ نواب حیدر علی خاں بہادر کا کاشانۂ اقبال بیسوی ذالحجہ اول ساعت روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۶۳ہجری کو تولد فرزند بخت بلند سے روشن ہوا اور ٹیپو سلطان نام رکھا گیا۔ چالیس روز تک جشن مسرت برپا رہا۔ تمام شہر کی دعوت کی گئی تمام نوکروں چاکروں افسروں۔ عہدہ داروں کو انعام واکرام سے سرفراز کیا۔ فقراء و مساکین کی بیش از بیش خاطر خدمت کی گئی اس موقعہ پر مصنف نشان حیدری نے نواب حیدر علیخاں کی نسبت یہ اشعار لکھے ہیں:

بزم شادمانی شاد بودہ | زفکر ایں و آں آزاد بودہ
چو شیشہ صاف دل خرم نشستہ | زنقش فکر لوح سینہ شستہ
نہ از درد الم در دل غبارے | نہ از وہم و خیالش اعتبارے
کشیدہ پائے در دامانِ راحت | دروں سر پردہ در جیب فراغت
در دل بستہ بر روئے تفکر | کہ کردہ بادہ از جام طرب پر
ہمہ اسباب عیش کامرانی | مہیا بود شاہی و جوانی۔

ازاں بعد جب پانچواں سال شروع ہوا تو ٹیپو سلطان کی تعلیم عربی اور فارسی اور،

زبان آموزی فرنچ و انگلش کے لئے اعلےٰ پیمانہ پر سب انتظام کیا گیا۔ اور تعلیم فنون سپہ گری اور شہسواری کے لئے بڑے بڑے مشہور استاد ملازم رکھے گئے اور ٹیپو سلطان نے پندرہ سولہ برس کی عمر میں خود کو ایک لائق شہزادہ اور بہادر سپاہی ظاہر کیا۔ اور وہ باپ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہونے لگا۔ زاں بعد باپ کے حکم سے بطور خود میدان کارزار میں جا کر طریقہ جنگ میں مشتاق ہوا وہ واقعات نواب حیدر علیخان کی لائف میں بیان ہوئے اب ٹیپو سلطان کی تخت نشینی اور اس کے بعد کے حالات لکھے جاتے ہیں :۔

ٹیپو سلطان کا تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

جب نواب حیدر علیخان بہادر نے رحلت فرمائی تو معتبران دولت نے مثل غلام علیخاں شوشتری عبد المجید خاں کابلی، سردار علی خاں اور اسد اللہ خاں۔ قندھاری۔ محمد علی بکیدان بدر الزماں خاں و مہا مرزا خان و محمد رضا خان و حیدر علی بیگ و سید حمید خان غازی خاں ابو محمد و پورنیا کشن راؤ وغیرہ کے جو وہاں حاضر تھے تمام شروط خیر خواہی و وفاداری مناسب وقت ادا کئے اور نواب کا جنازہ نہایت پوشیدگی سے سرینگ پٹن کو روانہ کر کے تمام کاموں پر قابو رکھا۔ کسی انتظام میں خلل آنے نہ دیا۔ اور واپسی تک :۔ ٹیپو سلطان کے تخت سلطنت کو خالی چھوڑنا مناسب نہ جان کر چھوٹے شہزادہ عالیجاہ محمد کریم شاہ کو تخت حکومت پر بیٹھا دیا روزمرہ کا دربار بدستور ہوتا رہا۔ کریم شاہ نے بھی اس عارضی تخت پر بیٹھ کر ہر طرح کے انتظام و ہر ایک مناصب و مراتب کا خاص لحاظ رکھا اور رفع الفور تنخواہ تقسیم کرادی زاں بعد مہا مرزا خاں کو شہزادہ بزرگ ٹیپو سلطان

کی خدمت میں روانہ کیا گیا جوان دنوں کو نبیا تونڈہ اور پانی گھاٹ کی نواح میں مصروف تنبیہ و انتظام تھا۔

جب مہا مرزا خاں نے شہزادہ کے حضور میں باریاب ہوکر سانحہ رحلت نواب معظم کو بیان کیا تو شہزادہ متاسف ہوا پھر شہزادہ کریم شاہ کے تخت نشین ہونے سے اس کے دل میں ایک لازمی تردد پیدا ہوا لیکن جب مہا مرزا خاں نے قسم کھائی اور دوسرے اعیان دولت کی عرضیاں پیش کیں جن کا مضمون یہ تھا کہ یہ کارروائی مصلحتاً کی گئی ہے۔ حضور تشریف لائیں۔ اور تخت سلطنت پر جلوس فرمائیں۔ تب ٹیپو سلطان کو کسی قدر اطمینان ہوا اور وہاں کی نگرانی اور خبر رسانی کا ضروری انتظام کرکے مع فوج ارکاٹ کو روانہ ہوا اور مہا مرزا خاں اور دوسرے معتمدین کو جو یہ پیغام لے کر آئے تھے ہمرکاب چلنے کا حکم دیا اور کوچ در کوچ اپنے والد کے کیمپ میں پہنچا امرا دولت اور اعیان سلطنت نے بمعیت شاہزادہ کریم شاہ آگے بڑھ کر استقبال کیا اور آداب زمین بوس بجالائے شہزادہ کریم شاہ نے اپنے بھائی کے سامنے ادب سے سر جھکایا ٹیپو سلطان نے بھائی کا سر سینے سے لگایا اور سراپردہ شاہی میں داخل ہوکر بیسویں محرم ۱۱۹۷ھ روز یک شنبہ کو سلطنت کا تاج لیا امراء دولت اور اعیان سلطنت نے نذریں پیش کیں مبارک سلامت کی دھوم ہوئی خطوط۔ شقے۔ فرمان۔ ہرکارے چاروں طرف اطلاع تخت نشینی کے لئے روانہ ہوگئے۔

ارکان دولت کو خلاع فاخرہ سے سرافراز کیا۔ فوجوں کو انعام دیا گیا۔ محفل جشن آراستہ ہوئی شاعران پائے تخت و ناظمان بیدار بخت نے قصائد و قطعات پیش کئے صلہ و انعام سے مالامال ہوئے ذیل کے اشعار سے اسوقت کی حالت معلوم ہوتی ہے اور طرح طرح کے جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔

مثنوی

سران سپہ محفل آراستند — ہمہ دست بر سینہ برخاستند

بگفتند کاے شاہ گردوں سریر — ہمہ چاکرانیم فرماں پذیر

سزاست بر خط فرماں بری — ز تو حکم کردن ز ما چاکری

نہ ترسیم از آتش و آب و خاک — فداے ہوا خواہیت جان پاک

چو سلطان لقب یافتی از نخست — کنوں تخت تاج شہی زاں تست

پسر در جہاں آں بود نیک نام — کہ بر زر نہد از پدر چند گام

ز رخسار چوں ماہ برکش نقاب — نہاں چند داری بابر آفتاب

چو ایزد ترا داد فر شہی — بجقدیم فرماں مکن کوتہی

سکندر صفت ملک تسخیر کن — سر دشمناں زیر شمشیر کن

بزن سکہ خویش بر سیم و زر — کہ از سکہ نام شہاں شد سمر

بسر جاے دہ تاج شاہنشہی — بنہ پاے بر تخت فرماندہی

بفتح و ظفر پاے نہ در رکاب — جہانگیر شو چوں بلند آفتاب

بسے نامداراں و گردن کشاں — پے خدمت تنگ بستہ میاں

نگو حکم سازی بوقت وغا — چو جوہر در آہن بسازیم جا

بفرمانت اے شاہ مالک رقاب — بدریا بتازیم ہمچوں حباب

بفرمانت اے شہ در آذر رویم — ندانیم غم چوں سمندر رویم

باقبالت اے سرور دیں پناہ — ربائیم از فرق کیواں کلاہ

خدایا ورو بخت یار تو باد	جہاں از کرم زیر بار تو باد
سر بر تو بادہ سپہر بریں	سم مرکبت باد تاج زمیں
سر حاسداں زیر پائے تو باد	ہمہ عیش عالم برائے تو باد

تمام ممالک کے ناظموں قلعداروں اور افسران فوج کو لکھا گیا۔ کہ جو جہاں ہے اپنا فرض منصبی اطمینان سے ادا کرتا رہے۔

نظام حیدر آباد اور دربار پونا کی طرف سے مبارکباد دینے کو ایلچی مع تحایف کے آئے دربار پونا نے مبارکباد کے ساتھ اپنی دو سال کی رقم خراج بھی طلب کی سلطان نے اس کے جواب میں اپنا سفیر مع تحائف کے دربار پونا کو روانہ کیا اور رقم خراج کے جواب میں لکھا کہ نواب حیدر علیخاں نے سوائے چند توپ و تفنگ کے میرے پاس کیا چھوڑا ہے جو روپیہ ملک سے وصول ہوا وہ دربار پونا اور نظام علیخاں بہادر کی تحریک سے لڑائیوں میں صرف ہو گیا دس لاکھ روپیہ بطور پیشکش بھیجا جاتا ہے اس کو قبول کیجئے۔

لشکر کشی کرنا جنرل لانگ اور جنرل اسٹوارٹ کا وانڈیواش کی طرف اور مدراس کو ناکام واپس جانا

ٹیپو سلطان بعد تخت نشینی انتظامات ضروری میں مصروف تھا اسی اثنا میں موسیٰ لیلیش سپہ سالار فرانسیس نے دو ہزار جوان فرنگی روانہ کئے۔ جس کو سلطان نے پسند و منظور کیا اور مع لشکر ظفر پیکر کاویری کو روانہ ہوا اتنا ء راہ میں معلوم ہوا کہ جنرل اسٹوارٹ اور جنرل لانگ انگریزی فوجیں لیکر جنگل پٹیا کی راہ سے وانڈیواش میں آپہنچے تو ٹیپو سلطان اپنی فوج ظفر موج لے کر دوشی مامیر دنے راستہ سے وانڈیواش سے تین کوس ادھر خیمہ زن

ہوا دوسرے روز میمنہ میسرہ قلب لشکر کو درست کر کے سامنے توپخانہ لگا دیا سرداران
عساکر انگریزی نے اس روز لڑائی کو ٹال دیا اس کی صبح کو گورنر مدراس کا حکم پہنچا کہ تم وانڈیواش
کا محاصرہ چھوڑ کر مدراس چلے آؤ مطابق اس حکم کے وہ دونوں سردار اپنی اپنی فوجیں لیکر
مدراس کو روانہ ہو گئے اور ٹیپو سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے نواح ترپاتور میں مقام کیا۔

نواب حیدر علیخاں کے انتقال کی خبر سنکر بعض اشرار کا سر اٹھانا

ٹیپو سلطان نواح ترپاتور میں خیمہ زن تھا اتنے میں جاسوس خبر لائے کہ نواب مغفور
کے لئے پالک ایاز خاں نے جسکو نواب مرحوم نے حیدر نگر اور کوڑیال بندر کا حکمران بنایا
تھا براہ نمک حرامی سب قلعے انگریزوں کے حوالے کر دئے اور خود بہت سازو جواہر لیکر
جہاز پر بیٹھکر بمبئی روانہ ہو گیا اور انگریز اُن قلاع و ممالک پر قابض اور متصرف ہو گئے
اسی طرح دوسرے بدخواہ اور فتنہ پرداز موقع پا کر بغاوت پر امادہ پائے جاتے ہیں۔
چنانچہ آنچی شامیا نے جو سرکاری ڈاک کا افسر تھا ڈاک کا سلسلہ بگاڑ دیا اور وہاں کے
قلعداروں سے ملکر نمکحرامی اور بغاوت پر امادہ معلوم ہوتا ہے اور نواب عبدالحلیم خاں
افغان حاکم کڑپہ کے داماد سید محمد خاں نے بھی پیادہ و سوار جمع کر کے پچھلی تین کے انگریزوں
سے قول و قرار کر کے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے۔ ان نمکحراموں اور مفسدہ پردازوں کا استیصال
ضرور ہے ؛؛

استیصال اشرار کیلئے ٹیپو سلطان کی کارروائیاں ۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان نے ایاز نا محمود کی نمکحرامی کا حال سُنا تو بدرالزمان خان کو سات

ہزار تفنگچیوں کے ساتھ اور صلابت خاں اور میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھ ہزار سلحدار فتح میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدین بہادر سپہ سالار کی ماتحتی میں پائیں گھاٹ کے سرکشوں کی سرکوبی اور انتظام جدید کے لئے روانہ کیا اور مشہور شجیع محمد علی کمیدان کو اس کی جمعیت کے ساتھ دار السلطنت کے انتظامات ضروری اور مدافعت اشرار کے لئے مامور فرمایا اور میر قمر الدین خاں بہادر کو مع لشکر کثیر سید محمد خاں کی سرکوبی کو پورے اختیارات [illegible] کی طرف بھیجا اور آپ دیون ملی اور مدگیری (صوبہ سرا) کے راستہ سے مع فوج و [illegible] کر کے میتل پورگ کے سواد میں خیمہ زن ہوا:۔

وہاں کا فوجدار دولت خاں نہایت خلوص و عقیدت سے مع نذرانہ حاضر ہوا ٹیپو سلطان نے اس کے حال پر خاص نوازش فرمائی اور عطائے خلعت سے سرافراز کیا پھر وہاں سے چل کر نگر گھاٹ کے میدان میں خیمہ گاہ قائم کی۔

اب ذرا محمد علی کمیدان کا حال سن لیجئے جو دار السلطنت کے انتظام اور مدافعت اشرار کو روانہ ہوا تھا یعنی وہ کوچ در کوچ بنگلور کے راستے نکلکر کڑھی گتی کی پہاڑی کے نیچے ایک ندی کے کنارے جا اترا اور بغاوت شعار قلعدار کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو کل حسب الحکم سلطانی کرنڈک کے بندوبست کو جانا ہے اگر ممانعت نہو تو آج کی رات معہ چند سپاہیوں کے اپنے اہل و عیال کو دیکھ لوں قلعدار نے اس کو اس سادگی سے آنے کی اجازت دیدی یہاں محمد علی نے اپنی فوج کے تجربہ کار افسروں اور سپاہیوں کو رات کیوقت دریا پار ہو حصار کی دیوار کے نیچے بٹھا دیا۔ اور انہیں تاکید کر دی کہ میں قلعہ میں جاتا ہوں جب میں قرنا پھونکوں تو تم جھٹ پٹ اندر گھس پڑنا ان کو یہ تعلیم دیکر خود پچاس بہادروں سمیت قلعہ کے دروازہ سے اندر داخل ہوا۔ اور قرنا

پھونکنا شروع کیا اور قلعہ کے پاسبانوں کو قید کرکے اپنے سپاہیوں کی چوکی بٹھائی۔ آن کی آن میں قرنا کی آواز سُنکر وہ سب سپاہی قلعہ کے اندر ٹوٹ پڑے اور جا بجا چوکی پہرے قائم کردیئے اور فی الفور برجوں وغیرہ پر جا پہونچے اور ہر مقام کا مناسب انتظام کرلیا۔ پھر بہادر محمد علی نے اس نمکحرام قلعدار اور ڈاک کے سردار انچی شامیا وغیرہ سرکشوں کو گھروں میں گھس گھس کر گرفتار کرلیا ان میں بعض کو ٹیپو سلطان کی والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہ پر باندھ کر اڑا یا گیا اور انچی شامیا کے شریکوں کو دار پر کھینچا گیا اور اس نمک حرام اور دغاباز کو لوہے کے پنجرے میں قید کیا گیا از اں بعد کمیدان نے قلعہ دار السلطنت کی قلعہ داری سید محمد خاں مہدوی کے سپرد کی اور قلعہ کی پاسبانی اسدخاں رسالدار کو سونپ کر اپنی جمعیت سمیت ٹیپو سلطان کے حضور میں آپہنچا سلطان نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر پدک الماس مالائے مروارید اور خلعت فاخرہ سے اس کو سرافراز کیا اور دوسرے روز گھاٹ کے پار جانے کا حکم دیا آگے انگریزی فوجیں راستہ کے روکے پڑی تھیں مگر فوج سلطانی دوسری طرف سے نکل گئی یہ حال دیکھکر انگریزی فوجیں ہر طرف سے ایک جگہ مجتمع ہو کر قلعہ نگر کے اندر داخل ہوگئیں۔ تب فوج سلطانی نے اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اور گولوں کی زد سے حصار قلعہ کو توڑ ڈالنا چاہا۔ اتفاق سے ایک دیوار ٹوٹ کر کنوئیں میں جا پڑی اور وہ کنواں بند ہوگیا قلعہ کے سب لوگ اسی کنوئیں کا پانی پیتے تھے، جب یہ کنواں بند ہوگیا تو قلعہ والوں کو پانی کی سخت ضرورت ہوئی آخر کو وہ ایک رات اس تالاب سے پانی بھرنے گئے جو قلعہ کے باہر تھا لیکن دوسری رات فوج سلطانی نے اس تالاب کی راہ روکی اور جب قلعہ کے دو تین ہزار آدمی تانبے پیتل کے گگرے لے کر تالاب سے پانی بھرنے آئے۔ ان پر باڑھ

ماری گئی اس میں سے کچھ وہیں مارے گئے اور باقی ماندہ پسپا ہو کر قلعہ میں بھاگ گئے اور بعد کئی دن کی لڑائی کے وہ قلعہ معتمدان سلطانی کو سپرد کر دیا اور بہ شجیع محمد علی کمیدان کی بہادری سے ۸ روز میں یہ قلعہ مفتوح ہو گیا ایک شخص نے اس فتح کی یہ تاریخ لکھی "حیدر نگر گرفتہ" بعد فتح کے سلطان کے اکثر سرکشوں کو گرفتار کر کے قید کا حکم دیا۔ انگریزی جماعت کو دوسرے مقامات میں علیحدہ قید کرنے کا ارشاد ہوا لیکن ایاز ہاتھ نہیں آیا کہتے ہیں کہ وہ زر خطیر و جواہر کثیر لے کر بندر سورت میں جا بیٹھا۔

زاں بعد ٹیپو سلطان مع فوج ظفر موج کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا آگے بڑھ کر معلوم ہوا کہ انگریزوں کی اور فوج جنرل کیمبل کی سرکردگی میں قلعہ نگر کی مدد کیلئے آ رہی ہے بہت سا سامان رسد بھی اس کے ساتھ ہے تب سلطان نے غارت گر سواروں اور سلحداروں کو اس کی لوٹ معاف کر کے اس کے لوٹ لینے کا حکم دیا اور توپخانہ سے گولے مارنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور توپ خانہ سے گولہ باری ہونے لگی اور سلطان بہ نفس نفیس اپنے خاص سواروں کیساتھ جنگ فرار دلی میں مشغول ہوا جنرل کیمبل نے دو پہر دن تک بڑی جوانمردی سے لڑائی جاری رکھی لیکن آخر میں بارودت کی کمی اور پانی کے نہ پانے سے اس کا انتظام ٹوٹ گیا اور چار ہزار سپاہی اور بارہ سو گولے بیکار ہو گئے اس حالت میں سلطان نے میدان جیت لیا اور اس فوج کا تمام سامان جنگ و اسباب راحت سلطان کے قبضہ میں آگیا اور جنرل کیمبل مع تین ہزار مردم بار اور سات ضرب توپ اور ایک ہزار سپاہ فرنگ کے قید کر لیا گیا اس فتح کے صلہ میں سلطان نے اپنی فوج کے سپاہیوں کو سونے کے کڑے

اور افسروں کو پدک الماس اور سالائے مروارید مرحمت فرمائے۔

کوڑیال بندر کی مہم واقعہ ۱۱۹۷ھ

ٹیپو سلطان قلعہ حیدر نگر کی فتح اور فوج انگریزی کو شکست دینے کے بعد مع فوج دریا موج قلعہ کوڑیال بندر پر جا پہنچا اور حصار شہر پر قبضہ کر کے فوج کو قلعہ مذکور کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ہرچند بارش آ گئی تھی اور شدت بارش سے ہر کام خاطر خواہ نہ ہو سکتا تھا پھر بھی تجربہ کار و کار آزمودہ سپاہ نے متعدد مورچے بنا کر گولہ باری شروع کر دی گولوں کے علاوہ بانوں نے ایک تہلکہ ڈال دیا اور ایک جماعت فوج نے دریا کے راستے سے رسد کا آنا روک دیا۔ اہل قلعہ نے دو مہینے تک مقابلہ کیا آخر کو محاصرہ کی تنگی اور رسد نہ پہنچنے سے لاچار ہو کر سلطان سے امان کے خواستگار ہوئے ٹیپو سلطان نے ان کو امان دینا منظور کر لیا اور ان میں ہر ایک نے اپنے درجہ کے موافق عہدہ پایا اور اطاعت اختیار کر لی الغرض جب منگلور اور بنادر وغیرہ ٹیپو سلطان کے تحت فرمان آ گئے اور اشرار نے فتنہ پردازی اور بغاوت کی سزا پا لی تب افواج سلطانی بفتح و فیروزی کورگ اور بل کی جانب متوجہ ہوئیں سلطان نے اس طرف کے تمام قلعوں پر اپنے خیر خواہ و معتمد مامور کئے اور بدر الزمان خان کو فوجداری نگر پر مامور فرمایا۔

شیخ محمد علی کمیدان کا انتقال واقعہ ۱۱۹۷ھ

نواب حیدر علی خاں کو محمد علی ایسا جانباز بہادر اور فن حرب سے واقف اور لڑائی

کیو قت خدع اور فریب کی چالیں چلنے والا ہاتھ لگا تھا جس نے فوجی اور جنگی خدمات کو لاثانی بہادری اور عاقلانہ تدابیر سے انجام دیا حیدر علیخاں کی تاریخ میں اس کا درجہ ایسا ہی ہے جیسے شاہنامہ میں رستم کا حیدر علیخاں کے بعد ٹیپو سلطان کی خیر خواہی و رفاقت میں بھی ہر وقت حاضر اور سلطان کا سینہ سپر رہا کوڑیال بندر کی فتح کے بعد اس مرد میدان نے انتقال کیا جس کا واقعہ عجیب ہے یعنی ایک سردار نے جسکی نسبت ٹیپو سلطان نے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا تھا محمد علی کے خیمہ میں جاکر پناہ لی سلطانی افسروں نے اسکو گرفتار کرنا چاہا محمد علی نے کہا کہ میرے جیتے جی یہ گرفتار نہیں ہو سکتا آخر اسبات نے اتنا طول پکڑا کہ سلطان نے محمد علی کو گرفتار کرالیا اور بند پالکی میں ڈلوا کر سرینگ پٹن کو روانہ کیا اس غیور بہادر نے راستہ میں ہیرے کی کنی کھا کر یا کسی اور طرح سے خود کو ہلاک کر لیا۔

مدراس سے مسٹر سٹیلبز رکرنل ڈالسن کا آنا اور صلح کا قرار پانا واقعہ سنہ ۱۱۹۷ھ

انہیں دنوں میں کہ سلطان پے درپے فتوحات حاصل کر رہا اور دغا پیشہ اور بغاوت اندیشہ لوگوں کو سزا دے رہا تھا مسٹر سٹیلرز اور کرنل ڈالسن گورنر مدراس کی طرف سے مصالحت کا پیغام لے کر آئے اور بہت سے نادر اور قیمتی تحفے سلطان کی نذر کو لائے اور اپنی نہایت شستہ اور معقول تقریر میں اپنا مدعا ظاہر کیا ٹیپو سلطان نے ان کی معقول تقریر کو پسند فرما کر مصالحت پر رضامندی ظاہر کی۔ انہوں نے واسطے رہائی نواب عبدالوہاب خاں کے جو نواب حیدر علیخاں کے وقت سے سرینگ پٹن میں قید

تھا اور واسطے رہائی تمام اہل فرنگ کے التماس کی رحمدل سلطان نے کینۂ دیرینہ سے
گزر کر اسکو بھی قبول کر لیا اور ان کی رہائی کا حکم دے دیا تب وہ دونوں سفیر فائز المرام
ہو کر مدارس کو پھر واپس گئے اور سلطان نے اس مصالحت سے مطمئن ہو کر بعد انتظام قلاع
و ممالک اس نواح کے دارالسلطنت سرینگ پٹن کی جانب کوچ کیا:۔
قلعہ بل کے نواح میں پہنچ کر اس کا نام مظفر آباد رکھا اور ایک معتمد خاص کو وہاں
کا قلعدار مقرر کیا پھر کورگ کی چھاؤنی کی سرداری زین العابدین خاں مہدوی کو
عطا فرمائی وہاں سے چل کر قلعہ پر کڑا کو جہاں صوبہ رہتا تھا۔ ظفر آباد سے موسوم
فرمایا پھر دارالسلطنت کو روانہ ہوا۔ یہاں تمام امراء و عمال دیوانی اور خوش باشان
شہر اور تمام فوج نے ایسا پر جوش استقبال کیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا دیکھنے میں
نہ آیا تھا یہاں ایک مہینے تک عیش و طرب کی مجلسیں رات دن گرم رہیں اور سلطان
ایک مہینے تک بخشش و عطا میں مصروف رہا منوں سونا اور پنسیریوں جواہر۔
انعام و اکرام میں دے ڈالا روپیوں کا حساب نہیں ایک مہینہ تک باورچی خانہ
سلطانی میں ہزاروں دیگ روزانہ کی پخت جاری رہی تمام شہر کو دعوت کا اذن
عام تھا پھر سلطان والاشان نے انتظام ممالک و مسالک اور فوج دیوانی کیلئے قواعد
اور ضوابط جاری کئے اور لشکری قواعد جو فرانسیسی زبان میں تھے انکو موقوف
کر کے زین العابدین خاں شوشتری کی تجویز سے جو ابوالقاسم میر عالم نائب نواب
نظام الملک کا حقیقی بھائی تھا فارسی اور ترکی کے الفاظ و محاورات داخل ہوئے اور
ان کو کتاب فتح المجاہدین میں لکھا گیا۔

جایزہ نقود و جواہر و افیال و افراس وغیرہ سریرنگ پٹن با تعداد فوج و سامان حرب واقع ۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان والاشان اپنے باپ نواب حیدر علیخاں بہادر کی جگہ سریر آرا ہو کر دارالامارہ سریرنگ پٹن میں آیا تو تمام نقود و جواہر اور اشیا و اسباب سلطنت اور افیال و افراس اور سوار و پیادہ کے جائزہ کا حکم دیا اس حکم کے مطابق عمال مال و منصدیان دفتر اور بخشیان فوج و افسران محکمہ جات و عہدہ داران دیوانی نے ہر چیز کا علیحدہ علیحدہ دفتر تیار کیا اس کا گوشوارہ یہ ہے،

نام جنس	تعداد	قیمت
نقود و جواہر		اسی کروڑ روپے
ہاتھی	نو سو زنجیر	
اونٹ	چھ ہزار قطار	
اسپان ہر قسم	ساٹھ ہزار راس	
گاؤ و نر گاؤ	چار لاکھ راس	
بھیر بکری	چھ لاکھ راس	
گاؤمیش	ایک لاکھ راس	
تفنگ چقماق	تین لاکھ فرد	
تفنگ توڑہ دار	تین لاکھ فرد	
شمشیر	دو لاکھ قبضہ	

توپیں خورد و بزرگ	بائیس ہزار ضرب
باروت گولہ	بیحساب
آلات و اسباب حرب	بیشمار

جو ممالک ٹیپو سلطان کے قبضہ و اختیار میں تھے عرض و طول انکا اسی ہزار میل مربع انگریزی سے کم نہ تھا ان میں ایک ہزار جزیرے تھے انکا سالانہ خراج بعد وضع اخراجات ملکداری تین کروڑ روپیہ خزانہ سلطانی میں داخل ہوتا تھا ان کے باشندوں کا شمار ساٹھ لاکھ نفوس سے زیادہ تھا ان میں سے ایک لاکھ بتیس ہزار اور پیادے تو اعددان ان ممالک کے حصار و قلاع پر متعین رہتے تھے تاکہ ان کی حفاظت اور حراست میں بدنظمی نہ ہونے پائے علاوہ ان کے اور فوجیں دارالملک در اطراف و حدود میں واسطے انتظام و اہتمام ملکدار کے پھیلی رہتی تھیں ان فوجوں کا شمار ایک لاکھ اسی ہزار تھا اور ان کی علیحدہ علیحدہ ٹولیاں مقرر تھیں۔

جیسے۔ دکھنی۔ کرناٹکی۔ ہندی۔ حبشی۔ ایرانی۔ ترکی۔ فرانسیسی۔ انگریزی وغیرہ ہرایک کی وردی جداگانہ مقرر تھی ان سب کو جمع کرکے ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ کا ایک مجموعی نمونہ فراہم کیا گیا تھا۔

ٹیپو سلطان نے انتظام سابق میں ترمیم کی سواروں کی جمعیت کو کم اور پیادوں کی تعداد کو زیادہ کیا اور سپاہیوں کو حکم دینے کیلئے پارسی اور ترکی الفاظ میں ایک کتاب تصنیف کرکے فتح المجاہدین اس کا نام رکھا اس سے پہلے اس قسم کے احکام انگریزی یا فرنچ زبان میں دیئے جاتے تھے ٹیپو سلطان نے اپنے قواعد کی علیحدہ کتاب مرتب کی اور لکھدیا کہ سرنگ تین کے ذخیرہ میں آتنا ذوقہ

جمع رہا کرے جو فوج کے خرچ کو سال بھر تک کے لئے کافی ہو جائے اسی طرح چھوٹے بڑے قلعوں میں اس کے درجہ اور مقامی حیثیت کے لحاظ سے ہر قسم کے ذخائر موجود اور تیار رکئے جائیں اوپر کے واقعات تاریخ نشان حیدری۔ فارسی و تاریخ حملات حیدری اردو سے لکھے گئے لیکن ان کے بعض ناموں اور بعض مقاموں کے واقعات میں لیون بی بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنر میسور کی تاریخ انگریزی سے مطابقت نہیں ہوتی اسلئے بورنگ صاحب کی تاریخ کا اقتباسات جنگ کی نسبت زیادہ صحیح مانا جاسکتا ہے

لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ حصہ دوم سے اقتباس

واقعات بالا کی نسبت

لہ تاریخ نشان حیدری میر حسین علی کرمانی نے ۱۲۱۷ھ میں ٹیپو سلطان کی شہادت سلطنت سے تین چار برس بعد لکھی اور یہ خود ٹیپو سلطان کے ملازم رہ چکے تھے

سلہ تاریخ حملات حیدری اردو میں زیادہ مدو نشان حیدری کے ترجمہ سے لی گئی ہے اور کہیں کہیں واقعات پیدا کیے گئے ہیں یہ ۱۲۶۲ھ کی تالیف ہے جو مولف نے ٹیپو سلطان کے فرزند محمد سلطان کے نام پر بمقام کلکتہ تالیف و ترجمہ کی۔

سلہ لیون بی بورنگ صاحب نے اپنے زمانہ چیف کمشنری میسور میں یہ تاریخ لکھی اور اس کے پہلے حصہ میں نواب حیدر علیخاں بہادر کے اور دوسرے حصہ میں ٹیپو سلطان کے حالات و واقعات تحریر کئے۔

اپنے باپ حیدر علی کے انتقال پر ٹیپو تخت نشین ہوا وہ مئی ۱۷۵۲ء میں بمقام دیون ہلی پیدا ہوا تھا میر معین الدین خان کی بیٹی فخر النسا بیگم ٹیپو کی ماں تھی اور یہ میر معین الدین چند سال تک کڈاپہ میں صوبے دار رہے تھے۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ حیدر علی کی رحلت کا وقت قریب ہے۔ تو اس کے وزیر پورنیا نے اس کی اس حالت کو بہت چھپایا اور ٹیپو کے پاس باد رفتار سانڈنی سوار دوڑائے گئے تاکہ وہ بتعجیل تمام موقع پر آ پہنچے اور حیدر علی کی نعش بند پالکی میں بہت بڑے اخفا سے سرنگ پٹن کو روانہ کی گئی گویا حیدر علی بیمار جا رہا ہے صرف بعض خاص افسروں ہی کو اس راز کی خبر تھی یہ خبر چار روز کے عرصہ میں ٹیپو کو پہنچ گئی اور اس نے اپنا کیمپ جو پنیانی کے قریب تھا توڑ کر بہ تعجیل تمام فوج خاصہ کی طرف کوچ کیا جو دریائے بنا پر اس کا انتظار کر رہی تھی ٹیپو کو دیکھتے ہی فوج میں مسرت کے نعرے بلند ہوئے ٹیپو نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس وقت کم سے کم نوے ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور خزانہ سرنگ پٹن کا کچھ شمار نہیں جو بے انتہا تھا، ملبار میں کرنل ہمبرسٹن کی فوج ٹیپو کے فوج سے مقابلہ کر رہی تھی لیکن وہ اچھی حالت میں نہ تھی اسلئے بمبئی کی گورنمنٹ نے ہمبرسٹن کی مدد کے لئے ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ جنرل میتھیوز کو مامور کیا۔

ہے بورنگ صاحب کو یہ غصہ ہے کہ وہ حیدر علی کے نام کے ساتھ نواب اور نواب نہ سہی تو خان بہادر کا لکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور نہ ٹیپو کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ ان کے قلم سے نکلا ہے۔ وہ ہر جگہ حیدر علی اور ٹیپو ہی لکھتے ہیں

ع ۔

اس مہم میں جہاں تک کامیابی ہوئی کہ شمالی کنارا میں راجہ من دروگ اور ہوناور[1] اور حیدر علی کے چند جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا اور جب بمبئی کی گورنمنٹ کو حیدر علی کے انتقال کی خبر پہنچی تو اس نے فوراً جنرل میتھیوز کے نام پر حکم بھیجدیا کہ بدنور (حیدر نگر) پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ جنرل مذکور اپنی چھوٹی سی فوج کیساتھ جہاز پر سوار ہوا اور کنڈا پور میں جا اترا پھر تین روز میں حسین گدی دده پر جا پہنچا اس درہ سے حیدر گڑھ کی چڑھائی جو گھاٹ کی چوٹی پر آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نہایت خوفناک ڈھلوان اور پتھریلی ہے یہیں کرنل میکلوڈ پنیانی سے چل کر اس کا شریک ہو گیا جس کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنے کی مشاق رجمنٹ تھی ان بہادر سپاہیوں نے سنگینوں کی مدد سے سب مورچے چھین لئے ہندوستانی سپاہی بھی ان کے ساتھ دوش بدوش چڑھتے چلے گئے ہر چند غنیم کے ہزار ہا آدمی معہ توپوں کے حفاظت کو موجود تھے[2]

---

[1] ہوناور سے بیس میل کے فاصلہ پر دریائے شراوتی کے مشہور گرسپا آبشار واقع ہیں یہ آبشار اگرچہ امریکہ کے نیاگرہ آبشار سے چھوٹی ہیں تاہم ان آبشاروں کی خوبصورتی خارج از بیان ہے راجہ آبشار منجملہ چار آبشاروں کے ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے نیچے گرتا ہے اور نصف راستہ میں روور آبشار سے مل جاتا ہے یہ رووَر آبشار بڑا ہیبتناک لیکن نہایت خوبصورت آبشار ہے ۱۸۵۶ء میں اس آبشار کا عمق بڑی ہوشیاری سے ناپا گیا تھا ایک جھولا فلاخن کے طور پر کھڈ کے دوسرے کنارہ پر پھینکا گیا تھا۔ اور اس میں خود بیٹھ کر ناپ کی ڈوری تہ تک پہنچائی گئی تھی۔ اب یہ آبشار راجہ میسور کی ریاست میں ہے اور اس سے بجلی پیدا کی جاتی اور کلوں کے ذریعہ سے حیرت انگیز کام کئے جاتے ہیں۔

[2] بوننگ صاحب انگریزی فوج اور جنرل میتھیوز اور کرنل میکلوڈ کی تعریف کرتے ہیں کہ بہادری سے ایسا کیا یہ نہیں کہتے کہ یہ شیخ ایاز کی سازش کا نتیجہ ہے۔

اس زمانہ میں بدنور (حیدرنگر) کا گورنر مالا بار کی نیر قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا یہ زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا، اور حیدر علی کو اس سے بڑی محبت تھی لیکن ٹیپو کو اس سے عداوت ہو گئی تھی اور اس کی بجائے لطف علی بیگ کو اسکا جانشین مقرر کر دیا تھا لیکن قبل اس کے کہ لطف علی بیگ حیدر گڑھ پہنچ کر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہو گیا اور اس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھیوز کے حوالہ کر دیا اور خود ایک بڑا خزانہ لے کر بمبئی کو بھاگ گیا۔

ٹیپو کے لئے یہ امر ضروری تھا کہ اس مقام کو از سرِ نو اپنے قبضہ میں لائے اسلئے اس نے ایک بڑی فوج فراہم کر کے اس کے دو حصّے کئے ایک حصّہ کو ساحل پر اس غرض سے بھیجا کہ انگریزوں کے خشکی سے تعلقات قطع کر دیئے جائیں اور دوسرے حصہ سے اس نے حیدر گڑھ کا محاصرہ کیا اس وقت انگریزی سپہ میں صرف ایک ہزار چھ سو آدمی تھے ان میں چار سو یورپین تھے اس ناکافی جماعت نے خود مجبور و محصور دیکھ کر اطاعت قبول کر لی اور ٹیپو نے سب انگریزوں کو پابزنجیر کر کے سرینگ پٹن کو روانہ کیا جہاں جنرل میتھیوز بھوک کے مارے یا خراب کھانے کے زہریلے اثر سے فوت ہو گیا پھر ٹیپو نے بذاتِ خاص منگلور پر حملہ کیا جو اس سے پہلے جنرل میتھیوز نے لے لیا تھا تاکہ وہ کھویا ہوا قلعہ پھر واپس لے لیکن کرنل کیمبل بڑی بہادری سے مقابلہ پر جما رہا ٹیپو کی طرف سے فرانسیسی فوج بہت تیز و تند حملے کر رہی تھی لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسوں سے صلح ہو گئی تو اس نے معذرت کے ساتھ حملے کرنا موقوف کر دیا با ایں ہمہ ٹیپو کے عزم میں فرق نہیں آیا اور اس نے قلعہ کے ہر طرف کے راستے بند کر دیئے تاکہ محصورین کو رسد نہ پہنچے اور وہ فاقوں سے تنگ

حال ہو کر اطاعت قبول کر لیں اسی عرصہ میں ایک وبا پھیل گئی اور مریضوں سے ہسپتال بھر گئے تب محصورین نے یہ حال زار دیکھ کر باہم مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ اطاعت قبول کی جائے چنانچہ اطاعت قبول کر لی گئی اور اس بہادر فوج کو تیلی چری چلے جانے کی اجازت مل گئی جو وہاں سے اسی میل ہے یہ عہد نامہ ۱۷۸۴ء میں واقعہ ہوا۔ اس کی شرطوں کے موافق ٹیپو اس تمامی ملک پر جو کنارا اور مالابار میں حیدر علی کے قبضہ میں تھا از سر نو قابض ہو گیا۔ اور اس نے قریب تیس ہزار عیسائیوں کو قید کر کے میسور میں داخل کر دیا اس ظالمانہ فعل کے متعلق خود ٹیپو کا بیان ہے کہ پرتگالیوں نے مغربی ساحل پر مسلمانوں کو مذہبی آزادی سے روکا اور ہندوؤں کو ان کے ملک سے نکالدیا اور جو لوگ نہ گئے ان کو کرسٹان کر ڈالا۔ یہ اس کا بدلہ ہے چنانچہ ٹیپو لکھتا ہے کہ ما بدولت کے سامنے ساٹھ ہزار مرد عورت گرفتار لائے گئے اور وہ دار الخلافہ کو روانہ کئے گئے وہاں ان کو دیندار افسروں نے مسلمان بنایا اسی قسم کے ظلم کورٹ کے باشندوں کے ساتھ ہوئے یہ وہی ہستانی ضلع ہے جہاں پہلے ان لوگوں نے حیدر علی سے مقابلہ کیا تھا اور اب ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا جس کو سنتے ہی ٹیپو فوج لیکر ان کے ضلع میں گھس پڑا۔ اور کورگ والوں کی رسم قبیحہ پر کہ ان کی عورتیں کئی کئی خاوند کرتی ہیں ان کو سخت ملامت کی اور کہا کہ اگر پھر ایسا مفسدہ ہوا تو تم سب کو مسلمان کر لیا جائے گا اور وطن سے خارج کئے جاؤ گے چنانچہ اس مفسدہ پر اس نے پچھلی دھمکی کو سچ کر دکھایا یعنے تمام لوگوں کو اس ضلع سے نکال کر سرنگاپٹم میں لے گیا اور وہاں وہ مسلمان کئے گئے اور انہیں ایسے کام کرنا پڑے جو خود سر بادشاہ نے کرنے کو حکم دیا[1]

[1] ان لوگوں نے جلاوطنی کے بعد خود اپنا مسلمان ہونا بہتر سمجھا اور وہ مسلمان ہونے کے بعد فوج میں بھرتی کر لئے گئے

حیدر علی کے انتقال سے قبل تنجور کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر سلیون نے مالابار
میں کومیٹور کے راستہ سے پال گھاٹ کو ایک فوج بھیجکر یہ قصد کیا تھا کہ یہ فوج کرنل ہمبرسٹن
کی فوج کے ساتھ مل کر کارروائی کرے لیکن اس میں آئرکوٹ نے مدونہ کی جس سے اس
مہم میں اول سے آخر تک ناکامی ہوئی اب مسٹر سلیون نے انگریزی مقاصد کو ترقی دینے
کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترمل راؤ سے خط وکتابت شروع کی یہ سفیر مقید راجہ
کو مسند نشین کرانا چاہتا تھا چنانچہ بسر کردگی کرنل لینگ ایک فوج روانہ کی گئی[1]
اور اس فوج نے کومبٹور اور بدیورا کے مابین بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا تھوڑے
عرصہ کے بعد کرنل فلرٹن کمانیر مقرر ہوا اور یہ خبر پاکر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہد نامہ
سے انحراف کیا کرنل فلرٹن تھصور فوج کی مدکیواسطے ڈنڈی گل سے پال گھاٹ کو
روانہ ہوا اور یہ سن کر کہ میسور کی فوج میں ناراضی کے آثار موجود تھے اور ٹیپو کو معزول
کرنے کی سازش ہو رہی تھی اسکی ہمت اور بڑھ گئی لیکن ٹیپو کو عین وقت پر خبر مل گئی اور
سازش کے سرغنہ والے دو شخصوں کے جو آہنی پنجروں میں بند تھے توپ سے اڑا دیئے اور
بعض کو سولی دی گئی فلرسٹن باوجود اکثر موانع کے جو بارش سے پیدا ہو گئے تھے
اور نیز انامل پہاڑ کے گنجان جنگلوں کے جو درمیان میں حائل تھے پال گھاٹ جا پہنچا اور
یہاں کی فوج نے اس کی اطاعت قبول کر لی پھر وہ کومبٹور کو روانہ ہوا اور اسے فتح
کر لیا اور قبل اس کے کہ وہ اور کارروائیاں کرے اسے خبر ملی کہ ٹیپو نے صلح کی گفتگو
کے لئے وکیل بھیجے تھے اور صلح قرار پا گئی اور فلرٹن کے ہدایتیں پہنچیں کہ وہ آیندہ

[1] ذرا اس نیک نیتی پر غور کیجئے ادھر تو حیدر علیخان سے دوستی اور مصالحت اقرار جو ولایت
سے مستند ہو کر آیا ادھر صاحب رزیڈنٹ کی یہ خفیہ کارروائی۔

جنگ کی کارروائی ملتوی کردے چونکہ اسکی فوج تیرہ ہزار سپاہی تھا اسلئے خیال ہوتا ہے کہ اگر ساحل پر دوسری انگریزی افواج سے اس کی فوج بھی جاملتی تو ٹیپو کو کامل شکست ہوجاتی۔[1] لیکن انگریزی فوج کی زبردست کوششیں مدراس کے سول حکام کی بزدلی اور پس وپیش سے بیکار ہوجاتی تھیں۔ اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بڑی طولانی خط وکتابت کے بعد جس میں مدراس کے وکلا خوب ذلیل ہوئے ٹیپو نے ۱۷۸۴ء میں صلحنامہ پر دستخط کردیئے جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ فریقین اپنے اپنے مفتوحہ مقامات اور قیدی واپس کر دیں یہ ایسا صلحنامہ تھا جس پر ٹیپو نے بڑا فخر کیا کہ انگریز اس کے سامنے عاجزی سے گردن جھکانے پر مجبور ہوئے۔

اس صلحنامہ کا یہ قدرتی نتیجہ نکلا کہ ساحل مالابار کا جنوبی حصہ پھر ٹیپو کے قبضہ میں آگیا اور فلرٹن کی سب محنت رائگاں گئی۔ رہی قیدیوں کی رہائی۔ تو سینکڑوں قیدی جیلخانوں میں پڑے گل رہے تھے۔ اور ہزاروں کو ٹیپو جبر یہاں کے وطن سے پکڑ لے گیا تھا ان میں بہت ہی محدود تعداد کے قیدی رہا ہوئے اور بہت سے قیدی شدید تکلیفات سے مر گئے اور بہتیرے ٹیپو کے جلادوں کی نذر ہوئے علاوہ جنرل میتھیوز کے اور بھی بہت سے انگریز ناقص

---

[1] یہاں مطلب برعکس اور بناوٹ سے خالی نہیں ٹیپو سلطان برابر فتح پر فتح حاصل کرتا رہا اور جن قلعوں پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا ان سے وہ قلعے بفتح کامیابی واپس لے رہا تھا پھر اسکو صلح کا پیغام دینے کی کیا ضرورت تھی بلکہ خود مدراس سے اس کے پاس ایلچی آئے تھے اور ان کی باتوں پر صلح قرار پائی اور فلرٹن کی فوج ساحل کی فوج سے کیونکر مل سکتی تھی جب کہ ٹیپو نے تمام راستے روک رکھے تھے:

کھانوں کی زہریلی تاثیر سے ہلاک ہو گئے یا ہلاک کر دیے گئے۔

ممالک پائیں گھاٹ میں میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار کی جوانمردی و انگریزوں سے جنگ و صلح واقع ۱۱۹۸ھ

جب ٹیپو سلطان دار السلطنت کو روانہ ہوا تو میر معین الدین خاں سپہ سالار سلطان پنڈل ندی کے کنارے خیمہ زن تھا اسمیں جاسوسوں نے خبر دی کہ جنرل لانگ بہادر مع فوج انگریزی کروڑ اور ڈنڈیگل کی تسخیر کے ارادہ سے آرہے ہیں ترچناپلی سے روانہ ہو چکے یہ خبر پہنچتے ہی پہلے تو بدر الزمان خان حسب الحکم سلطانی تفنگچیوں کے بارہ رسالے مع اتواپ کے کر روانہ ہو گیا پھر اس کے پیچھے دوسرا لشکر روانہ ہوا جب خان مذکور ٹروڑ پالے میں پہنچا معلوم ہوا کہ قلعہ کروڑ کے قلعدار عثمان خاں کشمیری نے باوصف موجود ہونے سپاہ اور ذخیرۂ جنگ کے وہ قلعہ جنرل موصوف کے حوالہ کر دیا اور خود روشن خاں اور مرپٹ راؤ کے پاس چلا گیا جو نائروں کی تنبیہہ پر مامور تھے ادھر جنرل لانگ نے اس قلعہ میں اپنا انتظام قائم کر کے قلعہ اڑواکراچی کا محاصرہ شروع کیا۔ خاں موصوف نے قمر الدین خاں تابلی کے اتفاق سے جنرل لانگ کی فوج پر تاخت کا سامان کیا لیکن کچھ مفید نہوا۔ انگریزی توپوں سے بہت لوگ کام آئے اور جنرل لانگ نے وہ قلعہ فتح کر لیا اور بدر الزمان لاچار ہو کر دھاراپور چلا گیا۔ لیکن روشن خاں اور مرپٹ راؤ انگریزی فوج کے آس پاس رہ کر لوٹ مار کرتے رہے یہ حال سُنکر چار پانچ روز کے بعد میر معین الدین خاں بہادر سپہ سالار فوج سلطانی نے وہاں پہنچ کر عثمان خاں کشمیری کی نمک حرامی پر اس کو پھانسی

دے دی پھر انگریزی فوجوں کی مدافعت پر آمادہ ہوئے اسی درمیان میں موشیر بوسی سپہدار فرانسیسی کا ایک خط ان کے نام اس مضمون سے آیا کہ انگریزی فوج لڑنے کے قصد سے گوڈ پور میں آ رہی ہے تم جلد اپنی کیفیت سمیت یہاں آ جاؤ تا کہ ہم اور تم دونوں مل کر ان سے جنگ کریں اس کے بعد اس طرف کا انتظام کیا جائے میر معین الدین خاں نے اس خط کو پاتے ہی روشن خاں اور بدالزماں خاں کو تاکید کی کہ یہاں کی حفاظت کا انتظام رکھیں اور خود کریلم گڑہی کے محاصرہ کو جا پہنچے۔ یہاں انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع تھا اس گڑہی کو سید صاحب نے گھیر لیا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ والے مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور اسی رات کو اپنا ضروری اسباب لے کر اور باقی اسباب کو آگ لگا کر تر چنا پلی کی راہ لی سید صاحب نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر گوڈ پور کو گئے اور کچھ رسالے اور توپیں موشیر بوسی کی کمک کو قلعہ میں بھیجکر خود مع سوار و پیادہ سلمبر کی راہ روکنے کو روانہ ہوئے لیکن انگریزی لشکر جنرل اسٹوارٹ کی سرکردگی میں پھلچری اور ناگور کے راستہ سے آکر قلعہ گوڈ پور کے پچھم رخ ندی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔ ڈیڑھ ہزار فرانسیس ملازم سلطانی مع بارہ ضرب توپ کے مصروف جنگ ہوئے اور جنرل اسٹوارٹ نے پہاڑ سی پر توپیں چڑھوا دیں وہاں سے گولہ باری ہونے لگی صبح کو مدراس سے ایک جہاز آ پہنچا اس نے تین گولے قلعہ کی طرف سر کئے اور انگریزی فوجیں فرانسیسی فوج اور سلطانی سپاہ پر تاخت کرنے کی نیت سے قریب آ گئیں

سپہسالار فرانسیس نے جب یہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیڑھ ہزار فرنگستانی جوانوں کو آراستہ کر کے موشیر پلش اور موشیر کرمیو کرنل کے ہمراہ انگریزوں کی

مدافعت پر مامور کیا اور بہادر خاں رسالدار اور ببر علی بیگ نے بڑی بہادری سے توپوں پر قابو رکھا اس موقع پر انگریزی فوج چار ہزار تھی اس نے گولوں کی بارش سے فرانسیسیوں کو پریشان کیا لیکن فرانسیسیوں نے بھی نہایت جوانمردی سے دادِ مردانگی دی اور توپوں سے بندوقوں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت پہنچ گئی اور سلطانی فوج نے بھی جان لڑانے میں کمی نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز پسپا ہوئے اور فرانسیسیوں میں سے پانچ چھ سو آدمی بچ کر قلعہ میں واپس آئے، اور یہاں سے انگریزوں کی مدافعت کو ایک بڑی فوج تیار ہو کر میدان میں آئی لیکن انگریزوں نے دوسرے روز پر جنگ کو موقوف رکھا۔ دوسرے روز میدان جنگ پھر گرم ہونے والا تھا جو ولایت میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان صلح ہو جانے کی خبر آئی اس خبر کے آتے ہی دونوں نے جنگ موقوف کر دی اور دونوں ایک میز پر بیٹھ کر کھانے لگے اور انہیں دنوں ٹیپو سلطان کا فرمان پہنچا کہ ما بدولت اور انگریزوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے تم قلاع پائیں گھاٹ انگریزوں کے سپرد کر کے چلے آؤ چنانچہ میر معین الدین خاں نے اس طرف کے سب قلعداروں اور عاملوں کو جمع کر کے اس فرمان کی تعمیل کی اور زمین دوز قلعے مع شہر پناہ آرکاٹ جس کی از سر نو تعمیر ہوئی تھی توڑ تاڑ کر مع فوج و حشم حضور سلطانی میں حاضر ہو گئے۔

انہیں دنوں میں میر محمد صادق جنہوں نے ایک مدت تک آرکاٹ کی کوتوالی کا کام نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا ٹیپو سلطان کے دماغ میں دخیل ہو کر منصب دیوانی پر مامور و سرفراز ہوئے اور اسی اثنا میں حاکم پونا۔ اور

نظام حیدر آباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے تہنیت نامے مع تحائف وجواہرات بیش قیمت پیش ہوکر ٹیپو سلطان کی طرف سے ان کے جواب میں ان سے زیادہ قیمتی اور نادر تحفے پیشو لئے پونا اور نظام حیدر آباد کو بھیجے گئے۔

عزم تسخیر کوہ نرکونڈا۔ راجہ پنکنور کا استیصال رحمان گڑھ کی تعمیر ۱۱۹۸ سنہ ھ

ساحل تنگ بھدراندی کے قبضہ کے پرچہ نویسوں نے حضور سلطانی میں یہ حالات تحریر کئے کہ آجکل اکثر پاجگذار سرکشی ظاہر کر رہے ہیں ازانجملہ حاکم بلاونر کونڈہ نے علانیہ انحراف وتمرد شروع کیا ہے دو سال سے نذرانہ کی رقم روانہ نہیں کی بلکہ بعض علاقہ جات سلطانی میں لوٹ مار کا حوصلہ کیا ہے اور پنکنور اور مدن ہلی کا راجہ بھی اس کے ساتھ مل گیا ہے تب ٹیپو سلطان نے دریافت حالات کے لئے سید غفار کو مع اس کی جمعیت کے اس طرف کو روانہ کیا سید غفار کو یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ حاکم نرکونڈا نے پرسرام ناظم مرچ کے ورغلانے سے اس انحراف و بغاوت کا سامان کیا ہے اور اسکے دماغ میں یہ خیال خام پیدا ہوا ہے کہ دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا ملک اپنے قبضہ میں لائے اور وہ میرے آنے کی خبر سن کر جنگ پر مستعد معلوم ہوتا ہے جب حضور سلطانی میں یہ حالات پہنچے تو برہان الدین خاں سپہ دار کو تین پلٹنیں اور پانچہزار سوار جرار اور آٹھ ضرب توپ دیکر حاکم نرکونڈا کے ملک کی تسخیر اور اس کی گرفتاری کا حکم دیکر روانہ کیا گیا اور شیخ عمر کو دو ہزار

سوار اور دو پلٹنیں اور چھ ضرب توپ دے کر مدن پلی اور دیون ہلی کی راہ سے راجہ پنکنور اور مدن ہلی کی سرکوبی کو بھیجا شیخ عمر نے کوہستان کیوار شرقی ندی درگ میں پہنچ کر ایک عمدہ مقام میں قیام کیا یہاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کوہستان میں ایک بہت بڑا بلند پہاڑ ہے اس کے اوپر ایک تالاب ہے جس کی تھاہ نہیں ملتی اگر وہاں کوئی قلعہ بنایا جائے تو اس طرف کے انتظامات میں نہایت بکار آمد ہو شیخ عمر نے اس پہاڑ پر چڑھ کر اس مقام رفیع کو اسی لائق سمجھا اور اسکی حقیقت بذریعہ عرضداشت حضور سلطانی میں گذارش کی اور سرحد پنگنور میں پہنچ کر راجہ کے پاس پیغام صلح و اطاعت بھیجا لیکن اس کی سرکشی اور نخوت نے اطاعت کی اجازت نہ دی اور بارہ ہزار پیادہ لے کر مقابلہ کو باہر نکلا۔ تب سپہدار موصوف نے بعد جدال و قتال اس کو شکست دے کر اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی بقیہ جماعت نے بھاگ کر بھوئی کنڈہ کے جنگل میں پناہ لی تب سپہداران مذکور نے گڑھی رام سندام کو جو راجہ مقتول کا ایک قلب مقام تھا ایک حملہ میں فتح کر کے بھوئی کنڈہ کے جنگل کو جا گھیرا۔ بھوئی کنڈہ کے پالیکار راجہ کا نام چک رائل تھا اس نے یہ حالت دیکھ کر قلعہ پنگنو اپنے معتمدین کو سپرد کر دیا اور خود پہاڑ کے اوپر مہیب جنگل میں جا بیٹھا اور وہیں چار ہزار پیادوں کی جمعیت فراہم کر لی اس حالت میں سپہدار مذکور نے قلعہ پنگنور کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور اسمیں اپنا انتظام قائم کر کے کوہ اول پلی کے محاصرہ میں مصروف ہوا جسکے جنگل میں وہ راجہ پناہ گزین تھا آخر کار بمشکل تمام ڈھائی مہینے میں اسکو فتح کر پایا اور پالیکار مذکور تھوڑے آدمیوں کے ساتھ علاقہ چنوڑ میں بھاگ گیا اور

قلعہ ننگنور اور راون درگ معہ قصبات و علاقہ جات متعلقہ و سامان موجودہ سپہدار کی ضبطی میں آئے اور ہر ایک کا مناسب انتظام کر کے خیر خواہ قلعداروں کی حفاظت میں چھوڑے گئے اور سپہدار مذکور معہ مال غنیمت و افیال و افراس وغیرہ بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر مورد الطاف خسروانی ہوا بعد ایک ہفتہ کے ٹیپو سلطان اس کوہ فلک شکوہ کے ملاحظہ کو روانہ ہوا اور پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ جدید بنانے کا حکم دے کر اس قلعہ کا نام رحمان گڑھ رکھا پھر دیون ہلی کو قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی۔

چونکہ یہ مقام سلطان کا مولد تھا اسلئے وہاں کی رعایا پر نوازش خاص مبذول فرمائی اور ہر ایک کو انعام و اکرام سے شادکام کیا اور دیون ہلی کا نام یوسف آباد رکھا اور وہاں کے قلعہ کی مرمت اور تعمیر عمارتہائے پختہ و سنگین کا حکم دے کر ڈیڑھ مہینے سیر و تفریح کر کے دار السلطنت کو واپس آیا اور ننگنور اور مدن ہلی کی ریاستیں ضمیمہ ممالک محروسہ کی گئیں برہان الدین سپہ سالار کا حال آئندہ آتا ہے،

کوہ نرکنڈا کا فتح ہونا
واقع سال مذکور یعنے ۱۱۹۸ھ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے برہان الدین سپہ سالار کو تین پلٹنیں اور پانچہزار سوار معہ آٹھ ضرب توپ دے کر واسطے تسخیر کوہ نرکنڈا اور گرفتاری راجہ کے روانہ کیا مطابق اس کے سپہ سالار مذکور حدود کوہ نرکنڈا میں پہنچا اور اپنے ایک معتمد کو راجہ کے پاس صلح و آشتی کا پیغام دے کر بھیجا لیکن اس طرف سے بہت ہی تلخ و تند جواب آیا تب سپہ سالار مذکور نے ایک ندی کی

کنارے خیمہ قائم کر کے دو طرف سے پہاڑ پر گولہ باری کرنے کو دمدمے قائم کئے
- اور توپوں سے گولہ باری شروع کر دی لیکن اس طرف سے بھی پوری مردانگی
کا اظہار کیا گیا بلکہ ایک رات کو موقع پاکر ایک جمعیت پہاڑ سے اتری اور فوج سلطانی
پر شبخون مارا۔ اس شبخون میں صلابت خان بخشی معہ دو سو سوار کے شہید ہوئے
تب سپہداران و سپہ سالار عساکر سلطانی نے حلقہ حصار کو اور تنگ کر دیا ؛
لیکن گرمی کا موسم کوہستان کا نیام پانی کی قلت سے تمام فوج غیر معمولی تکالیف
میں مبتلا ہو گئی اور باوصف تدبیرات چند کوئی صورت اس پہاڑ کے فتح کرنے کی نظر نہ
آئی ادھر راجہ بھی سخت متردد اور پریشان تھا۔ کہ اب فوج سلطانی سے
مخلصی ممکن نہیں اس لئے ہراساں ہو کر ناظم صوبۂ مرچ اور کار پرداز پونا سے
مدد طلب کی تھی اسپر ناظم مرچ نے پانچ ہزار سوار روانہ کئے اور دس ہزار سوار
پونا سے آنے والے تھے پونہ کے پرچہ نویسوں نے یہ حال بارگاہ سلطانی میں
لکھ بھیجا۔ سلطان نے فوراً قمر الدین خاں کے نام حکم جاری کیا کہ تم اپنی جمعیت
لے کر برہان الدین کی مدد اور افتتاح کوہ میں کوشش کرو۔ لیکن سید محمد پیرزادہ
داماد عبد الحکیم خاں حاکم کڈپہ نے بہت سازیوز بیچکر پانچسو سوار اور دو ہزار پیادہ
نوکر رکھے تھے اور انگریزوں سے ایک پلٹن اور دو توپیں حاصل کی تھیں تاکہ بلاد کڈپہ
اور اس طرف کے قلعہ جات کو واپس لے سکے اور وہ اس طرف کے علاقۂ
سلطانی میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا جب قمر الدین خاں اس نواح میں پہنچے تو پل
ماسڑا میں دونوں سے مقابلہ ہو گیا اور جب جنگ و پیکار قمر الدین خاں نے
اسکو شکست پر شکست دی اور قریب قریب وہ سب کے سب مارے گئے

سید محمد نے معہ سردار انگریزی بھاگ کر جان بچائی تب قمر الدین خاں نے اس طرف کے تمام انتظامات درست کر کے بغور ورود فرمان سلطانی فوج مرہٹہ پر تاخت کی جو دریائے کرشنا کو عبور کر رہی تھی اس میں سے بہتوں کو وہیں مار لیا اور اکثر اسیر کر لئے گئے۔ پھر برہان الدین کے لشکر سے جا ملا۔ اور مناسب مقام پر اپنا کیمپ علیحدہ قائم کیا جب کوہ نشین راجہ کو فوج مرہٹہ کی شکست کی خبر پہنچی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور افواج سلطانی سے مقابلہ و محاربہ کی قوت نہ دیکھ کر صلح کا پیغام بھیجا قمر الدین خاں اور برہان الدین نے سید حمید سپہدار اور مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کو راجہ کے پاس بھیجا کہ اسکو دام تزویر میں پھانس لائیں چنانچہ یہ دونوں گئے اور اس کو لے آئے جب وہ آگیا تو اس کو قید کر لیا گیا پھر اسکے تمام اہل و عیال کو قید کر کے سب کو مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کی حراست میں سرنگ پٹن کو روانہ کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ راجہ کی لڑکی نہایت خوبصورت تھی وہ مسلمان ہو کر حرمسرائے سلطانی میں داخل کیگئی اور وہ پہاڑ معہ قلعہ اور تعلقہ ایک خیرخواہ معتمد سلطانی کے سپرد کر کے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا ؛

آگے چل کر عجب اتفاق ہوا کہ برہان الدین خاں قمر الدین خاں پر مشتبہ ہوا اور ٹیپو سلطان کو عرضی لکھ بھیجی کہ قمر الدین خاں کا ارادہ کچھ سے کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خفیہ نظام حیدر آباد کی سرکار میں جانے کا ڈول ڈال رہا ہے اور چادر گھاٹ حیدر آباد میں ایک عالیشان مکان بنوایا ہے تاوہاں جاکر اس میں سکونت اختیار کرے سلطان نے اس عرضداشت کو ملاحظہ کر کے بلاتحقیق مزید قمر الدین خاں کو مع اس کے دیوان اور لشکر کے اپنے حضور میں طلب کیا قمر الدین خاں کو دیوان کی شہرت بدنامی سے خوف

ہوا کہ مبادا اس کے ساتھ کچھ سختی کی جائے اس لئے اسکو ایک لاکھ روپیہ دے کر حیدر آباد بھیجدیا اور خود مع لشکر حاضر حضور ہوا وقت حصول ملازمت سلطان نے دیوان کو پوچھا تو عرض کیا کہ وہ رخصت لے کر اپنے متعلقات کو لینے حیدر آباد گیا ہے سلطان کے دل میں جو شک برہان الدین کی عرضی سے پڑ گیا تھا وہ مضبوط ہو گیا اور سلطان نے قمر الدین خان کو قید اور اس کی جمعیت کو اپنے لشکر میں شریک کر لیا۔

ٹیپو سلطان کا سرکشان کوڑک پر لشکر کشی کرنا اور اسی ہزار مرد و زن کا اسیر کر لانا واقع سال مذکور یعنے ۱۱۹۸ھ

ٹیپو سلطان نے اپنے عہد فرمانروائی میں زین العابدین خان مہدوی کو بلاد کوڑک کا فوجدار کیا جس نے اس سے پہلے سلطان کی مصاحبت میں رہ کر اعتبار خاص پیدا کیا تھا۔ چونکہ خان مذکور کو یہاں کے سیاہ و سپید کا اختیار تھا اور سلطان کے دل میں خاص گنجائش رکھتا تھا اس لئے وہ نشہ حکومت سے مدہوش ہو کر شہوت پرستی پر مائل ہو گیا اور معززین کوڑک کی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں پکڑوا کے ہمبستر ہونے لگا خان مذکور کی اس حرکت نے تمام اہل کوڑک کو برافروختہ کر دیا۔ اور انہوں نے اتفاق کر کے ملک کو تاراج کرنا شروع اور زر سرکاری دینا موقوف کر دیا اور خان مذکور کے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہ حالت دیکھ کر خان مذکور گھبرایا اور ایک سانڈنی سوار کی معرفت بارگاہ سلطانی میں یہ عرضی روانہ کی کہ اس ملک کی رعایا بہت ہی سرکش ہے نواب خلد مکان کے ساتھ بھی بار بار سرکشی و بغاوت کا اظہار کر چکی ہے اسی طرح اب بھی اس نے اطاعت سلطانی سے

منحرف ہوکر رعایائے سلطانی کو لوٹنا شروع کیا ہے اور محاصل سلطانی بھی ادا نہیں کرتی مزید برآں قلعہ سلطانی کو چاروں طرف سے یورش کرکے گھیر رکھا ہے میرے پاس اتنے گروہ کثیر و باغیان شریر کی سرکوبی و استیصال کا سامان نہیں +

جیسے ہی یہ عرضی سلطان کو پہنچی اس کے سنتے ہی سلطان کو اہل کوڑک کی تمام پچھلی سرکشیاں یاد آگئیں اور ان کے انحراف و شرارت کی گذشتہ تصویر اس کے سامنے پھر گئی اور خیال کیا کہ باشندگان کوڑک فوج سلطانی کو بار بار تکلیف دیتے ہیں اور بعد تنبیہہ چند روز مطیع رہ کر پھر سرکشی و انحراف کا طریق اختیار کرتے ہیں اس لئے اب کی مرتبہ ان کو قرار واقعی سزا دینا چاہیئے یہ خیال کرکے سلطان نے اپنے لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا اور دار السلطنت سے ڈیڑھ فرسنگ سلطان پیٹھ میں خیمہ زن ہوکر زین العابدین خاں شوستری سپہدار کو دو ہزار تفنگچی کے ساتھ آگے روانہ کیا تاکہ وہ ظفر آباد کوڑک پہنچکر امینت قائم کرے اور فوجدار محصور کو اطمینان دلائے وہ دروازہ گھاٹ پر پہنچا ہی تھا کہ متمرد جماعت نے تیر و تفنگ سے اس کا مقابلہ کیا اس نے کبھی لڑائی کی صورت نہ دیکھی تھی اس لئے بیماری کا بہانہ کرکے ایک جگہ پناہ گزین ہوگیا جب یہ خبر حضور سلطانی میں پہنچی تو سلطان نے اسپر نفرین کی اور خود بعد دو ہفتہ آراستگی لشکر اور تقسیم ماہوار فوج سے فارغ ہوکر مع بیس باقاعدہ اور بارہ ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار یغماگر اور بائیس ضرب توپ کے ۵ اذی الحجہ ۱۱۹۸ھ کو عازم کوڑک ہوئے،

اور سرحد کوڑگ میں پہنچکر سواروں کو پرماپتن سداپور منظر آباد میں چھوڑکر فوج پیادہ سامان جنگ کے ساتھ اس ملک کے اندر داخل ہوئے اس ملک

کی خوبیوں کا حال بیان کیا جائے کمر کمر تک دھان کے کھیت لہلہاتے تھے اور جنگل میں انواع و اقسام کے درخت مثل ساگوان، صندل، رال، عود خام وغیرہ کی قدرت کا شاندار نمونہ ظاہر کرتے تھے کالی مرچ، فلفل سیاہ کے درختوں کا مسلسل جال نہایت دلفریب معلوم ہوتا تھا اور چھوٹی الائچی کے درختوں کے نیچے الائچیاں جوار مکا کے کھیتوں کی طرح پھیل رہی تھیں دار چینی کے درخت آسمان سے باتیں کرتے تھے اور باغستانی درختوں میں فالسہ۔ موز۔ بیری۔ عین الناس۔ سفرجل، کٹھل۔ بڑھل۔ جامون وغیرہ کے درختوں سے اس زمین پر باغ کیفیت نظر آتی تھی اور پھولوں میں گل مہندی۔ گیندا۔ نسرین۔ سوسن۔ چنبیلی۔ گلزار ہمیشہ بہار کی کیفیت ظاہر کرتے تھے ہاتھی ہتھنیوں کے گلے اور ان کے بچے کثرت سے جنگل میں پھرتے اور پہاڑیوں کے نیچے سونڈوں سے درختوں کی شاخیں توڑتے نظر آتے تھے اور یہ جنگل ان کا جولانگا تھا اس ملک کے لوگوں نے ان ہاتھیوں کی تاخت سے محفوظ رہنے کے لئے ایک بہت بڑا حصار معہ بروج وفصیل کے بناکر اس کے آس پاس بہت گہرا خندق کھود لیا تھا اور حصار کے اندر رہنے کے مکان بنائے تھے تا ہاتھیوں کی تاخت سے ان کو پناہ رہے ان گھروں میں رہتے اور اس لالہ زار کا لطف اٹھاتے تھے گلے سے گھٹنوں تک کا ایک لباس پہنتے۔ چمڑے کی ٹوپی سر پر لگاتے ایک رومال کمر باندھتے۔ تیر لگانے اور بندوق چلانے میں ہر شخص مشاق پایا جاتا ان کی عورتیں حسن کی دیویاں نظر آتیں ان کے حسن و جمال سے اس سرزمین پر پرستان کی کیفیت معلوم ہوتی اور ان کے حسن کو انکا لباس پوشیدہ نہ کرتا بلکہ وہ دو ہاتھ کا رومال سینہ پر باندھ لیتیں اور ناف سے زانو

یک دھوتی باندھتیں باقی سب جسم کھلا رہتا وہاں کے مردوں میں قوت رجولیت کم ہوتی اسلئے چار چار حقیقی بھائی ایک عورت کو بی بی بناتے یا چار دوست مل کر ایک عورت کو زوجہ قرار دیتے اور ایک ایک روز کی باری سے اس کے پاس رہتے یا سب کے سب ایک ساتھ ہی رات کو یکے بعد دیگرے ہم بستر ہوتے اور جو اولاد ہوتی وہ سب کے ورثہ کی مستحق قرار پاتی :-

اس جنگل میں مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ بعض خوفناک چیزیں بھی کثرت سے پائی گئیں مثلاً وہاں کے سبز و شاداب درختوں کے پتوں پر پانی کی نمی سے جونکیں چمٹتی رہتی ہیں وہ آدمی پر کود کر گرتی اور کہیں نہ کہیں اس کے جسم سے چمٹ جاتی ہیں اور جب پیٹ بھر کر خون پی لیتی ہیں تب علیحدہ ہوتی ہیں اسی طرح بڑے بڑے اور زہریلے سانپ اور بچھو اور دوسرے زہریلے جانور کثرت سے اس جنگل میں رہتے پائے گئے سلطان نے اہل فوج کو ہر طرح کی احتیاط و حفاظت کا حکم دیا اور اس جنگل کو جنگل کی راہ سے عبور کر کے خار بندرن منڈل کے سامنے کچھ فاصلے سے اپنی فوج چھاؤنی قائم کر دیا رن منڈل وہ حصار تھا جو اس ملک کے آدمیوں نے سلطانی فوج کے مقابلہ کو تیار کیا تھا اور اس میں چاروں طرف کے سورماں بہادر اور وحشی نشراد نائرہ نیزہ و شمشیر تیر و تفنگ سے مسلح ہو کر جمع ہو رہے تھے۔

سلطان نے اپنی فوج کے دو سپہداروں کو حکم دیا کہ دروازہ رن منڈل کے سامنے جا کر تیر و تفنگ سے حملہ کریں اس حکم کے مطابق وہ گئے لیکن ان لوگوں نے اپنی بہادری سے ان دونوں لشکروں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا اور اکثر سپاہی کام آئے تب سلطان نے خود حملہ کی تیاری کی اور ایک طرف سے موسیر لالی فرانسیس کو

مع فوج فرنگ اور اسد اللہی رسالوں کے اور دوسری طرف سے پیادگاں جلودار کو ایک ہی قوت میں ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا۔

مگر اس گھمسان کی جنگ اور متواتر حملوں میں بہادران مخالف نے بھی بڑی جوانمردی ظاہر کی کئی مرتبہ حملوں کو روکا اور فوج سلطانی کو پیچھے ہٹا لائے لیکن کہاں سلطان کی باقاعدہ فوج اور کہاں اسکی وحشی جماعت آخر کار چار گھنٹے کی جنگ کے بعد ان کا شیرازہ جمعیت پریشان ہوگیا۔ اور سلطانی فوجوں نے درمیان میں گھس کر ان کی صف بندیوں کو متفرق کر دیا اکثروں کو تلواروں سے مار لیا اور بہت سے بھاگ کر جنگل میں جا چھپے اور وہ میدان صاف ہوگیا ازاں بعد سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے سواد ہلگی نار میں مقام فرمایا یہاں زین العابدین خاں شستری بھی اپنی خجالت دور کرنے کیلئے موضع خوشحال پور کو غارت کر کے اور عورت مرد کی ایک جماعت کو اسیر لا کر حضور میں حاضر ہوگیا سلطان نے اسکو دیکھ کر تبسّم فرمایا مگر کچھ کہا نہیں پھر حضرت نے چار رسالے مع سامان جنگ قلعہ ظفر آباد کو روانہ فرمائے اور خود بدولت ۱۵ محرم ۱۱۹۹ھ تک سواد ظفر آباد میں فروکش رہے اور اس درمیان میں دوسرے امرا اور افسران فوج نے دوسرے مواضعات کے فرقہ مخالف سے دو تین ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

جب نائروں کے کارپرداز سرداروں نے جن میں موٹی نار اور رنگا نار زیادہ سرکش اور اس قوم کو بھڑکانے والے تھے یہ حال مشاہدہ کیا اور سمجھے کہ نواب حیدر علی خاں جن یتیم بچوں کی پرورش کرتا۔ یا جو لڑکے مسلمان ہو کر فوج میں داخل ہوتے ان کو رسالہ اسد اللہی میں جگہ دی جاتی، اور یہ رسالے اسد اللہی کہے جاتے،

یہ فرقہ وحشی کسی طرح سلطانی فوج کا سامنا نہیں کر سکتا تو نہایت سخت دشوار گذار جنگل اور پہاڑ میں بھاگ گئے ان کے پیچھے ہزاروں نائر گھر چھوڑ چھوڑ کر جنگل اور پہاڑ میں جا چھپے اور اپنے مواشی بھی ہانک لے گئے تب سلطان نے اس جنگل اور پہاڑ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور موشیر لالی کو کوہ الاچی کی طرف اور میر حسین علی خاں بخشی کو عقرب نائر کی جانب اور میر محمود اور امام خاں کو تھل کادیوی اور خوشحال پور کی سمت مع افواج پیادہ و سامان جنگ کے روانہ کیا اور خود بدولت نے دو تین مہینے تک وہیں قیام فرمانے کا عزم کر لیا بعد چند کے میر حسین علی خاں بخشی نے اس طرف جا کر تمام موا ضع کو تاراج کر ڈالا اور آٹھ ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی گرفتار کر لائے اور موشیر لالی نے کوہ الاچی کی طرف جا کر اس طرف کے قبائل اشرار کو بھیڑ بکریوں کی طرح پکڑ لیا اور حضور میں حاضر لایا تب سلطان نے کوہ تھل کادیری کے سواد میں جا کر خیمہ گاہ قائم فرمائی اور اسی طرح جا بجا سرداروں کو واسطے تنبیہ و گرفتاری فرقہ اشرار کے روانہ کیا ان سرداروں نے ہر طرف جا کر اشرار و مفسدین کا نام و نشان کھو ڈالا او فتنہ انگیزوں کی جماعتوں کو جوق جوق گرفتار کر کے لے آئے یہاں تک کہ سات مہینے اور چند روز میں اسی ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی اسیر ہوئے اور مفسدین و اشرار کے وہ دونوں سرغنہ (یعنے معمولی نائر) اور ورنکا نائر) موشیر لالی کے حسن انتظام سے کوہ الاچی پر پکڑے گئے اور سلطان کے سامنے حاضر کئے گئے اور یہ تمام جنگ تمام ہوئی ہے

کسے نہ ماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی　　مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

زاں بعد سلطان نے وہاں کا بندوبست اپنے کار آزمودہ اور خیر خواہ معتمدین کو

سپرد فرمایا اور کئی جگہ قلعہ چوبین دنکڑ کوٹہ بنواکر انمیں ضروری سپاہ مع ذخیرہ جنگ چھوڑ کر دارالسلطنت کو مراجعت فرمائی موتی نائر چند روز بعد مرگیا اور درنکا نائر مسلمان ہوگیا سلطان نے شیخ احمد نام رکھا اور عہدۂ رسالداری پر سرفراز کیا بلیا با نوحا کمہ نواح کنیانور نے جو قوم ماپلہ سے تھی وقت مراجعت سوادنظل کا دیری میں دو سال کا زر پیشکش مع چند ہاتھی گھوڑوں کے نذر گزرانا اور بعض تحائف پیش کئے سلطان نے اس کی نسبت خاص توجہ کا اظہار فرماکر عطائے خلعت و معافی سے سرافراز کیا جب سلطان دارالسلطنت میں پہنچا تو تمام اسیران کورگ کو اسلام کی دعوت دی اور انکو اس جہالت و وحشت سے نکالکر اس پاک مذہب کے فوائد سمجھائے چنانچہ وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اس جماعت کا نام احمدی رکھا گیا اور اس جماعت کو آٹھ رسالوں پر تقسیم کردیا گیا اور ان کی ترتیب و آراستگی کیلئے اپنی فوج سے دوسرے سردار و افسر مامور کئے انہوں نے تھوڑے زمانہ میں اس وحشی جماعت کو ایسا آراستہ کردیا کہ وہ ایک شائستہ اور بہادر جماعت نظر آنے لگی ازاں بعد ٹیپو سلطان نے اس فوج کے سرداروں کو زیورات مرصع اور سپاہیوں کو انعام تقسیم کئے اور ان کا لباس پارچہ بیری[1] کا خاص وضع پر تیار ہوا۔

اسی زمانہ میں سلطان نے چند قلاع اور تعلقوں کے دوسرے نام رکھے۔

اسم قدیم	اسم جدید	اسم قدیم	اسم جدید
قلعہ جلتیل ورگ	فرحیاب حصار	قلعہ گنتی	فیض حصار

---

[1] پارچہ بیری شیر کی کھال کی طرح ایک کپڑا ہوتا تھا جو سلطان نے اپنی تجویز سے ایجاد کیا تھا اور وہ سلطانی کارخانہ میں تیار کیا جاتا تھا۔

بلاری	ٹمرپٹن	نپو کنڈا	فخر آباد
پاؤگڈھ	ختمی	صوبہ سرا	رستم آباد
نندی گڑھ	گردون شکوہ	دیون ہلی	یوسف آباد
بنگلور	دارلسرور	ماگڑی درگ	ساون گڑھ
قلعہ بل	منظر آباد	کوڑک	ظفر آباد
کلیکوٹ	اسلام آباد	کوئمبتور	سلام آباد
ڈنڈگل	خالق آباد	سنگلی درگ	مظفر آباد
کشن کیری	فلک الاعظم	میسور	دارالسرور

اسی سال اپنے نوکروں سے چھ سات ہزار آدمی شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان منتخب کر کے بلاد کورگ کی آبادی کو روانہ فرمائے ان میں سے بعض بوجہ ناموافقت آب وہوا واپسی کی اجازت لیکر واپس آگئے باقی نے وہیں بود و باش اختیار کی۔

ٹیپو سلطان کے ملک پر دربار پونہ اور نظام حیدرآباد کی لشکر کشی اور سلطان کا عزم مدافعت مع معرکہ آرائی و تسخیر قلعہ ادہونی واقع سنہ ۱۱۹۹ھ

جب ٹیپو سلطان کے وکیل معہ تحائف اور دس لاکھ روپیہ نقد کے دربار پونہ میں پیش ہوئے تو وہ دربار قتل پیشوائے سابق اور شورش باہمی مرہٹوں کی اور شکست میدان پانی پت سے ابتری کی حالت میں تھا لیکن نانا فرنویس جو بطور وزیر مختار کے تھا کلام چلائے جاتا تھا اس نے ٹیپو سلطان کے ان تحائف اور پیشکش کو قبول نہ

کیا اور وکیلوں کو باظہار ناراضی واپس بھیجا اور نواب نظام علیخاں ناظم حیدرآباد کو ٹیپو سلطان کے خلاف بھڑکا کر اپنی طرف ملا لیا اور وہ دونوں مل کر سلطان کے زیر کرنے پر آمادہ ہوئے ؛

دربار پونا کی طرف سے ۸۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادہ مع پچاس ضرب توپ کلاں و سامان حرب سرداران خاص کی سرکردگی میں روانہ کئے گئے اور نظام علیخاں مع نوابان مشیر الملک و سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ امرا اور چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ کے براہ بیدر قلعہ بادامی سرحد سلطانی پر جا پہنچے اور دونوں کے لشکر قریب قریب خیمہ زن ہوئے دونوں کی فوجوں نے چاروں طرف سے قلعہ بادامی کا محاصرہ کر لیا اور گولہ باری شروع کی لیکن اس قلعہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا اور قلعدار سلطانی برابر کا جواب دیتا رہا اور چونکہ اس قلعہ میں ہر قسم کا سامان حرب و ضرب موجود اور ذخیرہ زندگی فراہم تھا اور پانی کے تالاب اور کنوئیں ضرورت سے زیادہ موجود تھے اسلئے قلعہ نشین اطمینان سے مقابلہ کرتے رہے غنیم کی فوجوں کو دور دور رہنے کے سوائے قلعہ کے پاس تک جانے کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ اس محاصرہ کو نو مہینے گزر گئے اور قلعہ والوں کی گولہ باری و تفنگ اندازی سے کئی ہزار سپاہی کام آئے تب کہیں یہ قلعہ تسخیر کر پایا پھر اپنے امراء اور سرداران فوج کو دوسرے قلعوں کی تسخیر پر مامور کیا ان امرا اور سرداروں نے قلعہ دھارواڑ اور قلعہ جالی ہیل کے قلعداروں کو انعام و اکرام کے دام فریب میں پھنسا کر ان پر قبضہ حاصل کر لیا اور حیدر بخش نے جو ان دونوں قلعوں کا قلعدار تھا قلعہ جات مذکورہ کو تیس ہزار روپیہ انعام لے کر سرداران مخالف کے سپرد

کر دیا اور خود معہ اہل و عیال پونہ میں جا رہا۔ اسیطرح گرنندہ گڑھ نول کنڈہ زگنڈہ وغیرہ کے قلعے اور تعلقے جو دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف تھے قلعداروں کی نمک حرامی سے نکل گئے اور نیز اس طرف کے پالیکاروں رما تحت راجاؤں نے مثل سرہتی والہ ڈمل والہ۔ کنگ گیری والہ۔ اور راجہ انا گندی کے مرہٹوں سے سازش کر لی جاسوسوں نے یہ حالات حضور سلطانی میں عرض کئے اس پر ٹیپو سلطان نے اپنے امرا و خوانین دولتخوانہ کو آمادۂ مدافعت کیا اور خود ۲ شعبان ۱۱۹۹ھ ہجری کو چھ قشوں باقاعدہ اور تین موکب عسکر اور دس ہزار پیادہ اور تیس ہزار سوار جرار اور بائیس ضرب توپ قلعہ شکن لے کر نکلا اور سواد بنگلور میں خیمہ زن ہو کر قریب کے راجاؤں اور پالیکاروں کے نام احکام جاری کئے کہ سب اپنی اپنی فوجیں لے کر شریک لشکر سلطانی ہوں چنانچہ رائے درگ والا اور ہرپن ہلی والہ وغیرہ مع اپنی اپنی جمعیت کے حاضر ہو گئے زاں بعد سلطان نے معہ تمام لشکر اونسا اور بہیر و بنگاہ کے شبرات کی صبح کو بالاپور کلاں اور ہندوپور دیا ؤ گڑھ کے راستہ سے چل کر ہگری ندی کے کنارے پر دو روزہ مقام کیا پھر یہاں سے یلغار کر کے چوتھے دن کی صبح کو شاہی لشکر ہراول صوبہ ادہونی کے پہاڑوں میں جا پہنچا اور سلطان نے محل کلبانٹن میں آرام فرمایا :۔

جب اس ناگہانی یلغار کی خبر نواب مہابت جنگ خلف نواب شجاع الملک بصالت جنگ ساکم ادہونی د داماد نواب نظام علیخان ناظم حیدرآباد نے سُنی وہ ورود عساکر سلطانی سے سخت پریشان و متردد ہوا اور جلد جلد اپنا تمام سامان مع زنانہ پہاڑوں پر بھیجدیا اور اپنے دیوان اسد علیخاں کو ٹیپو سلطان کی خدمت

میں بھیجا تا عرض کرے کہ میں اسطرح پر بعد عساکر سلطانی کو خوف و تعجب سے دیکھتا ہوں سلطان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ کو تم سے کوئی عداوت نہیں مگر نواب نظام علیخاں بہادر نے میرے خلاف ایک کافر کو مدد دیکر مسلمانوں کی خانہ ویرانی کا سامان کیا ہے اسپر البتہ مجھکو رنج ہے اور جتنے الامکان اسکی مدافعت کرونگا۔ اگر تم اپنی فوج مجھے دیدو تو تم میرے عزیز ہو مہابت جنگ کے لئے یہ موقع بہت مشکل تھا وہ اپنے خسر نظام حیدرآباد کے خلاف کیونکر فوج دے سکتا تھا اسپر ٹیپو سلطان نے اس سے برافروختہ ہوکر شہر کی لوٹ اور اسپر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ لوٹ شروع ہوئی یہ حال دیکھکر مہابت جنگ کے سپاہیوں نے مقابلہ کیا دونوں طرف سے لڑائی ہونے لگی آخر کو سلطان کی فوج غالب آئی اور شہر پر قبضہ کر لیا پھر حصار گردوں آثار دہونی کی تسخیر کا حکم ہوا افسران توپخانہ نے دو طرف دمدمے باندھکر گولہ باری شروع کی اس سے پہلے روز سلطان کا ارادہ اس قلعہ کی مزاحمت سے نہ تھا ورنہ مہابت جنگ کو اتنی مہلت ہی ملتی اور سلطان کے سپاہی قلعہ میں داخل ہوکر قبضہ کر چکے ہوتے لیکن سلطان نے نظام حیدرآباد کی صاحبزادی اور مہابت جنگ کے ناموس کا پاس کیا۔ اب کے سلطان کو مہابت جنگ کی کارروائی سے اطلاع ہوئی تو اس نے تسخیر قلعہ کا حکم دیدیا۔ اس قلعہ میں سات ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت تھی اور قلعہ داری کی کمان خود مہابت جنگ کے ہاتھ میں تھی اور لعل خاں اور اسد خاں سرخیل قائم خانی چارسو بہادران جانباز کے ساتھ دروازہ پر متعین تھے اور یہ قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر اتنا بلند اور اس مارپیچ کا بنا ہوا

تھا کہ بڑی سے بڑی توپ کے گولے کچھ کام نہ دیتے تھے تاہم افواج سلطانی کے محاصرہ اور گولہ بازی سے قلعہ والوں کے لئے ایک نہایت سخت انتشار کی حالت تھی جب نظام حیدر آباد نے یہ حال سُنا تو سخت تردد لاحق ہوا اور سپہ سالار پونا کو اس حال سے آگاہ کیا دونوں مع امراء کے آپس میں مشورہ کرنے لگے بعض نے کہا کہ جب ایک قلعہ سرحد بادامی کا نو ماہ کی سعی و کوشش میں کئی طرح کی تدبیرات خارجی سے فتح ہو پایا تو آئندہ کیا امید ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ دونوں سردار اپنے اپنے امراء کو یہاں چھوڑ کر خود واپس تشریف لے جائیں یہ صلاح دونوں کو پسند آئی اور نظام حیدر آباد نے مشیر الملک سیف جنگ وغیرہ کو مع فوج کثیر صوبہ دار ادھونی کی کمک پر مامور کیا اور کار پرداز پونہ نے بسونت راؤ ہلکر اور پرسرام بھاؤ ناظم صوبہ مرچ اور ہری پنتھ پھڑکیا درایتہ مرہٹہ کو دوسرے امراء کے ساتھ تمام سوار و پیادہ توپخانہ دے کر امراء حیدر آباد کی شرکت و اعانت کا حکم دیا اور خود پونہ کو واپس گیا اسی طرح نظام علی خاں بہادر بیماری کا عذر کر کے حیدر آباد کو روانہ ہو گئے۔

جب ٹیپو سلطان نے یہ واقعات سُنے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ ایک مہینہ بیس روز میں اس قلعہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا یہ بات کمال شرم اور بدنامی کی ہے یہ سنکر تمام افسران سپاہ نے باہم مشورہ کیا۔ اور نواب سید صاحب اور قطب الدین خاں دولت زئی میر لشکر نے مقبرۂ نواب بصالت جنگ کیطرف سے اور موشیر لالی اور امام خان سپہدار نے دروازہ تمل سے اور حسین خاں بوزی اور محمد حلیم نے ہزار زینہ بالائے کوہ سے ایک

دم حملے کر کے خود کو مع بہادران منتخب کمال شجاعت سے حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچایا اور نردبان جو ہمراہ لے گئے تھے دیوار حصار پر چڑھ کر اندر کو دجا بیں اس کارروائی میں اوپر کی گولیوں سے کتنے بہادر وہیں کام آئے باقی ناکام رہے کیونکہ بدقسمتی سے نیئے چھوٹے نکلے اور اوپر کی بارش تیر و تفنگ سے قریباً دو ہزار آدمی کے جان بحق تسلیم ہوئے سلطان نردبانوں کے چھوٹا پڑنے سے سخت برآشفتہ ہوا اور اپنے بہادر سپاہیوں کے مفت ضائع ہونے پر افسوس کر کے اس کام کو دوسرے روز پر ملتوی کیا دوسرے روز دوسرے بہادر افسران مذکور کے ساتھ مصروف جانبازی ہوئے اور بڑے بڑے نردبان ساتھ لیجا کر دیوار قلعہ سے لگا دیئے اس عرصہ میں مشیر الملک اور سیف جنگ مع لشکر مرہٹہ قلعہ مذکور کی کمک کو پہنچ گئے سلطان نے دو طرف جنگ کرنا مناسب نہ جانا اور اپنے بہادر جانبازوں کو اس کام سے ہٹا کر وہاں سے کوچ کر دیا اور کوہستان سیاہ ڈونگر کو پشت پر رکھ کر خیمہ گاہ قائم کی اتفاقاً دوسرے روز سلطانی طلائعہ کے سواروں اور فوج مرہٹہ و نظام کے سواروں سے مقابلہ ہو گیا اور اس ہنگامہ میں سلطان کے کئی سو آدمی اور کتنے افسر مارے گئے اور دو تین سو سوار مع گھوڑوں کے گرفتار ہو گئے سلطان نے یہ واقعات سُنکر مع تمام فوج کے تاخت کی اور توپخانہ سلطانی سے فوج مرہٹہ اور لشکر نظام پر گولہ باری شروع ہوئی جس سے دونوں لشکر جو اس باختہ ہو کر شہر و قلعہ کی طرف بھاگے سلطان نے شام تک اپنی فوج و توپخانہ کو وہیں جمار کھا کہ شاید وہ لوٹ کر مقابلہ کا عزم کریں تو جنگ کی جائے لیکن اس طرف سے کوئی آثار جنگ ظاہر نہ ہوئے تب سلطان اپنی فوج و توپخانہ کو واپس

لاکر کیمپ میں داخل ہوا۔
دوسرے روز مشیر الملک وغیرہ امرائے نظام نے مہابت جنگ حاکم ادہونی کو مع زنانہ باخفائے تمام قلعہ سے نکلوا کر قلعہ رائچور کو بھیجدیا جب جاسوسوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تو میر صادق کو مع جمعیت بہادران کار آزمودہ و چار ضرب توپ روانہ قلعہ پر بھیجا وہاں اس نے قلعہ خالی پایا اور بعد اطلاع وحکم سلطانی قلعہ مذکور میں داخل ہو کر سب اسباب ضبط و قلمبند کیا اور بروج و فصیل پر فوجی دستے مقرر کئے گئے اور خود سلطان نے کنارہ جوئے تنگ بھدرا آٹھ فرسنگ تک تعاقب کیا مگر جانے والوں کا سراغ نہ ملا تب واپس آکر قلعہ ادہونی میں سلطانی نشان کھڑا کیا گیا اور سلطان نے محلات قلعہ میں آرام فرمایا اور قلعہ مذکور مع صوبہ ادہونی ضبط ہو کر ممالک محروسہ سلطانی میں داخل کیا گیا اور تمام اسباب توشکخانہ و سلح خانہ و فراشخانہ کا جو قلعہ میں پایا گیا توشکخانہ سلطانی میں داخل ہوا کہتے ہیں ۔ کہ بعض نہائت مضبوط اور پر تکلف صندوق جن میں جواہرات کے ہونے کا خیال تھا جب سلطان کے سامنے کھولے گئے تو ان میں ٹوٹے جوتے اور گھوڑوں کا بوسیدہ چرمی سامان برآمد ہوا اس سے سلطان کا چہرہ متغیر اور شرم آگین دیکھ کر مقربان درگاہ نے بات بنائی اور کہا کہ کیا بصالت جنگ اور مہابت جنگ کفش دوزی اور چرم دوزی کرتے تھے کسی نے کہا کہ کیا یہ تحفہ حیدر آباد کے لئے رکھا تھا تا نظام کی حضور میں پیش کیا جائے الغرض اس قسم کی باتوں سے اس خیال کو دماغ میں ڈال کر ٹیپو سلطان کو مضحکہ خیز باتوں سے خوش کر دیا ــــــــــــ اور ایسی عظیم الشان کامیابی اور ایسے

ناممکن التسخیر قلعہ کی تسخیر پر ایک امیر نے مبارکباد عرض کی۔

مرہٹوں کی گوشمالی دریائے تنگ بھدرا سے عبور کنچن گڈھ اور کپلی کی تسخیر مع محاربات عظیم رودادِ سنہ ۱۱۹۹ھ

جب قلعہ ادہونی فتح ہوگیا اور شہر و تعلقہ پر قبضہ ہو گیا اور بعد انتظام ضروری ٹیپو سلطان نے مرہٹوں کی گوشمالی کے لئے کنچن گڑھ کی راہ سے کوچ کیا یہاں کا پالیگار مرچکا تھا اس کی عورت حکومت کرتی تھی۔ وہ حلقہ اطاعت سلطانی سے منحرف ہوکر معرفت ہری پنتھ پھڑکیے کے سردار لشکر غنیم سے مل گئی اور اپنے دوازدہ سالہ لڑکے کو گوہی سر کیہ میں جو اس کا دارالمقر تھا چھوڑ کر مع اثاث البیت پونا کو بھاگ گئی اسیطرح گوبندراؤ برادرزادۂ مرار راؤ جس کا قصور نواب حیدرعلیخاں نے دربار پونہ کی سفارش سے معاف کرکے تعلقہ سوندور بحال رکھا تھا اطاعت سلطانی سے منحرف ہوکر مرہٹوں سے جاملا تب سلطان نے اس دوازدہ سالہ لڑکے کو اسلام سے مشرف کرکے علیمردان خاں نام رکھا اور کنچن گڑھ ضبطی میں آیا اور تعلقہ سوندور مع توابع بغیر جنگ و فساد ضبط کرکے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا پھر قلعۂ کپلی کو سلطان نے جنگ سے فتح کیا یہاں عساکر سلطانی کے اوباش سپاہیوں نے اکثر ہندو اور مسلمان عورتوں کی عصمت برباد کی اکثر جولاہوں کی عورتیں بخوف ناراضی عصمت دریائے تنگ بھدرا میں گر کر جان سے گذر گئیں جب سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اس نے

سپاہیان فوج کو نفرین کی اور سزا دی اور آیندہ کیلئے ایسے قبیح کام سے تمام فوج کو منع کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے سوادہس پیٹھ متعلقہ پالیکار ہرفن پلی میں مقام کیا بعد ادائے دوگانہ عید الفطر یہاں سے روانہ ہو کر دریائے تنگ بھدرا کے کنارے گھاٹ کرنپات کے برابر خیمہ زن ہوئے دریا کے دوسری طرف غنیم کا لشکر آپڑا اور اس طرف کے ملک پر غنیم نے قبضہ پالیا اور قلعہ کوہ کوپل اور بہادر بنڈہ (علاقہ سلطانی) کے محاصرہ کا انتظام کیا ان میں دو مہینے کی جانفشانی سے بہادر بنڈہ لے لیا۔ لیکن قلعہ کوپل کو قلعدار کی بہادری سے نہ لے سکے۔

سلطان دریا سے عبور کرنے کو سخت بے قرار تھا لیکن دریائے تنگ بھدرا کی طغیانی کم نہ ہوتی تھی اس موقع پر ایک عجیب واقع پیش آیا یعنے سلطان نے اکیس توپیں دریا کے کنارے رکھوا کر دریا کو شلک مارنے کا حکم دیا خدا کی قدرت سے دریا کا پانی گھٹنا شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے دریا گھٹ گیا اس کو ارباب فوج اور دوسرے دیکھنے والوں نے سلطان کا معجزہ خیال کیا اور اس کی فتح و نصرت کے نعرے مارنے اس کارروائی کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ مرہٹہ سرداروں نے خیال کیا کہ یہ توپوں کی شلکیں بے سبب نہیں یا تو سلطان کو فرانسیسیوں کی طرف سے کمک پہنچ گئی اور یا سلطان کے لشکر نے حیدرآباد پر فتح عظیم حاصل کی ان خیالات سے وہ بارہ ہزار سوار دوسرے کنارہ دریائے تنگ بھدرا سے اٹھا کر شانور کیجانب چلے گئے باقی فوج کو وہیں چھوڑا ادھر سلطان نے رات کے وقت دو ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار سے مع توپخانہ عبور کر کے فوج مرہٹہ کو جو خواب غفلت میں سو رہی تھی

جا دبایا اور کئی ہزار آدمیوں کو قتل کر کے سات سو گھوڑے اور نقارہ و نشان
کے ہاتھی اور اونٹ مع سامان و خزانہ لوٹ لئے باقی لوگوں نے بھاگ کر جان
بچائی اور اپنے سردار فوج کو جو آگے بڑھ کر خیمہ زن تھا سلطان کے اس پار اتر
آنے اور اپنی فوج کے قتل و غارت سے مطلع کیا اور دوسرے دن سلطان کی سب
فوج اس دریا کو عبور کر کے دوسری طرف کے کنارہ پر خیمہ زن ہو گئی یہاں سے
غنیم کا لشکر چار فرسنگ پر خیمہ زن تھا سلطان اس کے مقابلہ کو معہ فوج و توپخانہ
دو فرسنگ آگے بڑھا اور ایک زمین کے نشیب میں دو ہزار تفنگچیوں کو پوشیدہ
بٹھا دیا اور توپیں سامنے لگا دیں اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر ایک بلند مقام پر کھڑا
ہوا ادھر سے فوج غنیم مقابلہ کو نکلی اور بڑے زور شور سے باجے بجاتی آگے بڑھی
تب سلطان نے غازی خاں اور دلی محمد خاں کابلی اور ابراہیم خاں اور دوسرے
کتنے سپہدار کو آگے بڑھ کر معرکہ آرا ہو کر فوج غنیم کو اس کمین گاہ کے منہ پر
لگا لانے کا حکم دیا۔

چنانچہ اس فوج نے آگے بڑھ کر فوج غنیم سے مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے
بھاگ نکلے ان کے بھاگنے سے فوج غنیم اور زیادہ نشۂ نخوت میں سرشار ہو گئی
اور ان کے تعاقب میں دوڑ نکلی وہ تو آگے بڑھ آئے لیکن جب غنیم کی فوج
اس کمین گاہ کے سامنے آئی تو توپوں کے گراب اور بندوقوں کی باڑھ سے ان کی
آن میں ہزاروں آدمی زمین پر گر گئے اور پیچھے سے سلطانی سوار آپڑے انہوں
نے قتل کرنا شروع کیا اور باندداروں نے بانوں کی آگ برسانا شروع کی اس حالت
کو دیکھ کر مرہٹہ سرداروں کے جی چھوٹ گئے اور انہوں نے معہ باقیماندہ لشکر کے

راہ فرار اختیار کی سلطانی بہادروں نے ان کے ہیڈ کوارٹر تک ان کا تعاقب کیا
درمیان میں اکثروں کو قتل کر ڈالا اور بہتوں کو گرفتار کر لائے زاں بعد سلطان
نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور بڑے استحکام سے کیمپ کا انتظام کیا گیا اور
غنیم نے اپنی فوج کے ہوش درست کر کے کٹنک ندی کے کنارے خیمہ گاہ قائم
کی :۔

رات کو سلطان نے۔ شیخ امام۔ شیخ عمرو۔ امام خاں سپہداروں کے مع
سامان جنگ یعنے توپ و تفنگ وغیرہ کے بانداروں کے ساتھ اور حسین علیخاں
اور فہامرزا خاں کی سرداری میں غازیخاں کو دو ہزار سوار دے کر شبخون مارنے
کے لئے روانہ کیا لیکن شیخ عمر نے جو سب سے آگے تھا غلطی سے کتنے بان قبل از
وقت سر کئے جس سے غنیم ہوشیار ہو گیا اور وہ کام بن نہ پایا تب سلطان نے
دوسرے روز آگے بڑھ کر بالاپور کی ندی کے کنارے کیمپ قائم کیا غنیم بھی تین
فرسنگ کے فاصلے سے خیمہ زن ہوا دوسرے روز رات کے وقت امام خاں فاضلخاں
میر محمود سپہدار ضروری سامان جنگ کے ساتھ شبخون مارنے کو بھیجے گئے اور قادرخاں
اور غازیخاں کی سرداری میں دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندار لشکر غنیم پر
تاخت کرنے کیلئے مامور ہوئے چنانچہ یہ سب سردار سپہدار نہایت اخفاء و ہوشیاری
سے یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے آگے بڑھ کر جب طلایہ داروں نے انہیں روکا
تو انہوں نے مرہٹی زبان میں کہا کہ ہم لشکر مغول (یعنے حیدرآباد) کے سپاہی
ہیں اور رائچور سے تمہاری کمک کو آتے ہیں یہ کہہ کر بے دھڑک آگے بڑھتے
چلے گئے اور فوج میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا اور تمام فوج غنیم معہ سرداران

کے سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلنے پر مجبور ہوئی اور سوار و سردار ننگی پیٹھ کے گھوڑوں پر چڑھ کر بھاگ نکلے اور جہاں ان کا توپخانہ تھا وہاں جا کر دم لئے ادھر سپہداران منصور نے غنیم کے کیمپ کے تمام آلات جنگ اور سامان کثیر پر قبضہ کر لیا اور ڈیڑھ ہزار گھوڑے اور اکثر عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے سلطان کے حضور میں حاضر لائے سلطان نے ان بہادروں کو پدک ہائے الماس و ملائے مروارید اور سونے کے مرصع کر دیئے مع خلاع فاخرہ عنایت کئے اور سوار اور سپاہیوں کو معقول انعام دیئے اور ان عورتوں اور لڑکوں کو ایک علیحدہ خیمہ میں نہایت عزت اور پردہ داری کے ساتھ فروکش کیا پھر ہر ایک عورت کو علیٰ قدر مراتب خلعت و ملبوس دے کر پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر اپنے رسالہ باڈیگارڈ کی حفاظت میں مع لڑکوں کے غنیم کے پاس بھیجدیا اور ان میں معزز اور معتبر عورتوں کی معرفت چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر مع زر نقد پوشیدہ ہری پنڈت و راسیتا مادہو ایتی سرداران مرہٹہ کے پاس خفیہ بھیجکر ان کو اپنا بندۂ احسان بنایا اور غنیم وہاں سے لشکر اٹھا کر سرپتی میں جارہا۔

غنیم کی فوجوں سے مقابلہ و محاربہ کے بعد سلطان کی فتح شانور کی تسخیر واقعہ ۱۱۹۹ سنہ ہجری

ٹیپو سلطان گذشتہ رات کے شبخون کے بعد دوسری رات کو کوچ کر کے اس مقام پر جہاں بالا نام ندی دریائے تنگ بھدرا سے ملتی ہے خیمہ زن ہوا یہاں انونٹی کی طرف سے ایک سردار مع اپنی جمعیت کے لشکر سلطانی سے آملا۔ اور

بدرالزماں خاں نگر سے بہت سی رسد لے کر باریاب حضوری ہوا غنیم کی فوجوں نے بھی دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنا کیمپ جمایا۔

اب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ صبح و شام اپنی افواج سوار و پیادہ سے قواعد کی مشق کرانے لگا اور قواعد کرنے میں بندوقیں چھوڑنے کا حکم دیا۔ غنیم نے اس کو روزمرہ کا ایک مشغلہ خیال کیا پانچ چھ روز کا وقفہ دے کر ایک رات کو سلطان نے میر معین الدین خاں کو دو پلٹن اور فرانسیسوں کا رسالہ مع پانچ ضرب توپ دیکر غنیم کے میمنہ کی جانب روانہ کیا اور برہان الدین خاں کو تین پلٹن اور چھ ضرب توپ اور ایکہزار سوار دیکر میسرہ کی طرف رخصت فرمایا اور دس پلٹن اور خاص رسالوں کو لے کر دشمن کے قلب فوج توڑنے کو تیار رہا چونکہ رات نہایت تاریک تھی اسلئے راستہ کے نشیب و فراز میں بڑی زحمت پیش آئی اور برہان الدین نے علامت صبح سے پہلے ہری پنڈت اور راستیا کی فوجوں کے سر پر اچانک پہنچ کر ہنگامہ قیامت برپا کر دیا۔ دوسری طرف سے میر معین الدین خاں نے فرانسیسی ہلکی توپوں سے آگ برسا کر ہلچل ڈالدی اور سامنے سے ٹیپو سلطان حکم قضا کی طرح اجل گرفتوں کے سر پر آپہنچا اور غنیم کے قلب لشکر کو درہم و برہم کر ڈالا۔ ان فوجوں کے سردار جو درپردہ سلطان سے ملے ہوئے تھے اس جمعیت سے پھوٹ نکلے اور اپنی جان بچالے گئے اور نظام علیخاں کی فوج میں بھاگڑ پڑ گئی کتنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل گئے بہتوں کو بھاگتے وقت سلطان کے سواروں نے مار لیا اور وہ سارا کیمپ خالی ہوگیا اور تمام خیمے معہ فرش فروش و آلات

واسباب جنگ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ بیل گاڑیاں وغیرہ سلطان کے ہاتھ لگے اور ان بھاگے ہوئے لوگوں نے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر اپنے توپخانہ کے قریب جاکر اجتماع کیا اور چند توپیں سر کیں جن کا مطلب یہ تھا کہ ابھی ہم لڑنے کو تیار ہیں ان توپوں سے سلطان کے ایک حصہ فوج کو نقصان پہنچا اسپر سلطان نے میر سید شیخ انصر- احمد بیگ اور دوسرے سپہ سالاروں کو مع موشیر لالی فرانسیس کے ان پر چڑھ دوڑنے کا حکم دیا ان سپہ سالاروں نے ان کے سروں پر بلائے بے درمیان کی طرح پہنچکر توپ و تفنگ سے ان کا ستیاناس کر دیا اور چونکہ وہ ایک محدود جگہ میں گھر گئے تھے اس لئے ان کو اور بھی آفت کا سامنا ہوا سات ہزار آدمی کام آئے باقی سب سامان چھوڑکر بھاگ نکلے سلطان کو اس فتح سے بڑی خوشی ہوئی اور خوشی کے فوجی بلجے بجواتا ہوا اپنی خیمہ گاہ میں واپس آیا اور اب غنیم کی باقیماندہ فوج سلطانی مقابلہ سے بالکل عاجز ہوگئی۔

دوسرے روز سلطان نے شانور کی جانب کوچ کیا نواب عبدالحلیم خاں حاکم شانور جس کو نواب حیدر علی خاں نے ایک مرتبہ زک دیکر اور اس بعد اس سے رشتہ کرکے اپنا رشتہ دار بنایا تھا وہ ٹیپو سلطان سے منحرف ہوکر مرہٹوں کے ساتھ مل رہا تھا اب جو اس نے ٹیپو سلطان کا شانور میں آنا سنا تو راتوں رات بھاگ کر مرہٹوں کے لشکر میں جا رہا اور اپنے بیٹے نواب عبدالخیر خاں کو اپنی جگہ شہر میں چھوڑ گیا جب سلطان وہاں پہنچا تو باہر شہر کے خیمہ زن ہوا اور عبدالحلیم کا یہ علانیہ انحراف سنکر سید حمید اور سید غفار سپہداروں کو شہر کی ضبطی اور میر صادق اور رحیم خان بخشی کو دارالامارت کے تمام سامان پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا مبادا بیتاب سکے

تمام شہر پر قبضہ کر لیا گیا اور تمام اسباب ضبط ہو کر توشک خانہ سلطانی میں داخل کیا گیا اور توپیں توپخانہ کے شریک کر دیگئیں جب نواب عبد الخیر خاں باریاب سلطانی ہوا تو سلطان نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ سے یہ توقع نہ تھی جو اس نے مجھ کو چھوڑ کر اور سلسلہ یگانگت کو توڑ کر ایک کافر کا ساتھ دیا اور میرا پاس نہ کیا ابو الخیر نیچا سر کئے شرمناک طور سے ان باتوں کو سنتا رہا اور اپنے باپ کی ناعاقبت اندیشی سے اظہار انفعال کیا زاں بعد سلطان نے اس کو اپنے خیمہ کے پاس ایک خیمہ خاص میں جگہ دی اور بطور نظر بند کے اپنے ساتھ رکھا۔

سپاہ غنیم کا عاجز آنا۔ صلح کا قرار پانا بعض راجاؤں کے تعلقوں کا بندوبست مع بعض کیفیتوں کے واقع سنہ ۱۲۰۰ھ

ٹیپو سلطان نے بندوبست شانور سے فرصت پا کر آگے کوچ کیا اور جوبن گڑھ میں نزول اجلال فرما کر عشرہ محرم تک یہیں قیام کیا پھر اپنے لشکر کے چار حصے کئے اور چار سرداروں کی ماتحتی میں اس تفصیل سے بانٹ دیئے۔

نام سردار	تعداد سوار	تعداد پیادہ	تعداد توپ
میر معین الدین خاں بہادر سپہ سالار	پچیس ہزار	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
برہان الدین خاں	پچیس ہزار	پندرہ ہزار	پندرہ ضرب

بہادر سپہ سالار

مہا مرزا خان بہادر	چوبیس ہزار	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
سپہ سالار			
حسین علی خاں بہادر	پچیس ہزار	پندرہ ہزار	پندرہ ضرب
میر بخشی			

اور ان کو حکم دیا کہ تم دو کوس دور جا کر خیمہ زن ہو جاؤ چنانچہ وہ ایک نہایت وسیع میدان میں جنگل کو پشت پر رکھ کر خیمہ زن ہو کر سامان جنگ کا کیل کانٹا درست کرنے لگے تاکہ حکم پاتے ہی تعمیل کو تیار ہو جائیں۔

ادہر سلطان دس ہزار فوج باقاعدہ پیدل اور تین پلٹنیں جوانان جماعت اسد اللہی اور احمدی اور آٹھ دستہ سواران یغماگر اور تین رسالہ دکنی اور ہزار پنڈارہ اور دس ہزار پیادہ ہائے کرناٹکی کے ساتھ اپنے مقام پر جا رہا۔ اس تقسیم سے عام میں افواہ اڑ گئی کہ سلطان والاشان نے ایک فوج تسخیر حیدرآباد کے لئے دوسری تسخیر پونا کیلئے اور تیسری اور چوتھی رائچور اور کولور وغیرہ کی طرف دوسرے راجاؤں کے علاقے ضبط اور فتح کرنے کے لئے نامزد کی ہے اور خود دشمن کے مقابلہ کیلئے یہاں ٹھہر گیا ہے تاکہ بعد مدافعت غنیم کے وہ حیدرآباد و پونہ کے لشکر سے جا ملے اور ان ملکوں کو حسب دلخواہ فتح کر ڈالے اس افواہ کے پھیلنے سے غنیم کے لشکر میں ایک عجیب خوف و انتشار پھیل گیا۔

اس میں میر معین الدین خاں نے سید حمید اور سید غفار کی صلاح سے رات کو کوچ کر کے منڈرگی داگب پر جہاں غنیم کا مضبوط تھانہ تھا حملہ کر دیا اور دم بھر میں حریف

کی فوج کو زیر کر کے شہر کو لوٹ لیا۔ اور زر و زیور اور ساز و سامان لے کر واپس آ گئے۔ اور برہان الدین خان نے نبکا پور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے زیر عمل تھے تاخت تاراج کر ڈالا اور جو سامان پایا لوٹ لے گئے۔ ادھر فوج غنیم نے حوصلہ فزائی کر کے رسد سلطانی کے دس ہزار بورے چھین لئے۔ سپہ سلطان نے افواج غنیم کے اعلےٰ سردار سے کہلا بھیجا کہ ہماری تمہاری طرف سے اسطرح کی لڑائی بھڑائی اور لوٹ مار ہونا ٹھیک نہیں۔ بہتر ہے کہ ایک روز ہم تم کھلے میدان میں نمٹ لیں اسپر وہ بھی راضی ہو گیا اور اسی ہزار فوج میدان میں نکل پڑی یہ ٹھہرا کہ طرفین سے ایک ایک ٹکڑی برابر تعداد کی لڑتی جائے۔ تاکہ دونوں طرف کے جنگ آزما بہادروں کے معرکۂ کارزار کا لطف آئے مطابق اسکے یہ ٹکڑیاں دوپہر تک لڑتی رہیں طرفین کے بہادروں نے خوب خوب کرتب دکھلائے اکثر سورماں زخم شمشیر سے خوں میں نہلائے زاں بعد فوج مخالف نے اپنی تمام فوج سے یکبارگی حملہ کر دینے کی ٹھہرائی یہاں سلطان نے بھی ان کی دعوت کا سامان تیار کر رکھا تھا کہ اگر وہ قول و قرار کا پاس نہ کر کے یکدم حملہ کریں تو ان کو اس دھوکہ دہی کا مزا چکھایا جائے چنانچہ افسران فوج مرہٹہ اسی قصد سے یکدم حملہ کرنے کو آگے بڑھے اور بڑے زور شور سے جنگی باجوں کی گرج میں فوج آگے بڑھی جیسے ہی سلطانی توپخانہ کے سامنے پہنچی توپوں کے گراب سے آدمیوں کا فرش بچھنے لگا پیچھے سے سواروں نے بندوقوں کی باڑھیں ماریں اور فوج میں گھس کر قتل شروع کیا اس سے فوج غنیم میں ایسی بھاگڑ پڑی کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھتا تھا جسکو جس طرف بھاگنے کا راستہ ملا اس طرف کو بھاگ نکلا سلطانی فوج نے

دوفرسنگ تک ان کا تعاقب کیا اس میدان میں تین ہزار گھوڑے اور دس توپیں مع دوسرے اسباب و آلات جنگ کے سلطان کے ہاتھ آئیں اور غنیم دوتین شتبانہ روز بھاگتا گیا اس حالت کو دیکھ کر ابنائے زمانہ کے رنگ بدلنے لگے گنگ گری کا راجہ ہری نائک جو غنیم سے سازش رکھتا تھا۔ باظہار خیرخواہی مع نذر و پیشکش حاضر ہوا سلطان نے نذر قبول کی۔ اور خلعت مرحمت فرمایا ؛

پھر سلطان یہاں سے مع لشکر ظفر پیکر کوچ کر شانور کے متصل جا اترا اور ایک مہینے تک وہاں قیام کیا اور اکثر مرہٹہ سرداروں کو عطائے نقد و جواہر سے اپنی طرف ملا لیا جس سے وہ لڑائی میں طرح دہی کرنے لگے ایک شب کو سلطان نے ان چاروں سپہ سالاروں کو شب خون کا حکم دیا جب وہ غنیم کے طلایہ پر پہنچے تو ہری پنڈت پھر کیکے سواروں نے جان بوجھ کر ان کو نہ روکا اور راہ دیدی وہ غنیم کے لشکر میں گھس پڑے اور قتل شروع کر دیا دور دور تک پہنچانے کے لئے بان چھوڑے گئے اور بندوقوں کی باڑھیں پڑنے لگیں اس صورت سے لشکر غنیم میں ہل چل پڑ گئی جب فوج سلطانی کے شب خون مارنے اور لشکر کے اندر گھس آنے کی تکوجی ہلکر کو اطلاع دی گئی وہ اپنی رانی کو وہیں سوتا چھوڑ کر بھاگ نکلا اور ایک خالی گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا ہوا اسی طرح دوسرے سرداروں نے بھی اپنے نکل بھاگنے میں بڑی عجلت سے کام کیا انکو دیکھ کر دوسرے اہل لشکر اور زیادہ پریشان ہو گئے اور آپسمیں ایک دوسرے کی اطلاع کو بھاگو بھاگو کی آواز دیکر بھاگتے ہوئے۔

مغلیہ فوج حیدرآباد کا بھی یہی حال ہوا اس نے اپنے دوست مرہٹوں کے

ساتھ بھاگنے میں لڑنے سے زیادہ دو قدم آگے رہنا پسند کیا پھر بھی اس سپاہ
کے چھوٹے دار لوگ بھاگنے میں اپنی بندوقیں بھی ساتھ لے گئے رات کے
سبب اور نیز غنیم کے کیمپ پر قابو رکھنے کی وجہ سے ان کے تعاقب پر زیادہ
توجہ نہ کی گئی صرف کچھ سوار تھوڑی دور تک تعاقب کناں گئے اور واپس آئے
صبح ہوتے ہوتے کیمپ کے تمام سامان اور آلات جنگ پر قبضہ کر لیا گیا سواروں
کے خیموں پر سلطانی پہرے قائم ہو گئے سرداران مرہٹہ کی اٹھارہ عورتیں جو سب
کی سب موتی اور جواہرات سے لدی ہوئی تھیں اسیری میں پکڑی گئیں لیکن محفوظ خیمہ
میں رکھی گئیں پھر جب دن ظاہر ہوا تو فوج پونہ اور فوج حیدرآباد کے سرکاری
جھنڈے اور سرداروں کے خیمے معہ سامان اور ہاتھی گھوڑے اونٹ اور
چودہ ضرب توپ کے حضور سلطانی میں حاضر لائے گئے۔

سلطان نے سب سے پہلے ان معزز عورتوں کیلئے ایک خاص خیمہ علیحدہ
نصب کرایا اور ان سے کہلا بھیجا کہ تم یہ سمجھو کہ ہم اپنے کیمپ کی طرح اس کیمپ
میں محفوظ ہیں تھوڑی دیر بعد ان کو پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر مع
ان کے تمام زیور و اسباب کے بڑی عزت اور آبرو کے ساتھ انکے لشکر میں
بھیجدیا اور اپنی فوج کے سرداروں اور سپاہیوں کو عموماً دو دو مہینے کی تنخواہ
اور لوٹ کے سامان میں سے چوتھائی قیمت انعام دی اور خاص خاص سرداروں
اور جانبازوں کو اس سے اعلےٰ عہدے مرحمت فرمائے۔

ان عورتوں نے اپنے لشکر میں جاکر اپنی قوم اور اپنے خاوندوں سے سلطان
کی شرافت اور سلطان کے شریفانہ برتاؤ کی ایسی تعریف کی کہ ان کی گردنیں سلطانہ

کے باراحسان سے جھک گئیں اوران عورتوں کی باأثر سفارت سے طرفین کے خیالات مصالحت پر مائل ہو گئے ادہر مرہٹہ سرداروں نے ادھر سلطان نے لڑائی میں ڈھیل ڈالدی اور سلطان نے مرہٹہ اور مغل سرداروں کے مشورہ سے بدرالزمان خان کو مع اور کئی سرداران مقرب اور چوب بان کے پونا کو روانہ کیا اور نہایت قیمتی تحفے اور خلعت باجواہر گراں بہاجن میں ایک گلوبند پانچ لاکھ روپے کا تھا مع دس لاکھ روپے نقد کے ذریعہ خط پونا کو ارسال کئے اور خط میں لکھا کہ کئی مرتبہ آپ نے میرے ملک پر چڑھائی کی اور نظام حیدر آباد بھی آپ کے شریک ہو گئے اور دونوں کی کثیر فوجوں نے اس دولت خداداد کے علاقوں کو تاخت وتاراج کرنے میں کمی نہیں کی۔ سالہا سال سے رعایا کو طرح طرح کی مصیبتیں پیش آرہی ہیں اور لاکھوں فوج کی رستخیز اور لوٹ مار سے تمام ملک برباد ہورہا ہے لیکن باوصف اس تباہی اور بربادی ملک کے آپ کو یا سرکار نظام کو کوئی بڑا فائدہ حاصل نہیں ہوا اور جب آپ کی فوجیں میرے ملک میں داخل ہو گئیں اور اس دولت خداداد کو چھین لینے اور نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو مجھ کو یا نواب مرحوم کو ان کی مدافعت لازم آئی جس سے بے انتہا روپیہ خرچ ہو گیا اور طرفین سے لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں۔ پس دوستدار الیسی رستخیز کو پسند نہیں کرتا اور نہایت راستی اور خلوص سے راہ ورسم محبت کا قائم رکھنا چاہتا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی جنگ وپیکار کے مقابلہ میں صلح وآشتی کو پسند فرمادیں گے۔

ادہر تکوجی ہلکر اور رہری پنڈت اور دوسرے سرداران مرہٹہ تے دربار

پونہ کو اس مضمون کی عرضیاں روانہ کیں کہ ہم نے ٹیپو سلطان کی طرف سے دربار پونا کو سفارت جانے کا حال سُنا ہے ہمارے نزدیک صلح کا ہو جانا بہتر ہے۔ یہ امر ہماری سلطنت کے حفظ کا باعث ہوگا۔ ورنہ اگر سلطان اپنی مشاق فوج سوار و پیادہ اور توپ خانہ کو لے کر بڑھتے بڑھتے پونا تک پہنچ گیا تو ایک آفت عظیم کا سامنا ہوگا۔ اور خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے خصوص اس حالت میں کہ فرانسیسوں نے بھی اس سے زبردست کمک کا وعدہ فرمایا ہے قصہ مختصر ان عرضیوں کے پہنچنے اور سفرائے سلطانی کے داخل ہونے پر نانا فرنویس نے دوسرے امرا دربار و افسران فوج سے مشورہ کیا سب نے صلح کی رائے پر زور دیا چنانچہ دربار پونا کی طرف سے سفیران سلطانی کا نہایت اعزاز کیا گیا اور دربار پونا کی طرف سے ایک سفارت مع تحائف قیمتی و جواہر گراں بہا و افیال و افراس ٹیپو سلطان کے حضور میں روانہ ہوئی اور دربار پونہ کی طرف سے ایک خط لائی جس میں صلح و آشتی کا اقرار تھا اور نانا فرنویس نے نرگونڈہ۔ نولگنڈہ۔ جالی تینوں تعلقوں کے ملنے کی بطور انعام درخواست کی تھی جب یہ سفارت باریاب ہوئی اور نانا فرنویس کا خط پیش کیا تو سلطان نے مصلحت ان تینوں تعلقوں کی سند ہر لکھ بھیجدی اس پر اس نواح کے تمام قلعے اور صوبے جو فوج مرہٹہ کے قبضہ میں جا چکے تھے سلطان کو واپس دیئے گئے اس خوشی و نعمتی کے عالم میں ہری پنڈت نے حضور سلطانی میں ایک عرضداشت پیش کی کہ نواب حکیم خاں کا قصور معاف فرمایا جائے سلطان اس کی درخواست منظور فرمائی اور ریاست شانور از سر نو اسکو عنایت کی گئی۔ اور سلطان

عالیشان نے ہری پنڈت پھڑکیہ جو ہواخواہوں کے زمرہ میں داخل ہوکر باعث صلح ہوا تھا کنچن گڑھ کا تعلقہ بطور جاگیر دوامی کے مرحمت فرمایا زاں بعد سلطان نے کوچ کر کے محال وردجی کے تالاب پر خیمہ گاہ قائم کی۔

یہ مقام نہایت پر فضا تھا اب راجہ رائے درگ اور راجہ ہرپن پلی جو اس سے قبل سلطان کی طلبی پر حاضر نہوئے تھے ازخود بلا طلب مع تحائف و نذرانہ حاضر آئے اور باریاب ہونا چاہا لیکن سلطان کے دل میں پچھلا کینہ باقی تھا اس لئے سلطان نے ان کو باریاب ہونے کا موقع نہ دیا اور رات کے وقت کئی پلٹنیں بھیجکر ان کے مکانوں کا محاصرہ اور ان کے مال و اسباب کی ضبطی اور ان دونوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں گرفتار ہوکر قلعہ بنگلور کو روانہ کئے گئے اور ان کا سب مال و اسباب ضبط کر کے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا گیا اور ان کا ملک ممالک محروسہ سلطانی میں شامل ہوگیا۔ زاں بعد سلطان نے بفتح و فیروزی نہایت دہوم دہام اور جاہ و احتشام سے مراجعت فرمائی اور دارالسلطنت سرینگ پٹن میں داخل ہوکر جشن عام کیا تمام شہر کی دعوت کی۔ تمام فوج کو انعام بانٹا۔ تمام افسروں اور سرداروں اور عہدہ داروں کو خلاع فاخرہ حسب حیثیت عنایت کئے تمام فقراء و مساکین کو ایک مہینے تک کھانا کھلایا اور ایک ایک پارچہ مع زر نقد کے عنایت کیا۔

واقعات مذکورہ بالا تاریخ نشان حیدری فارسی و تاریخ حملات حیدری اردو کے موافق لکھے گئے اب انگریزی تاریخ کا خلاصہ ملاحظہ ہو

لیون بی بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کا خلاصہ بابت واقعات مذکورہ

متعلق

(باب پنجم حصہ دوم ٹیپو سلطان)

دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے مابین ملک کے چند سرداروں سے ٹیپو سلطان کو جنگ کرنا ہوئی۔ کیونکہ وہ مرہٹوں کے بل بھروسہ پر سلطانی خراج ادا نہ کرتے تھے اور بعض سردار خود مرہٹہ تھے ان سرداروں میں جس خاص راجہ نے علانیہ سرتابی کی وہ نرگونڈا کے مضبوط قلعہ کا حاکم تھا اور اس نے اپنے بھائی والئے رام درگ کے بھروسہ پر ٹیپو کی اطاعت سے انکار کر دیا اسپر سلطان کی فوجوں نے دونوں مقامات کا محاصرہ کر لیا اور رام درگ بہت جلد فتح ہو گیا، ذنکٹ راؤ والئے نرگونڈا نے کئی مہینے تک بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو گرفتار ہو کر پابزنجیر قلعہ کپال ورگ پر بھیجدیا گیا اور وہ دونوں ریاستیں ضبط کر لی گئیں ٹیپو خوب جانتا تھا کہ ان سرداروں پر وار کرنے سے جنگجو مرہٹے اس کو دق کریں گے اور اس کو پونا کے نانا فرنویس اور مہادا جی سندھیا اور تکوجی ہلکر جیسے عقلمند اور اولوالعزم سرداروں سے مقابلہ کرنا ہوگا سلطان کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی۔ گورنر جنرل نے دربار پونا اور نظام حیدرآباد کو متفق ہو کر میسور پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی مطابق

اس لیے دونوں فوجیں روانہ ہوئیں مرہٹہ فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کی فوج کا سپہ سالار تہور جنگ تھا۔ ٹیپو نے گورگ سے واپس آکر اول بادشاہ کا لقب اختیار کیا پھر ان فوجوں کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اس نے اپنے جنرل برہان الدین کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ فوجوں کو آگے بڑھنے سے روکے جو نرگونڈہ کے قریب بادامی کو لے چکی تھیں اور خود ادونی کے محاصرہ کو روانہ ہوا جس پر نظام کی فوجوں کا قبضہ اور نظام علیخاں کا بھتیجا مہابت جنگ حاکم تھا۔ ٹیپو نے قلعہ ادونی کا محاصرہ کیا۔ لیکن مہابت جنگ نے بڑی بہادری سے اس کو بچایا اور ٹیپو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہوا قلعہ میں اس وقت نظام کے خاندان کی بہت سی مستورات تھیں ان کو مہابت جنگ نے پوشیدہ طور سے دریا پار پہنچا دیا اور قلعہ خالی ہوگیا اس کارروائی کے پورا کرنے کو نظام کے چھوٹے بھائی مغل علیخاں نے ٹیپو کو اپنی طرف متوجہ رکھا جب ٹیپو نے واپس آکر پھر محاصرہ کیا تو قلعہ کو خالی پایا۔ چنانچہ فصیلوں کو منہدم کر کے اس نے اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

اب ٹیپو نے آگے بڑھ کر جنگی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا جس سے اس کے ہنر اور اس کی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اس نے ایک قلعہ پر قبضہ کیا جس کی زد میں دریائے تنگ بھدرا کا درہ تھا پھر دریا عبور کر کے برہان الدین سے جا ملا اور سانوار کے متصل دشمن سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا اور کتنی لڑائیوں کے بعد آخر کار ٹیپو نے دشمن کو اس کے مورچوں سے نکال دیا اور شہر (سانور نور) کو فتح کر لیا اسکے بعد چند اور قلعوں کو

محاصرہ کرکے چھین لیا لیکن ۱۷۸۷ء کے شروع میں ٹیپو نے صلح پر رضامندی ظاہر کر دی اور تیس لاکھ خراج دینے کا وعدہ کر لیا اور ادونی نرگونڈا اور چند دوسرے قلعے مرہٹوں کے حوالے کر دیئے۔

چونکہ باوجود اپنی بہت سی فتوحات کے جو ٹیپو نے اس وقت بڑے زبردست دشمنوں پر حاصل کی تھیں اس نے خاموشی سے صلح کر لی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو انگریزوں کے ساتھ ازسرنو جنگ آغاز کرنیکا خیال تھا۔

دارالسلطنت کا جدید انتظام ممالک محروسہ کا نیا بندوبست میر صادق دیوان کی معزولی۔ مسجد اعلیٰ کی تعمیر وکلائے سلطانی کا سلطان روم کے حضور سے واپس آنا جو سنہ ۱۱۹۸ھ میں گئے تھے بادیگر واقعات۔

واقع سنہ ۱۲۰۲ھ

جب سلطان سرِ رنگ پٹن میں اطمینان سے بیٹھا تو اس نے اپنی رائے کے موافق ملک اور لشکر کے جدید انتظام کا ارادہ کیا۔ اسمیں میر صادق دیوان کے خورد برد کا حال ظاہر ہوا ہے اس کو معزول کر کے قید کیا اور اس کا سب مال و اسباب ضبط کر لیا کہتے ہیں دس لاکھ روپے اور ایک لاکھ اشرفیاں محمد شاہی اس کے گھر سے برآمد ہوئیں جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اس کے علاوہ

تھے اور خدمت دیوانی پر مہدی خاں نائط کو مقرر فرمایا مسجد اعلیٰ جسکی بنیاد قلعہ کے اندر ۱۱۹۸ھ میں رکھی گئی تھی چھ لاکھ روپے کی لاگت سے بنکر تیار ہوئی اور اس سال اسکی تعمیر ختم ہوئی سلطان نے بڑے جاہ و احتشام سے عید الفطر کی نماز اسی مسجد میں ادا کی اور مسجد اعلےٰ نام رکھا۔

انہیں دنوں میں ہر ہر شہر اور قصبہ اور قلعہ کے آس پاس۔ گھنی بانسواڑی ایک ایک میل کے عرض کی لگوا کر چاروں دروازے مقرر کئے جہاں طلایہ داروں کو بٹھلا کر یہ تاکید فرمائی کہ حاکم یا قلعدار کے بغیر اجازت کسی کو اندر آنے نہ دیں اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک بائیس گھاٹ کی سرحدوں کے درمیان اور ڈونڈیگل اور کڑوڑ سے بڈویل گہاٹ اور کھم کی حدوں تک خاربند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دو ہزار سوار پاسبانی کے لئے جا بجا متعین کئے تا سلطان کے ملک میں بغیر اطلاع و اجازت کوئی آنے نہ پائے اور ہر مقام کی روئداد پر فوری اطلاع کا انتظام کیا گیا۔

اس سے پہلے سلطان نے میر غلام علیخاں وغیرہ کے ہمراہ بہت سے نفیس تحائف اور کارخانے کی بنی ہوئی بہت سی نفیس بندوقیں مع جواہر گراں بہا اور دس لاکھ نقد سکہ سلطانی کے بطور نظر پیشکش سلطان روم کے حضور میں روانہ کیں تھیں جس کی اطلاع عام طور پر نہ تھی اس سال وکلائے مذکور قسطنطنیہ سے واپس آئے اور سلطان روم کا نوازش نامہ مشعر مبارکباد جلوس سلطنت مع شمشیر مرصع کارد تحائف رومی اور جواہر بیش بہا کے ساتھ لائے چونکہ سلطان روم نے ٹیپو سلطان کو بلفظ سلطان یاد کیا اور تخت و تاج کے قائم رہنے کا ذکر

فرمایا تھا اس لئے ٹیپو سلطان کو تمام لوازم سلطنت مہیا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی ازاں جملہ سونے کا ایک تخت بنوایا اور نہایت قیمتی جواہرات سے سجوایا اس تخت کی یہ صورت ہے کہ شیر کی پشت پر رکھا معلوم ہوتا ہے اور تخت کے اوپر چتر شاہی قائم ہے اور چتر کی کلغی پر ہما بیٹھا ہوا ہے یہ تخت فرانس اور ہندوستان کے نامی کاریگروں سے بنوایا تھا۔ اس کے ہر حصہ میں بڑے بڑے الماس وزمرد اور گوہر شاہوار مناسب مقام لگائے گئے تھے۔ اب یہ تخت ونیڈسر کیسل انگلستان میں موجود ہے۔ اور جب سلطان عبدالعزیز خاں تشریف لے گئے تو اسی تخت پر ان کو بٹھا یا گیا تھا۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ ٹیپو سلطان نے یہ تخت سلطان روم کے خط پر فخر کر کے بنوایا تھا۔ وہ آج ہمارے پاس ہے ٹیپو سلطان نے اس تجدید انتظام میں قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے صناع اور مختلف کاموں کے استاد جمع کر کے۔ توپ۔ بندوق۔ چاقو قینچی۔ گھڑیاں۔ مخمل۔ نبات اور ظروف چینی بنانے کے چار عالیشان کارخانے مقامات سرینگ پٹن۔ بنگلور۔ پٹیل ورگ چیدر نگر میں کھلوا دیئے اور دیسی کپڑا کمخاب اور کندلہ وزرتار کے کاموں پر ہندوستانی صناع مامور کئے جس سے ہر قسم کی چیز اس کی سلطنت میں کثرت کے ساتھ بننے لگی۔

اور سپاہیوں کے جمع کرنے پر خاص توجہ فرمائی لیکن اسمیں ایک بڑا نقصان واقع ہوا جس سے پوشیدہ طور پر بد دلی کی بنیاد قائم ہوئی یعنے سلطان نے اپنے باپ کے مشتاق اور قدیم الخدمت سپاہیوں اور افسروں کو اپنی نظروں سے گرا دیا جن کو نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ریاست کا

خیرخواہ اور وقت کا جاں نثار بنا پایا تھا اور ناآزمودہ کار جوانوں کو بھرتی کرنا شروع کیا اور نئے نئے لوگوں کو افسریاں عنایت کیں جس سے تھوڑے ہی دنوں میں کئی طرح کا نقصان محسوس ہونے لگا اور عقلمند حریفوں نے یہ حالت دیکھ کر سازش و مداخلت کا موقع پایا۔

اسی زمانہ میں سلطان نے اپنا روپیہ چلایا اور اس روپیہ کا نام امامی روپیہ رکھا روپے کے دونوں رُخ پر ایک مصرعہ اور ایک فقرہ مضروب ہوا۔

ہو	دین احمد در جہاں
السلطان الوحید العادل	روشن ز فتح حیدر است
سیوم بہاری سال ولوسنہ	ضرب نگر سال دلو سنہ ۱۱۵۵
جلوس	ہجری

سلطان فرمانوں اور پروانوں کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم دست خاص سے بطور طغرا کے لکھ کر اس کے نیچے اپنے دستخط اس صورت سے یعنی بنی مالک ثبت فرمانا۔

فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف پھر نقصان شدید اٹھا کر کوچی بندر کا لے لینا واقعات ۱۲۰۵ھ

جب سلطان اپنے طور پر ملک محروسہ اور دار السلطنت کے انتظام سے

فرصت پائی تو جاسوس خبر لائے کہ کلیکوٹ کے نائر سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہیں
وہاں کے حاکم ارشد بیگ کی سعی کارگر نہیں ہوتی یہ سنکر سلطان چار پلٹن تین ہزار
سوار اور آٹھ ضرب توپ لے کر اسطرف روانہ ہوا وہ لوگ سلطان کے آنے کی خبر سنکر
جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپے اور سلطان نے ارشد بیگ خان کو اپنے ساتھ
لے کر مہتاب بخشی کو اس کی جگہ مامور فرمایا لیکن وہ شوریدہ بخت وحشی اسکے
کہنے سے بھی راہ راست پر نہ آئے اور سلطان کو پھر آنا پڑا اور سلطان نے یغما گر
سپاہیوں کو ان کے گھروں کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ اس سے اکثر
مفرور مغلوب ہو گئے اور کتنوں کو فوج والوں نے قتل کر ڈالا۔ اسی عرصہ میں
کتنے پنڈاروں نے ترچناپلی کی اطراف میں لوٹ مار جاری کر رکھی تھی
سلطان کو کوچی بندر کے راجہ کی شرارت معلوم ہوئی بعد تحقیق کے خود
مع لشکر اس طرف کو روانہ ہوا کوچی والے بھی موجود اور خندق بنا کر لڑنے کو
آمادہ ہوئے ان کے ساتھ راجہ ٹراونکور کی فوج بھی شامل تھی رات میں سلطانی
بہادروں نے ان کو شکست دی تب سلطان نے آگے بڑھنے کا قصد
کیا خیر خواہوں نے عرض کی کہ اس وقت آگے کا قصد کرنا اچھا نہیں
کیونکہ راستہ ناہموار اور بڑی بڑی ندیاں واقع ہیں لیکن سلطان نے
ان کا معروضہ قبول نہ کیا اور رات کی تاریکی میں پالکی پر سوار ہو کر مع دو پلٹن
اور دو ہزار سوار کے روانہ ہو گیا۔ آخر کار وہاں پہنچکر سلطانی جانثاروں
نے ایک ہی حملہ میں دشمنوں کو شکست دی کتنے مقتول ہوئے کتنے بھاگ
گئے اور حصار مسخر ہو گیا۔ لیکن مکار دشمن نے ازراہ فریب رات خاموشی

سے بسر کر کے صبح ہونے سے پہلے ندی کے بنوں کا منہ کھولدیا جس سے
کھائی اور چشمے سب بھر گئے اور فوج سلطانی پر کمک پہنچنے کی راہ بند ہو گئی
ازاں بعد ان وحشی حریفوں نے چاروں طرف سے سلطانی فوج کو گھیر لیا۔
اسمیں سلطان کے چار ہزار بہادر کام آئے تب میر قمرالدین خاں بہادر
نے جو سلطان کی سواری کے متصل تھا فوراً سلطان کو پالکی سے اتار لیا اور بخیر و عافیت
لشکرگاہ میں پہنچایا مگر سلطانی جلوداروں میں سے کوئی نہ بچ سکا۔ دشمن نے سب ایک
ایک کر کے مار لیا۔ سلطان کی پالکی کا نام اورنگ تھا۔ اس کے بنانے میں نولاکھ روپے خرچ
ہوئے تھے اس پالکی میں سلطان کی ایک کٹار رہ گئی تھی اس کا دستہ ایک ڈال
زمرد کا تھا جو بے قیمت کہا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں دشمن کے ہاتھ لگیں۔
پھر تو سلطان نے ندی پار اپنی فوج کو جمع کر کے سپہداروں کو لوٹ
کا عام حکم دے دیا۔ اور سلطانی فوج کے سواروں اور سپاہیوں نے خوب
ہی بدلہ لیا ہزاروں کو قتل کیا اور ہزاروں ہی کے گھر لوٹ لئے باقی ملک و مال
چھوڑ کر ملیبار کی طرف بھاگ گئے اور سلطان نے اس بندر کے قلعہ میں
داخل ہو کر سب مال و متاع اور توپ و تفنگ پر قبضہ کر لیا۔

جنرل میڈوس کی لشکر کشی ٹیپو سلطان کی معرکہ آرائی مع واقعات متعلقہ

واقعہ ۱۲۰۵ھ

جب سلطان نے بندوبست نواح ملیبار سے فرصت پائی اور سرکشی

آیندہ کا خیال کر کے اور فوجی بندوقوں کو جا بجا جنگل اور راستوں پر مامور کر دیا تو راجہ ملیبار سے نذرانہ و پیشکش کی درخواست کی راجہ نے اپنے آپ کو بے قابو اور سلطان کے مقابلہ میں لاچار دیکھ کر گورنر مدراس سے اپنی حمایت کی التجا کی۔ گورنر مدراس نے جنرل میڈوس صاحب بہادر کو مع فوج و توپ خانہ و ذخیرہ جنگ واذوقہ راجہ ملیبار کی حمایت کا حکم دیا جنرل موصوف کوچ کر کے شہر تھر نگل میں پہنچا اور وہاں فوج کو باقاعدہ درست کر کے آگے بڑھا کوئمبٹور اور ستی منگل کے نواح میں سلطان کی فوج ہراول سے مقابلہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے توپ بندوق اور بان کی آوازوں نے ہنگامہ محشر برپا کر دیا۔

ادھر سلطانی قزاقوں نے انگریزی فوج کے کئی خیموں کو لوٹ ڈالا اور اکثر عورت و مرد کو پکڑے گئے ان میں کچھ فاحشہ رنڈیاں بھی تھیں۔ جو خود کو مسلمان کہتی تھیں اور گوروں سے زنا کراتی تھیں ان کو سلطان نے قتل کرا دیا شام کے وقت جنرل موصوف نے ایک پہاڑ کی ترائی میں خیمے نصب کئے۔ تو سلطانی سپاہ نے اس کو گھیر کر چاروں طرف سے رسد کے راستے روک دیئے دوسرے روز جنرل موصوف ستی منگل کے قلعہ میں جا بیٹھا چند روز کے بعد کوئمبٹور کو روانہ ہوا جو خیمہ گاہ سلطانی کا مقام تھا جنرل موصوف کے آنے کی خبر سنکر سلطان مع اپنی تمام فوج کے اس کا سدِ راہ ہوا مگر جنرل موصوف نے بھوانی ندی کے کنارے فرودگاہ قائم کر کے اس روز جنگ کو ٹالہ یا یہاں اتنا اور سن لیجئے کہ کرنل میکسویل جو بنگالہ سے پانچ ہزار گوروں کی فوج لے کر آرہا تھا وہ کالستری اور نیگٹ گری وغیرہ کے راجاؤں کی جو انگریزوں

سے مل رہے تھے مزید فوجیں لے کر امداد نمباڑی اور ترپانور کے راستوں پر مضبوط بکٹ قائم کر کے پتو گہاٹ کی طرف روانہ ہوا جب سلطان کو اس آمد کی خبر ملی تو سلطان نے میر برہان الدین خاں بہادر سپہ سالار کو اس کی مدافعت کے لئے روانہ کیا اور اپنا کیمپ نگر میں رکھا سپہ سالار مذکور نہایت مستعدی سے یلغار کرتا ہوا روانہ ہوا جب کندلی کی نواح میں پہنچا تو سپہ سالار کے ماتحت سپہداروں میں سے سید غفار نے پنڈاروں کے سوار لے کر انگریزی فوج پر حملہ کیا اور ڈیڑھ سو سوار اور دو سو سپاہی اسیر کر لئے تب کرنل بہادر نے وہ دن جنگل میں بسر کر کے کاویری پٹن کو کوچ کیا لیکن جب فوج قاہرہ کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو پہاڑ کی ترائی میں ہو کر تپور گھاٹ کا راستہ لیا ادہر سے جنرل مینڈوس بھی یلغار کر کے اس سے آملا اوراب جنرل اور کرنل مع اپنی تمام جنگ آزمودہ فوجوں کے ایک جگہ ہو گئے اور افواج سلطانی کو نقصان پہنچایا فوج سلطانی کے اکثر بہادر کام آگئے تب سلطان بنفس نفیس اسد اللہی رسالے اور توپخانے لے کر ان کے سر پر جا پہنچا اور جاتے ہی تاخت کا حکم دیا جس سے ہل چل مچ گئی تب جنرل تمام فوج کا قلعہ باندھ کر اور سب سامان کو درمیان میں لے کر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا اور دو تین مہینے تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی انگریزی فوج غالب آتی کبھی سلطانی فوج انگریزی فوج کو تباہ کرتی ۔ اسمیں جنرل کی فوج کا اذوقہ بڑھ گیا اور باہر سے بوجہ سختی انتظام سلطانی کے اذوقہ پہنچنا ممکن نہ ہوا تب جنرل موصوف نے مع تمام لشکر کے ترچناپلی کی راہ لی لیکن آگے بڑھ کر سلطانی فوجوں نے راہ روک دی اور چاروں طرف

سے انگریزی فوج پر ٹوٹ پڑیں اور اس دلیری اور بہادری اور باقاعدہ معرکہ آرائی سے اپنا فن جنگ ظاہر کیا کہ بڑے بڑے انگریز بھی لوہا مان گئے قریب تھا کہ سلطانی فوج پورا غلبہ حاصل کرے اس میں رات ہو گئی۔ جس سے لڑائی موقوف رہی اور جنرل بہادر بہت سا سامان اور اسباب وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے مگر سلطان کے سواروں نے پھر آگے بڑھ کر جنرل بہادر کو روکنا اور مقابلہ کرنا چاہا۔ اور زبردست حملہ شروع کیا۔

ناگاہ میر برہان الدین خاں بہادر سپہ سالار افواج سلطانی کے گولی لگی۔ اور وہ گھوڑے سے گر کر وہیں ٹھنڈے ہو گئے تب سپاہیوں نے فی الفور ان کی لاش کو پالکی میں ڈالکر دوش بدوش سلطان تک پہنچایا۔ سلطان اپنے ایک ایسے تجربہ کار وجان نثار کے مارے جانے سے بے اختیار رو پڑا اور جنگ کی موقوفی کا حکم دیا۔ افسران فوج نے عرض کی کہ حضرت کے اقبال سے لڑائی فتح ہونے پر آرہی ہے۔ یہ وقت موقوفی جنگ کا نہیں۔ مگر سلطان نے سپہ سالار کے واقع سے متاثر ہو کر اس روز کی لڑائی موقوف رکھی اس سے جنرل بہادر غیر متوقع پناہ مل گئی اور وہ وقت ٹل گیا۔ دوسرے روز سلطان نے میر قمر الدین خاں بہادر کو سپہ سالا مقرر کر کے ستی منگل کے قلعہ پر عمل دخل کرنے کیلئے مع فوج روانہ کیا اور قزاقی سواروں کو ان کے سپہداروں کی ماتحتی میں نجاور کے قصبوں اور دیہات کی لوٹ مار کا حکم دیا۔ اس میں جنرل بہادر دوسری آنے والی مصیبتوں کا خیال کر کے اپنی عزت کو صحیح و سالم واپس لے گیا یعنی خود کو مع لشکر کے دریا کے کنارے مدراس پہنچا دیا۔

سلطان نے چینجی اور مہر موکل گڈھو کے سوا ذنکساس کا پیچھا کیا۔ پھر واپس آیا ادھر قمر الدین خاں بہادر نے ستی منگل کے قلعہ کا محاصرہ کرکے گولہ باری شروع کی اس سے اس قلعہ کے سردار نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا اور قلعہ سپرد کر دیا قمر الدین خاں نے وہ قلعہ اسلام آباد کے حاکم سے متعلق کیا۔ اور اسیران قلعہ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر لایا ٹیپو سلطان نے انگریز افسروں کو شل میجالر نبر قید کرکے سرینگ پٹن کے قلعہ میں رہنے کو روانہ کر دیا اور باقی انگریز سپاہیوں کو خیر خواہی کا حلف لیکر اپنی فوج میں بھرتی کر لیا پھر سلطان نے جوق جوق سوار و پیادہ کو تسخیر و تحریف تعلقات پائیں گھاٹ پر مامور کیا چنانچہ قمر الدین خاں بہادر نے قلعہ کوہ پر موکل کو جو انگریزی قبضہ میں تھا اور ہزاروں عورت مرد انگریزوں کی پناہ کا خیال کرکے اس میں جا رہے تھے فتح کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اسیطرح یغماگر سوار و پیادوں نے دوسرے دیہات و قصبات کو تاخت و تاراج کرکے دم لیا کاش وہ شکی راجہ سلطان کو اسکا جائز خراج دینے پر راضی ہو جاتا۔ تو طرفین کی فوج اور ملک پر مصیبت کیوں پڑتی ؛

لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر گورنر جنرل کا نظام حیدر آباد اور پیشوائے پونا کو ورغلانا پھر تینوں کا متفق ہو کر سلطان پر چڑھائی کرنا یا دیگر واقعات واقع ۱۲۰۶ھ

ناظرین حصہ اول متعلق نواب حیدر علیخاں بہادر جنت مکان میں پڑھ آئے ہونگے کہ انگریزوں کو اول سے اسکی بہادری اور فتوحات پر رشک رہا۔ اور طرح طرح کی سازشوں اور حیلوں سے اس کو زیر کرنا چاہا اور اس کے خلاف مرہٹہ اور نظام کی زبردست طاقتوں کو ابھار کر ان کی لاکھوں فوج کو اس کے ملک میں داخل کر دیا اور ان فوجوں نے دور دور تک تاخت و تاراج میں کمی نہیں کی لیکن اس دانشمند بہادر نے صرف خدا کے فضل اور اپنی طاقت پر بھروسہ کر کے ایک ایک دو دو تین تین فوجوں کا مقابلہ کیا اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کی معرکہ آرائی میں ثابت قدم مستقل مزاج اور مرد میدان ثابت ہوا اور کبھی اس نے عہد کر کے بدعہدی کرنا پسند نہیں کی جس کے اثر سے ولایت تک اس کی سچائی اور بہادری کا شہرہ بلند کر رکھا تھا اور عقلائے انگلستان گورنر بمبئی مدراس کو بار بار اس کے حقوق پر لحاظ رکھنے کی تاکید کرتے رہتے تھے لیکن یہاں کے گورنر اور گورنر جنرل اسکی فتوحات کو نہ دیکھ سکے اس کے بعد اس کے بہادر فرزند ٹیپو سلطان کی مزید فتوحات کو دیکھ کر رشک و حسد نے اور ترقی کی اور انگریزوں کی پولیٹکل تدبیرات نے اس کے پھانسنے کو ریشمی پھندے

کا جال بچھا دیا اور اس کی ڈوری اپنے ہاتھ میں رکھی بایں ہمہ سلطان نے تنہا سب کا مقابلہ کیا یعنی افواج انگریزی و مرہٹہ و حیدرآباد کے مقابلہ میں جن کی تعداد لاکھ لاکھ دو دو لاکھ تین تین لاکھ تک پہنچی ہے، خود کو بہادر باپ کا بہادر فرزند ظاہر کر دکھایا اور تمام دکن اور مدراس والے اس کی توپ و تفنگ اور تیر و شمشیر کا لوہا مان گئے اور سارے ہندوستان میں وہ ایک اولوالعزم سلطان یا بادشاہ ماننے جانے لگا لیکن جب اس کی تجدید۔ انتظام سے پرانے رفیق معزول و مبدل ہو گئے اور پرانی سپاہ کی جگہ نئی سپاہ اور نئی قواعد نے دخل پایا تو دانشمند انگریزوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں اس ریشمی جال کی ڈوری کھینچتے رہتے ہیں اور زیادہ توجہ مبدل کی کیونکہ عقلمند قوم ایسے ہی مواقع سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

چنانچہ جنرل میڈوس نے مدراس پہنچکر لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر کو لکھا کہ سلطان کے ہاتھوں پائیں گھاٹ تباہ ہو رہا ہے اگر اس کی خبر نہ لی گئی تو سارا ملک قبضہ سے نکل جائے گا اتفاق سے ابو تاسم خاں شُشتری مخاطب بہ میر عالم وکیل نواب نظام علیخاں وہاں موجود تھا اس نے گورنر جنرل کے ایما سے نظام حیدرآباد کو پونا کے اتفاق سے ٹیپو سلطان کے ملک پر تاخت کرنے کیلئے ابھارا تاکہ سلطان کا ملک بالاگھاٹ فتح کر کے آپس میں تقسیم کر لیں ادھر انگریز ایک زبردست جنگ متفقہ کے لئے تیار ہوئے اور کئی انگریز خدمات جاسوسی اور دوسرے سازشی کاموں پر مامور کئے گئے ازانجملہ کرنل ریڈ نے انبور گڑھ پر مامور ہو کر تدبیرات شائستہ اور زرپاشی سے بالاگھاٹ کے راجاؤں اور باثر پالیگاروں کو جو نواب حیدر علی خاں مرحوم کی جباری اور ٹیپو سلطان کی قہاری سے اپنا ملک چھوڑے ہوئے بھاگے پھرتے

سے واپس بلا کر رسد جمع کرنے اور اپنے گھروں میں آباد ہونے کا حوصلہ دلایا اور ٹیپو کے کتنے سرداروں کو اپنی طرف ملالیا جس سے کم از کم ہر طرح کی سچی خبریں ملنے کا ذریعہ ہاتھ آیا اور ہر چند سلطان نے تمام ملک بالاگھاٹ میں قدم قدم پر سخت انتظام کر رکھے تھے لیکن اس اندرونی سازش سے متزلزل ہو گئے مضبوط لکڑی کو گھن اور فولاد کو زنگ لگ گیا اور کرنل موصوف نے کئی اشخاص کو زر کثیر دے کر سوداگری کے بھیس میں جاسوسی پر مامور کیا یہاں یہ تدبیریں ہو رہی تھیں ادھر انگریزی جاسوس سید امام جس نے دارالسلطنت سرینگ پٹن میں بود و باش اختیار کر کے سلطان کی نوکری اختیار کر لی تھی اس سے سلطان نے دریافت کیا کہ اب تم ٹھیک ٹھیک حال بیان کر دو ورنہ توپ سے اڑا دیے جاتے ہو اس نے کئی سرداروں کے نام ظاہر کر دیے جو انگریزوں سے سازش رکھتے تھے سلطان نے انکے حال کی تحقیق کر کے جلادوں کے حوالے کیا۔ جلادوں نے انکے سر قلم کر دیئے یہ سب پندرہ آدمی تھے ان کے بعد سید امام کو بھی انکے پاس پہنچا دیا گیا ہر چند اس طور پر کرنل ریڈ کے پندرہ سولہ جاسوس پکڑے اور قتل کئے گئے بہ ہمہ اس نے اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ ان کی جگہ دوسرے جاسوس پیدا کئے

اس اندرونی انتظام کے بعد گورنر جنرل بہادر مع پانچ ہزار سپاہ دیسی اور دو ہزار فوج گورہ کے کلکتہ سے براہ دریا مدراس میں آ پہنچے۔ پھر یہاں بیٹھ کر ایک مہینے میں چاروں طرف کے انتظام پر اطمینان حاصل کر کے چار پلٹن دیسی چھ ہزار گورہ تین ہزار سوار لے کر مع توپخانہ انگریزی بالاگھاٹ کو روانہ ہوئے اور کوچ در کوچ ویلور پہنچے اس وقت سلطان پھلچری کے سردار فرانسیس سے کمک کا سوال جواب

کر رہا تھا اس میں جاسوسوں نے انگریزی فوج کے ورود کی خبر پہنچائی سلطان نے محمد خاں بخشی کو بڑی جمعیت کے ساتھ روئداد صحیح لکھنے کے لئے روانہ کیا۔ بخشی موصوف حضور سلطانی سے رخصت ہو کر چنگم گھاٹ کے راستہ سے ترپانور جا پہنچا تب تو ڈیڑھ سو انگریز جو قلعہ ترپانور میں تھے اور کالستری راجہ کا سردار جو تین سو پیادوں سے اس قلعہ کی نگہبانی کرتا تھا صبح ہونے سے پہلے انبوگڑھ کے راستہ پر چل دیئے لیکن بخشی موصوف کے سواروں نے خبر پاتے ہی دھاوا مار کر ان کو روک لیا اور ان کو اسیر کر لائے :۔

نظام علیخاں چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل لے کر اپنے امرا اور دونوں فرزند علی جاہ اور سکندر جاہ کے ساتھ حیدر آباد سے کوچ کر کے پانگل میں خیمہ زن ہوا اور اپنے امیروں کو فوج دیکر ممالک محروسہ سلطانی کی تسخیر کو روانہ کیا اور گورنر جنرل بہادر مع فوج باقاعدہ انگریزی موگلی گھاٹ اور نیکٹ گری سے عبور کر کے موپر داگل۔ کولار ہوکوٹہ میں اپنے تھانے قائم کرتے ہوئے سید کشن راجپور پہنچ گئے جو بنگلور سے تین کوس ہے۔

اس وقت سلطان بذات خود آمادۂ جنگ ہوا فرانسیسیوں نے ایکہزار فوج باقاعدہ سلطان کو دینا چاہی مگر دغاباز اور ناتجربہ کار مشیروں نے سلطان کو اس کے قبول کرنے سے باز رکھا اور کہا کہ خود حضرت کے پاس کس بات کی کمی ہے قصہ مختصر سلطان نے اسی شب قزاقوں اور باندار وں کو انگریزی لشکر کے چاروں طرف آگ برسانے کا حکم دیا اور خود بنگلور کو روانہ ہوا۔

ان سپاہیوں نے تمام رات بان مارے اور باڑہیں ماریں اس سے بہت

نقصان ہوا اور تمام رات ہل چل کی کیفیت رہی مگر صبح کو گورنر جنرل بہادر بے کھٹکے بنگلور کی جانب بڑھ کر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔
تب سلطان نے سید حمید سپہ سالار کو مع اسکی فوج کے دوسرے قلعہ کی حفاظت پر مامور کیا اور محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعداری کی خدمت پر چھوڑا اور شیخ انصر سپہدار کو قلعہ میں بھیج آپ تنگی کی نواح میں خیمہ زن ہوا یہاں ہنوز سب خیمے نصب نہ ہوئے تھے اور چار پلٹن اسد اللہی رسالہ اور خاص اصطبل کے تین ہزار سوار چاروں طرف سے سواری کو گھیرے ہوئے تھے کہ اتنے ہیں کرنل فلائڈ مع فوج انگریزی کے سلطان پر چڑھ دوڑا تب سلطانی توپخانہ نے بروقت اپنا ہنر دکھایا۔ اور فوج انگریزی کو مار ہٹایا۔ کرنل کے کلہ پر ایسی گولی لگی کہ اس کی زبان بند ہو گئی ناچار باقیماندہ فوج بھاگ کر اپنے کیمپ کو واپس گئی سپاہیان سلطانی نے چار سو سپاہ انگریزی کو مع گھوڑوں کے اسیر کر لیا۔
دوسرے دن کرنل مورس اور جنرل میڈوس نے شہر پر حملہ کیا اور بے حساب زر و جواہر لوٹ ڈالا۔ طرفین سے کئی ہزار آدمی کام آئے اور کرنل مورس بھی مارا گیا از اں بعد دو ہفتہ تک حصار کے توڑنے میں مصروف رہے آخرکار دیوار ٹوٹ گئی اور کشن راؤ نمک حرام معتمد سلطانی کی سازش نے سرداران انگریزی کو ہر طرح کی مداخلت کا موقع پیدا کر دیا اور بات بات کی خبر پہنچاتا رہا جس سے وہ سلطانی انتظام کی خبر پا کر سے فی الفور اس کا تدارک کرتے رہے اور آدھی رات کو قلعہ پر دھاوا کر دیا اور قلعہ میں داخل

ہو گئے یہ سب کشن راؤ کی نمکحرامی سے ظہور میں آیا سید حمید سپہدار
اور قلعدار دروازہ کے سامنے لڑ بھڑ کر مر مٹے اور شیخ نصر سپہدار اپنے جوانوں
سمیت اسیر ہو گیا۔ قلعہ کے رہنے والے مع اہل و عیال گرفتار ہو گئے تب
قمرالدین خاں بہادر اور سید صاحب نے انگریزی فوج پر حملہ کرنے کی سلطان
سے اجازت طلب کی سلطان نے فرمایا کہ اب قابو کا وقت ہاتھ سے نکل
گیا اب سپہ کی طاقت منتشر کرنا ٹھیک نہیں سلطان کو ابھی یہ حال معلوم
نہیں کہ اس شکستگی کی بڑی وجہ گہری سازش ہے اسکو یہ جواب دیکر ماکڑی
کی نواح میں خیمہ گاہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس کو چار روز گذرے تھے کہ گورنر
جنرل بہادر نے تین ہزار سپہ دیسی اور چھ سو گورے قلعہ کی حفاظت کو
چھوڑ کر اس طرف جہاں چک بالاپور۔ بنگلور مدن پلی کے راجاؤں نے رسد
دینے اور مویشی جمع رکھنے کا اقرار کیا تھا کوچ کیا اور اپنے اقبال سے ہر مقام
پر آرام پا کر۔ اور اپنی چونکیاں مقرر کر کے دیون ہلی کے سواد میں کیمپ قائم
فرمایا اور یہاں کے قلعداروں سے سازش کر سب ذخیرہ قلعہ کا حاصل کر لیا۔
یہاں سے چھوٹے بالاپور کی جانب کوچ ہوا۔ یہاں کا قلعدار حسب الحکم
سلطانی قلعہ کا سامان لے کر مع سپاہ نندی درگ کے پہاڑ پر جا رہا
تھا پیچھے سے انگریزوں کی فوج پہنچ کر قلعہ پر مع سامان باقیماندہ قابض ہو گئی
اور گورنر جنرل نے وہ قلعہ اور تعلقہ لاکھ روپیہ سالانہ پیشکش کے
اس کے وارث اولین رام سامی کوڑہ کو دے دیا اور خود انباجی درگ
کی طرف کوچ کیا اور راجہ رام سامی جس کی آرزوئے دیرینہ بر آئی اپنا انتظام

قائم کرکے اور چھ سو پیادے قلعہ میں چھوڑ کر ملکا کونڈا کی طرف چلا گیا۔ سلطان نے بنگٹ نائر کو مع اس انگریز سردار کے جس کو قلعہ ترپا تور میں اسیر کیا تھا اور جوگی پنڈت ہمشیرہ زادہ اچنا پنڈت نائب صوبہ ارکاٹ کے جس کو نواب مرحوم نے عطائے خطاب و خلعت سے سرافراز کیا تھا اور بدستور اپنے کام پر تھا۔ با ایں ہمہ مخالفوں سے مل گیا اور ہرپن پلی اور رائے درگ کے پالیکاران سابق جو محبوس اور مخالفت کی تدبیر میں مصروف تھے قتل کر دیئے گئے۔

اور سلطان نے کشن راؤ کو واسطے بندوبست دارالسلطنت اور ارسال خزانہ کے روانہ کیا اور خود بالاپور کی طرف مقابلہ فوج انگریزی کے لئے بڑھ گیا۔ مگر وہاں کے کمظرف لوگ تو انگریزوں کے شہ دینے سے بددماغ ہو گئے تھے۔ انہوں نے سلطانی طلائی قلعہ کے قریب دیکھ کر کتوں کیطرح بھونکنا اور جنگی باجے بجانا شروع کیا جس سے سلطانی بہادروں کو سخت غصہ آیا اور فی الفور حملہ کرکے قلعہ کو فتح کر لیا اس میں دو ہزار جانباز کام آئے لیکن جو باقی بچے وہ تین سو پیادوں کو گرفتار کرکے حاضر لائے سلطان نے جلادوں کی معرفت ان کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں تڑوا دیں پھر سلطان نے وہاں سے کوچ کرکے سواد سکلیشہ میں مقام کیا اور وہ سازشی پالیکار غلہ و مواشی لیکر لشکر انگریزی میں پہنچے اور گورنر جنرل کی خوشنودی حاصل کی ادھر اسد علیخاں اور بہرام دیوان مشیر الملک پانچ ہزار سوار لے کر شریک فوج سلطانی ہوگئے اور سلطان نے کوچ کرکے چنتامنی اور موڈکل کی راہ سے بنگٹ گیری کوٹہ میں خیمہ گاہ قائم کی اور صبح کو لڑائی کا

نقارہ بجوا کر فوج کو قرینہ سے آراستہ کیا اور جنگ شروع کی ؛

لیکن سلطان کا اقبال تین طاقتوں کے مقابل دب چکا تھا۔ اسپر نمکحراموں اور فتنہ پردازوں کی اندرونی سازش نے اور بھی کمزور کر رکھا تھا اسی حالت میں ایک جاسوسی سیاہ کپڑے پہنے سلطان کی والدہ ماجدہ کی طرف سے آ پہونچا اور ایک شقہ جو نہایت مخفی تھا۔ سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔

اس شقہ کا مضمون یہ تھا کہ کشن راؤ نے کھنڈے راؤ مردود کی طرح فتنہ و بغاوت کا جال بچھا رکھا ہے۔ اور بمبئی سے لشکر کثیر انگریزی آنے والا ہے اور قلعہ کے اندر ہم سب موت کے منہ میں بیٹھے ہوئے ہیں تم سب سے پہلے دارالسلطنت کی خبر لو ورنہ پھر کچھ نہ ہو سکے گا ؛

سلطان نے یہ خط پڑھ کر اسی روز سید صاحب کو مع فوج کثیر واسطے بندوبست دارالامارۃ کے رخصت فرمایا ؛

دارالسلطنت کا بندوبست کشن راؤ کی سزائے نمکحرامی ٹیپو سلطان کا دارالسلطنت میں پہنچنا مغول و مرہٹہ کے ہاتھ سے ملک کی بربادی مع واقعات دیگر ہمیں سال واقع ۱۲۰۶ھ

سید صاحب مع بہادران کارآزمودہ صحیح اماکری واتری ورگ سے نکل کر آدھی رات کو قریب دارالسلطنت کے جا پہنچے اور ندی کے اس طرف لشکر کو ٹھہرا

کر خود مع چند خواص اور پانچسو سوار جرار کے صبح ہونے سے پہلے دروازہ قلعہ پر وارد ہوئے اور دروازہ کھولنے کا نعرہ لگایا دروازہ پر اسد خان رسالدار متعین تھا اس نے فی الفور تعمیل کی اور یہ سب کے سب اندر داخل ہوئے اور بعض کارخانوں پر اپنے سوار متعین کرکے آفتاب نکلنے سے پہلے سلطان کی والدہ ماجدہ کا زمین بوس بجا لائے پھر کچہری میں اجلاس کیا اس وقت قلعدار چاپلوسی کی باتیں بنانے لگا اور کشن راؤ کی نمکحرامی ظاہر کی سید صاحب کے اشارہ سے چند سواروں نے اس کے گھر کا دروازہ توڑ کر اس کو گرفتار کر لیا اور تیغ و تبر سے اس کے ہاتھ و پاؤں توڑ کر اس کی لاش کو بازار میں ڈالدیا اور اسکے مکان کا سب اسباب ضبط کرکے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا لیکن اس مرد جہنمی نے آخری وقت یہ کہا کہ میں نے جو آگ لگائی ہے یہ سلطان کے بجھائے نہ بجھیگی (چنانچہ ویسا ہی ہوا) اس کی بیوی نے جو حسین بھی۔ حیادار بھی اور باوفا بھی تھی ملکۂ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی اور انہیں کے ذریعے حرم سرائے سلطانی میں داخل ہوئی دوسری روایت یہ ہے کہ بیوی کو جب اپنے خدا نخور شوہر (زنار دار) کے باغیانہ خیالات معلوم ہوئے تو اس کو سخت نفرت ہوئی اور بختاور دائی کی زبانی ٹیپو سلطان کی والدہ کو اپنے شوہر کی نامعقول حرکتوں کی اطلاع کرائی۔ یہ قولہ محض غلط ہے کہ ٹیپو سلطان نے زنار دار کو قتل کرکے اس کی بیوی کو زبردستی حرم سرا میں داخل کر لیا تھا واقعات کے رُو سے یہ صریح بہتان اور افترا تہمت ہے وہ اگر خود راضی نہ ہوتی تو بھاگ سکتی تھی۔ خود کشی کر سکتی تھی۔ طلبی کے وقت حاضری سے منکر ہو سکتی تھی غرضیکہ کسی نہ کسی حیلہ سے اپنے آپ کو

بچا سکتی تھی یا جان دے سکتی تھی ان امور کا واقع ہونا خود اس کی رضامندی کی دلیل ہے۔

ٹیپو سلطان نے قمر الدین خان کو سہ لشکر مقرر کر ان کے ماتحت دس ہزار سوار انگریزی فوج سے لڑنے اور چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کئے اور خود بدولت دار السلطنت کو روانہ ہو گئے قمر الدین خاں نے تین دن کے بعد تمام بنجارہ و ملازمان اور بیلوں کو انبور گڑھ بھیج کر سامان رسد و اسباب جنگ منگوا لیا۔ اور بیدمنگل و مالور کے راستے سے بنگلور کو چلنے کی ہمراہیوں کو تاکید کی کہ مغل سپاہیوں کا لباس پہن لیں انگریزی فوج چنداول (یعنی وہ دستہ جو اصلی فوج سے کچھ پیچھے رہا کرتا ہے) میں مغل سوار اور انگریز سواروں کے دو رسالے تھے چھاپے مارنے والوں نے حملہ کر کے پانچہزار بیل جن پر غلے لدے ہوئے تھے لوٹ لئے اور دو سو مغل سواروں کو گرفتار کر لیا۔ دکنی واقعاتی سپاہی اور قزاقوں کا گروہ روزانہ دونوں لشکروں پر حملہ کر کے اکثروں کو ہلاک کر ڈالتا تھا آمد و رفت بند تھی غلہ کی رسد مسدود ہو چکی تھی۔ اور دن رات میں کسی کو بھی لشکرگاہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہ پڑتی تھی افواج سلطانی کی بہادری سے غنیم پر رعب بیٹھ گیا۔ اور ٹیپو سلطان کے بذات خاص مقابلہ کرنے سے جو غرور سما گیا تھا۔ اب وہ خوف و تشویش سے بدل گیا۔ قابل عبرت واقعہ یہ ہے۔ کہ ٹیپو سلطان کے مقابلہ میں کیسی گہری چال چلی تھی اور اس کے فوجی مشیروں اور معتمدوں کو پھانسنے کے لئے کیسا خوشنما دربین جال پھیلایا گیا تھا۔ جس نے ہمیشہ اس ملک ہندوستان کو غیروں کے ہاتھ سے پناہ کرانے میں سخت بے حیا بے غیرت بددیانت

ثابت کرنے میں کبھی اپنی قومی عزت کا پاس نہیں کیا۔

یعنے نواب نظام علیخاں اور مرہٹہ ناظم حیدرآباد نے مقام پانکل میں قیام کرکے امراکو واسطے تسخیر ممالک محروسہ خداداد ٹیپو سلطان کے روانہ کیا۔ چنانچہ ملک عیسے خاں میراں یار جنگ نے اپنی فوج لے کر قلعہ گنجی گوٹہ وتارپتری وتارمری وغیرہ کو ضبط کرلیا اور بہتیرے دیہات کو لوٹ مار سے خراب کرڈالا اور حافظ فرید الدین خاں المخاطب بہ موید الدولہ نے اپنے لشکر کثیر کے ساتھ بڑھ کر گتی پر تاخت کی جہاں قطب الدین خان دولت زائی فوجدار نے اپنی جمعیت سے اس کا مقابلہ کیا حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ قلعہ گتی کا فتح ہونا دشوار ہے تو اس طرف کے لواح کو تباہ کرکے شہر کڑپا اور سدہوٹ کے قلعہ میں اپنا دخل جمالیا اور چار ہزار سوار اور پانچہزار پیدل اور نو ضرب توپ گرم کنڈے کو گھیر لیا ادھر مرہٹہ کے سردار حاکم پونا کے حکم سے اپنے قلعوں کی تسخیر کو چڑھ دوڑے چنانچہ پرسرام ناظم مرچ نے وہاں کے بعض قلعے اور مکان توڑ کر اور کتنے صلح سے مسخر کرکے اپنے ملک میں داخل کرلئے بدرالزمان خان قلعدار صوبہ دہاڑ وار نو مہینے تک لڑتا رہا جب ذخیرہ جنگ و آزوقہ باقی نہ رہا تب بمجبوری قلعہ دشمنوں کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانوں سے متحصن ہوگیا مرہٹوں نے اس کو پابزنجیر کرکے پونا بھیجنا چاہا اسپر وہ مردانگی سے نکلا اور کئی زخم کہا کر گرفتار ہوگیا اور کونڈے میں قید کیا گیا۔ اس کے ہمراہی بڑی خرابی سے مارے گئے اس ضلع کے سب قصبے اور قریئے مرہٹوں نے لے لئے ہری پنڈت پھڑکیا نے ہرپن پلی کے راستہ پڑاکر اس کے گردو نواح کو ضبط

اور شوم شنکر وہاں کے راجہ کو اس کے آبائی راج پر مسند نشین کر صوبہ سرا میں اپنا دخل کر لیا۔ پرسرام ناظم مرہچ نے دہار واڑ۔ انگولہ۔ مرجان۔ شانور۔ وغیرہ کے بندوبست سے اطمینان حاصل کر کے چیتل درگ میں پہنچ کر وہاں کے قلعدار دولتخاں کے پاس ایک اقرار نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ اگر تم قلعہ کو چھوڑ دو تو چار لاکھ روپے کی جاگیر پاؤ اور اپنے مال واسباب سے بے کھٹکے ہو جاؤ مگر دولت خاں نے اس دولت کو کچھ مال نہ سمجھا اور رات کو اس کی فوج سے لڑ گیا صبح کو وہ فوج منتشر ہو کر سرا کیجانب چل نکلی اور دولت خاں اس لشکر کا سارا اسباب اور ڈیڑھ خیمہ اور پانسو گھوڑے لے کر نگر کو روانہ ہو گیا اور ناظم مرہچ سرا سے نکل کر مدگری پہاڑ میں جا داخل ہوا اور اپنے بہانجے مادہوراؤ کو مدگری مسخر کرنے کا حکم دیا اور خود رسد کا سامان اور مواشی لے کر انگریزی فوج سے مل جانے کا قصد کیا اور انگریزی فوج کے سردار نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے دارالسلطنت پر چڑھنے کی تیاری کی سلطانی سپہ سالار کے پیدل سپاہی جو صحرائے مدگری کے جنگل میں کمینگاہ بنائے بیٹھے رہتے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ تاخت میں مصروف ہوتے ہر رات کو سینکڑوں کے ناک اور کان کاٹ کر لے جاتے اور پانچ پانچ چھ چھ سو بیل غلے کے چھین لیتے جو شخص ناک کان لاتا وہ ایک ہون پاتا اور اناج بھرے بیل کی قیمت پانچ ہون اور گھوڑے کے دس ہون انعام ملتے اس سے دشمن کی سپاہ مفت حیران ہو گئی اور جب انگریزوں کی پلٹن کری گھٹ کے سواد پر پہنچی تو اس کا رسد اور اذوقہ بالکل ختم ہو گیا تھا اور کاویری ندی بڑے زور سے چڑھی ہوئی تھی لیکن سلطان والاشان نے انگریزوں کی فوج کے پہنچنے

سے پہلے ہی ندی کے سامنے چار پانچ موپچے بنوائے تھے ان پر کئی سپہ سالار
مستعد جنگ ہوئے لیکن گورنر بہادر نے صبح ہوتے ہی دو موپچے لیلئے اور جنرل
مینڈوس بڑی فوج لے کر کری گھٹ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا۔ جس کو سید حمید نے پسپا کیا
اور انگریزوں کے سپہ سالار نے قلعہ سر کرنے کیلئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ بن
نہ پڑی اور رسد کی نایابی کا یہ حال تھا کہ چھ روپے سیر چاول اور چار روپے سیر دال
اور تین روپے سیر آٹا مشکل سے میسر آتا تھا اور گھی تو سولہ روپے سیر بھی نہ ملتا تھا۔
لشکر والوں کی مارے بھوک کے یہ نوبت پہنچی کہ توپ کشی کے بیلوں کو ذبح کر کے
کھانے لگے گورنر جنرل بہادر نے جب یہ بری نوبت دیکھی اور ان کو دریافت ہوا
کہ ملیبار کے راستہ سے جو رسد آتی تھی ان کو سلطانی لشکر نے لوٹ لیا تب اپنی
بھاری توپیں زمین میں دفن کرا کر اور آلات چوبینہ اور بوجھل سامان کو آگ لگوا کر
کری گھٹ کے راستہ پر کوچ کیا سلطان نے یہ ماجرہ سُنکر بطور خوش طبعی چند بہنگی
میوہ سبز و شاداب کی جنرل صاحب بہادر کے میر منشی کے پاس بھیجیں اسطرف کے سردار
بھی اس ظرافت کو تاڑ گئے اور انہوں نے میوہ لانیوالوں کو انعام دے کر وہ بہنگیاں
واپس کیں اور کہا کہ جنرل صاحب کے میر منشی یہاں حاضر نہیں۔
بار کشی کے چار پاؤں کی یہ حالت تھی کہ پلٹن کے سپاہی توپیں کھینچتے تھے۔ اور
صبح سے دوپہر تک بدقت تمام ایک فرسنگ طے کر کے مقام کر دیتے تھے
خیر گورنر جنرل بہادر نے ہمت کر کے اتری درگ کی طرف کوچ کیا اس پہاڑ کے
قلعدار بڑی بھیڑ بھاڑ دیکھ کر قلعہ کی کنجی سمیت استقبال کو نکل آئے گورنر جنرل بہادر
نے بھی اسپر اظہار مہربانی کیا اور یہاں کچھ مواشی ہاتھ آئے ان کا گوشت کھانے سے

لوگوں کو پیچش ہو گئی پھر صاحب بہادر سوند کیا میں داخل ہوئے جہاں پرسرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لے کر آ پہنچا جس نے انگریزی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا اور کرنل ریٹ صاحب بہادر بھی رسد اور راذوقہ کا بہت سا سامان لیکر آ پہونچے اور کرنل ریٹ اور کرنل کوری نے نندی گڑھ اور ساکڑی درگ کے قلعوں کو فتح کر لیا لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خاں قلعہ دار اسیر ہو گئے ؛

آملنا سکندر جاہ فرزند نظام علیخاں و مشیر الملک کا گورنر جنرل بہادر کے لشکر سے اور تاخت کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدکیری کی فوج محاصر پر دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سیرنگ پٹن پر اور مرہٹوں کا یورش کرنا پھر سلطان اور انگریزوں سے صلح ہونا واقعات ۱۲۰۷ھ

جب گورنر جنرل کو حسب مقصود کامیابی نہ ہوئی تو ٹیپو سلطان نے شاہزادہ فتح حیدر کو مع سنگین گرم کنڈے کی طرف رخصت فرمایا جب شہزادہ صوبہ سرا کی جانب روانہ ہوا اور اپنی سب فوج کلواری اور بوکا پٹن کے جنگل کی آڑ میں چھوڑ کر سوار و پیادہ کی چیدہ جمعیت ساتھ لیکر گرم کنڈے پر جا پہنچا جس قلعہ کو حافظ فریدالدین گھیرے پڑے تھے شہزادہ فتح حیدر نے جاتے ہی بشرکت میر علی رضا خاں

اس فوج کو منتشر کر دیا اور حافظ فریدالدین کا سر کاٹ لیا بقیۃ السیف کڑپہ کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ فتح حیدر نے ان کا سب اسباب و لوازمہ قلعہ میں بھیجدیا اور محصورین قلعہ کی تشفی کر کے ایک سال کی تنخواہ بھجوادی اور خود مدگیری کی جانب کوچ کیا۔ سکندر جاہ اور مشیر الملک جو آٹھ ہزار[1] سوار اور تین ہزار پیدل لے کر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر مورسن پلی اور وہلم باڑی کی نواح میں اترے تھے یہ خبر سنکر کوہستان جنگل پالہ میں چھپ بیٹھے اور شہزادہ نے مسافت دراز طے کر کے محاصران کوہ مدگیری پر جو مرہٹے تھے ہنگامہ رستخیز برپا کیا اور کتنے سرداروں کے سر کاٹ بفتح و فیروزی حضوری میں آپہنچا انہیں دنوں میں میر قمرالدین خاں رسد اور مواشی جمع کرنے کے لئے نگر کو گیا اس کے ایک ہفتہ بعد نواب نظام علیخان کے سردار اپنے لشکر سمیت خان پلی کی اطراف میں گورنر بہادر سے مل گئے اور جنرل مینڈوس نے نندی گڑھ کا قلعہ لیکر کشن گیری کی تسخیر کو فوج چڑھائی لیکن قلعہ کے سپاہیوں نے توپ و تفنگ اور بانوں کی مار سے اس کو پسپا کیا ازاں بعد کرنل کوپری نے پولٹیکل حکمت عملی سے قلعہ رائے کوٹہ پر قبضہ پالیا جب برسات نکل گئی تو گورنر جنرل بہادر ناظم حیدر آباد کی فوج سمیت سیرنگ پٹن کی تسخیر کو روانہ ہوئے اور بڑی بھاری منزلیں طے کرتے گری کورے میں آداخل ہوئے اور ناظم کی فوج کو پیچھے رکھ ان مورچوں پر جو سلطانی سپہداروں کی غفلت سے خالی پڑے تھے۔ دھاوا کر کے قبضہ کر لیا تب سلطان نے مجبور ہو کر حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالسلطنت کی پاسبانی و حفاظت میں مصروف

[1] صاحب نشان حیدری نے یہ تعداد ۵ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیادہ کی لکھی ہے۔

رہیں اور خود جان نثاروں کو ہمراہ لے مقابلہ غنیم کا قصد کیا۔ لیکن رات
کی تاریکی میں اپنی فوجیں آپس میں ہی لڑ گئیں جس میں امام خاں قندھاری
اور سپہدار میر محمود شیرازی مارے گئے اس عرصہ میں جنرل میڈوس نے بڑی دلیری
سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق کے سبب نہایت استوار
تھا لیکن اس رات مہدی علیخاں کے فریب سے خالی پڑے تھے ایک
ہی حملے میں لے لئے جب سلطان نے یہ خبر سنی تو آپ ساری فوج ہمیت
دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسداللہی رسالوں کو اس مورچہ کے چھڑا
لینے کے لئے جسے انگریزوں نے رات کو لے لیا تھا متعین فرمایا۔ لیکن
وہاں انگریزی انتظام بہت مضبوطی سے ہو چکا تھا اس لئے ان بہادروں
کی جانفشانی رائیگان گئی یعنے ان میں سے لڑ بھڑ کر اکثر مارے گئے۔ اور
جو باقی رہے وہ قلعہ میں واپس آئے۔

سلطان نے قلعہ دارالسلطنت کی اطراف وجوانب میں توپ ومنجنیق اور نوع
بنوع کے آلات آتشبار نصب کرا کر ہر ایک جانب پاسبانوں کو متعین کردیا۔
ادھر پرسرام اور ہری پنڈت بھی اپنا لشکر لے کر چرکولی کی نواح میں خیمہ زن ہو گئے
اور فولاد جنگ اور مشیر الملک نے اپنی فوجوں سمیت موتی تالاب پر خیمہ گاہ قائم کی
لیکن یہ تینوں سردار جانتے تھے کہ محاصرہ کو طول کھنچے گا اس لئے مصالحت
کی فکر میں تھے اور درمیان میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہو جایا کرتی تھیں۔ گورنر
جنرل بہادر بھی صلح کو پسند کرتے تھے لیکن جنرل میڈوس راضی نہ ہوتے تھے
یہاں تک کہ ایک لڑائی میں انگریزوں کے دو ہزار سپاہی کام آئے باقی اپنے لشکر

کی طرف چلے گئے اس رات کو جنرل میڈوس نے طبنچہ بھرکر اپنے ملتھے پر سر کیا
لیکن ہاتھ بھٹکنے سے گولی نہ لگی اور آواز سُن کر کرنل مالکم جب پہنچے کہ جنرل کے
خیمہ سے طبنچہ کی یہ آواز کیسی آئی تو معلوم ہوا کہ جنرل میڈوس نے اپنے مارنے کو
طبنچہ سر کیا تھا۔ وہ فیر خالی گیا تو اب دوسرا فیر تیار کر رہا ہے یہ حال دیکھ کر کرنل
مالکم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو نشیب و فراز سمجھا کر صلح پر راضی کیا
قصہ کوتاہ تینوں سرداروں کی صلاح سے مصالحت کی یہ صورت
قرار پائی کہ سلطان تین کروڑ روپے کا ملک انہیں چھوڑ دے اور تین کروڑ
روپیہ نقد دے اور ان روپیوں کے وصول ہونے تک دو شہزادوں کو بطور
اول کے گورنر جنرل بہادر کے پاس بھیجدے سلطان دوراندیش نے جو اپنے
تمام کارخانوں میں نمک حراموں کی غفلت یا سازش کا زور دیکھا تو مجبوراً ان شرطوں
کو قبول کر لیا اور بارہ محال سیلم انورانگری۔ سنکل ورگ۔ ونڈیکل۔ کلیکوٹ
وغیرہ انگریزوں کو اور کڑپا تارمری۔ پارمری۔ بلاری وغیرہ نظام علیخاں
کو اور نسب بہدراندی کے اس پار کا سارا ملک پیشوا کے پونا کو حوالہ کر
ایک کروڑ روپیہ مع تحایف و ہدایہ کے بھیجدے اور سلطان عبد الخالق
اور سلطان معزالدین کو میر غلام علیخاں کی اتالیقی میں گورنر جنرل کے حضور
میں روانہ کیا اور میر علی رضا خاں کو ایلچی مقرر فرمایا۔
انگریزوں کے شدکا اپنے حصے کے روپے لے کر مدراس کو پھر گئے
اور گورنر بہادر نے مع شہزادگان بلند اقبال مسدراہ کی طرف کوچ کیا کرنل
ڈفٹن کو ان کا میرسامان مقرر کیا گیا تاکہ ان کی تمام فرمائشات کی فی الفور

تعمیل کیا کرے اور مدراس میں ان کے لئے ایک امیرانہ حویلی خالی کردی گئی۔ اور اس کو نہایت مکلف فرنیچر سے آراستہ کر دیا گیا۔ اسمیں شہزادگان موصوف نہایت عزت و احترام سے رہنے لگے ؛

نواب محمد علی خاں بھی شہزادگان موصوف کی دلجوئی کو آتے اور نت نئے میوے ہدیہ بھیج کر دوستی تازہ کرتے ؛

لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کے حصّہ دوم متعلق ٹیپو سلطان کا اقتباس نسبت واقعات مذکورہ بالا

واقعات گذشتہ کے متعلّق صاحب موصوف یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۱۷۸۴ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلحنامہ کر لیا تھا۔ مگر انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کا خیال پختہ کرنے لگا تھا چنانچہ فرانسیسوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکر کرنے لگا اسکو یقین تھا کہ فرانسیسوں کی مدد سے وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیگا اس منشا کو پورا کرنے کے لئے اس نے سلطان المعظم کے دربار کو ایک سفیر اس ہدایت سے روانہ کیا کہ پہلے سلطان کا منشا دریافت کرے پھر فرانس جاکر گورنمنٹ فرانس کو اپنی حمایت پر آمادہ کرے لیکن غالبًا قسطنطنیہ میں ٹیپو کے نام سے بھی کوئی آگاہ نہ تھا اور اس کے سفیر سے ۱۷۸۷ء ایسا بے توجہی کا برتاؤ ہوا کہ وہ جھنجلا کر ہندوستان کو لوٹ آیا

میں بسرکردگی محمد درویش خاں ایک اور سفارت براہ راست پیرس کو روانہ کی گئی جہاں لوئی شانزدہم نے اس کا بڑی عزت و احترام سے استقبال کیا اور بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ لیکن وہ خود خانگی دشواریوں اور جمہوری حکومت کی شورشوں میں گھرا ہوا تھا اس لئے اس نے آیندہ کے وعدہ ہائے مدد پر قناعت کی اور سفیر بے نیل مرام واپس آئے۔ اور وقت باریابی سلطان ان سے بہت ناخوش ہوا۔

۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کو ٹیپو سلطان مع فوج و توپخانہ اس کوہستانی سلسلہ کی دیوار[1] پر ظاہر ہوا جو راجہ ٹراونکور نے سرحدی حفاظت کے لئے تعمیر کرائی تھی اور جا بجا دمدمے بنا کر توپیں لگائی گئی تھیں حالانکہ یہ ریاست گورنمنٹ مدراس کے ماتحت تھی سلطان نے اس کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ ۲۹ دسمبر کو آفتاب نکلتے ہی اس کی فوج نے دیوار کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اندر داخل ہوگئی ٹراونکور کی فوج نے ہر مقام پر بڑی جانبازی سے جنگ کی لیکن حملہ آوروں نے اس کو پسپا کر دیا آخر میں دوسرے حملہ پر ٹیپو سلطان کو بڑی خرابی سے واپس ہونا پڑا اور قریب دو ہزار آدمیوں کے کام آئے ٹیپو چند ہمراہیوں کے ساتھ اپنی جان سلامت لے گیا۔ اسکی تلوار اور سپر بھی وہیں رہ گئی جس کو ٹراونکور کے سپاہی بڑی خوشی کے ساتھ اپنے پائے تخت ٹراونڈرم کو لے گئے

---

[1] یہ دیوار بارہ فیٹ بلند اور بیس فیٹ عریض تھی۔

اس وقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا۔ اس نے مدراس کی گورنمنٹ کو لکھا کہ ان مقامات کے متعلق جو راجہ ٹراونکور نے خرید کئے ہیں۔ ان کی نسبت سلطان کو عذر ہے اسپر غور کیا جائے گا لیکن ایسے دعاوی جو کسی طرح نہیں مانے جا سکتے کیوں کر گوارا کئے جا سکتے ہیں اس لئے ٹرانکور کے راجہ کو جو انگریزوں کا وفادار دوست ہے ظالم اور گستاخ دشمن کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔

اسکو اپنی شکست سے سخت صدمہ تھا۔ اس لئے اس نے سرنگ پٹن سے بھاری توپیں طلب کر کے پھر محاصرہ شروع کر دیا اور ایک ماہ کی گولہ باری کیبعد وہ دیوار توڑ سکا جب دیوار میں شگاف ہوگیا تو ٹراونکور کی فوج ہٹ گئی اور ٹیپو کے حکم سے برج وغیرہ منہدم کر دیئے گئے اور نہایت کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آیا جسمیں صرف دوسو توپیں اور کثرت سے گولہ بارود تھا یہ سب سرنگا پٹنم کو روانہ کر دیا گیا۔

ٹیپو کا ارادہ تمام صوبہ کو فتح کر لینے کا تھا۔ لیکن سمندر کی کھاڑیوں اور بارشی سیلاب اور موسم بارش کے آجانے سے وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکا اور اپنی فوج لے کر پال گھاٹ کا راستہ لیا۔

ٹیپو اب ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا جس سے گورنر جنرل کو سوائے اعلان جنگ کے کوئی چارہ نہ تھا اس لئے لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے عزم بالجزم کر لیا۔ کہ قطعی کارروائی سے کام لیا جائے جب ستمبر ۱۷۸۹ء میں اس کو یہ خبر ملی کہ سلطان نے ٹراونکور کی سرحد پر حملہ کیا ہے تو اس نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے مدافعانہ عہد نامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتیوں کو روک دیا جائے۔ اور

اس سے اس کے ظلموں کا انتقام لیا جائے لارڈ کارنوالس نے خود سپہ سالاری کا عزم کیا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ مدراس کا گورنر جنرل میڈوز مقرر ہوا۔ تو اس نے جنرل میڈوز کی سپہ سالاری پر بھروسہ کر لیا جنرل میڈوز نے ایسے بڑے بڑے سامانوں سے جنگ کی تیاریاں کیں جو قطعی اس کے اختیارات سے خارج تھے۔

اس نے فوج کی تقسیم کے وقت خاص فوج کو تو اپنے زیر کمان رکھا تا کہ ترچناپلی کی سرحد پر پال گھاٹ سے مغرب کر درے سے چل کر تمام کوئمبٹور کو فتح کرنے اور پھر گجل ہتی درہ کے ذریعہ سے گھاٹوں کو عبور کر کے میسور میں داخل ہوا اور فوج کا دوسرا حصہ کرنل کیلی کے سپرد ہوا کہ بارہ محال پر حملہ آور ہو جنرل میڈوز کو کوئمبٹور میں چند مقامات فتح کرنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی اور پال گھاٹ اور ڈنڈیگل کی فوجوں نے کچھ یوں ہی سا مقابلہ کیا اور ان پر انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن جب کرنل فلائیڈ کی فوج گجل ہتی درہ سے بیس میل مشرق دریائے بھوانی کے شمال ستیامنگلم میں مورچہ بند ہوئی تو سلطان ٹیپو نے اپنا بھاری سامان پہاڑ پر چھوڑا اور کثیر التعداد سواروں کی فوج لے کر نیچے اترا اور انگریزی فوج پر گولے برسانے شروع کئے۔

میسور کی فوج کے حملے انگریزی سپاہ نے بڑی بہادری سے روکے اسمیں فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ لیکن انگریزی فوج ستیامنگلم پر قبضہ نہ رکھ سکی اور بڑی بے دلی کے ساتھ کرنل فلائڈ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا سلطان کی فوج نے بڑی شدت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور گولے برسائے۔

انگریزی فوج ٹھہر گئی اور پھر سخت جنگ شروع ہوئی لیکن اس

خبر سے کہ جنرل میڈوز آپہنچا سلطان نے مایوس ہو کر اپنی فوج کو علیحدہ کر لیا۔
اور فلائڈ کی فوج بحفاظت تمام ویلاوی میں پہنچی۔ جہاں جنرل میڈوز کی فوج
اس سے مل گئی جو دھنیا کنکوٹہ سے واپس آئی تھی۔ اور کجل ہتی کے ذریعہ سے سلطان
نے میسور پر حملہ نہ ہونے دیا۔ جس میں اس کو پوری کامیابی ہوئی۔ اب چونکہ
سلطان کو میسور کیطرف سے بے فکری ہوئی وہ جلد جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور
ایردو۔ دھارا پورم اور دوسرے مقامات پر قابض ہو گیا پھر وہ حملہ کے خیال
سے بارہ محال کو روانہ ہوا اس دھاوے میں انگریزی فوج نے اس کا تعاقب
کیا۔ لیکن کچھ بھی نہ کر سکی کیونکہ یہ فوج ٹیپو کی تیز رفتاری کی کسی طرح
برابری نہ کر سکتی تھی۔

بارہ محال کی انگریزی فوج کا کمانیر کرنل میکسوئل تھا۔ کیونکہ کرنل کیلی کا انتقال
ہو گیا تھا۔ یکم نومبر کو کرنل میکسوئل نے کشن گرہی کے قلعہ کا تارا گھاٹ
لے لیا یہ کرشن گرہی بارا محال کا صدر مقام تھا۔ اور میسور کی فوج کے حملے روکتا تھا
اس اثنار میں جنرل میڈوز نے ایروڈ کے قریب دریائے کاویری کو عبور کیا اور
۱۴ نومبر کو تھو پور دہ پر پہنچا اور ۱۷ نومبر کو میکسوئیل کی فوج سے آملا لیکن ٹیپو سلطان
ایسا ہنرمند جنرل نہ تھا جو اس جال میں پھنس جاتا۔ اس لئے اس نے فی الفور
تھو پوردہ کو چلے جانے کا عزم کیا جس کے دونوں سروں سے انگریزی فوج
کا بیس میل سے زیادہ تھا اور وہ صحیح سلامت پہنچ گیا۔ اور درہ کے پار ہو گیا
اور ترچنا پلی کا راستہ چھوڑ کر کارڈ منڈل کے ملک کے وسط میں ہو کر روانہ ہوا
اثنائے راہ میں دیہات جلاتا اور روپیہ بجبر وصول کرتا گیا۔ جنرل میڈوز جو

تعاقب میں جا رہا تھا اس کی تیزی روئی سے یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ میسور کی فوج کہاں غائب ہو گئی۔ ازاں بعد سلطان پانڈیچری کو روانہ ہوا تا فرانسیسیوں کی مدد حاصل کر سکے۔ لیکن اس کا مطلب نہ نکلا۔ کیونکہ فرانس خود اپنی مصیبت میں گرفتار تھا اس جنگ۔ کے دوران میں ٹیپو سلطان فن حرب میں جنرل میڈونس کی بہ نسبت زیادہ ہنرمند اور لائق ثابت ہوا۔ لیکن مغربی ساحل پر ٹیپو کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئیں۔ کیونکہ اس کے سپہ سالار میر حسین علی کو کرنل ہارٹل نے شکست فاش دی اور میرچند جنرل نے تیلی چری میں اتر کر کنانور کو فتح کر لیا اور آخر میں کل ساحل ملیبار ٹیپو کے قبضہ سے نکل گیا۔ لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ کچھ عرصہ کے لئے سلطان نے اپنے تیز دھاؤں سے اپنے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ کیونکہ سلطان کے مقبوضات پر دشمنوں کا قبضہ کرنا کجا دشمنوں کو خود سلطان کے حملوں سے دم لینے کی مہلت نہ تھی جو سلطان خود دشمنوں کے ممالک کے اندر کر رہا تھا۔

لارڈ کارنوالس دسمبر میں مدراس آ گیا۔ اور آخر جنوری ۱۷۹۱ء میں اس نے ویلور کی افواج کی سپہ سالاری خود اپنے ہاتھ میں لی اور بنگلور کے محاصرہ کا عزم کیا۔ ٹیپو یہ سن کر دھاوے کرتا ہوا آ پہنچا اور یہ کوشش کی کہ بارہ محال سے وہ گھاٹوں میں چڑھنے نہ پائے لیکن لارڈ کارنوالس نے پہلے تو مصنوعی طور سے امبر کی طرف فوج کو پھیرا۔ پھر ایک دم سے موگلی درہ کی طرف گھوم پڑا اور کلار ہو سکوٹ ہوتا ہوا بنگلور پر بڑھا ان دونوں مقاموں میں اس کا کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ اب بنگلور سے ۵ میل پر خیمہ زن ہو گیا۔ اور پانچویں مارچ کو بنگلور جا پہنچا

اپنے پہنچنے کے دوسرے روز لارڈ کارنوالس نے اپنی فوج کو مستحکم مقام پر مورچہ بند کیا۔ ٹیپو کا لنکر قلعہ کے جنوب و مغرب کے گوشہ پر تھا۔ یہاں کئی لڑائیاں سخت واقع ہوئیں اور گولے گولیوں کا مینہ برستا رہا۔ لیکن جب قلعہ شکن توپوں سے کام لیا گیا تو پھاٹک فتح ہو گیا۔ اس میں انگریزی فوج کا نقصان کثیر ہوا اور کرنل موڑ ہوس توپخانہ کا کمانیر مارا گیا اس بعد نہایت سخت جنگ کے بعد قلعہ پر بھی دخل کر لیا گیا۔

اب ٹیپو سلطان کو یہ دیکھ کر کہ بنگلور ہاتھ سے نکل گیا۔ سرینگ پٹن کو بچانے کی فکر پیدا ہوئی اور لارڈ کارنوالس قلعہ کی ضروری مرمت کرا کر دیون ہلی کو روانہ ہو گیا تاکہ ان دس ہزار سواروں سے جا ملے جو نظام نے بھیجے تھے۔ اور اس غیر قواعدداں فوج کے ساتھ سرینگ پٹن کو روانہ ہوا سرینگ پٹن کے قریب پہنچکر لارڈ کارنوالس نے میسور کی افواج کو مضبوط مقامات پر مورچہ بند پایا۔ دریائے کاویری ان کے داہنے بازو پر تھا ناہموار پہاڑیاں بائیں بازو پر تھیں اور دلدل سامنے تھی۔ کرنل میکسوئل نے جوں توں ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا اور گولہ باری شروع کر دی میسور کی فوج بلندیوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع ہوئی کرنل فلائڈ کے رسالوں نے دشمن کی ہٹتی ہوئی پیادہ صفوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ سامان رسد کی قلت اور جانوران باربرداری کی کمی کی وجہ سے انگریزی فوج بڑی مصیبت میں مبتلا ہو رہی تھی چارہ نہ ملنے سے بہت سے جانور مر چکے تھے بڑی توپیں سپاہیوں کو کھینچنا پڑتی تھیں۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ سلطان کے سپاہیوں نے ڈاک کا سلسلہ منقطع کر رکھا تھا

دوسری فوج سر رابرٹ ایبر کرامبی کی سرکردگی میں اور آرہی تھی اسکو حکم بھیج دیا گیا کہ ساحل مالا بار پر واپس جائے اور اب لارڈ نوالس کو مراجعت کے سوائے چارہ نہ تھا لارڈ کارنوالس کو بہت سی توپیں اور سامان جنگ واپسی کے وقت ایک درہ میں دفن کر دینا پڑا اور گولے وغیرہ بہت سا بوجھل سامان دریا میں پھینک دیا گیا اور گاڑی چھکڑوں کو جلا بنگلور کی طرف چلدیا۔ اس مراجعت میں بارش کیوجہ سے اور مصیبت بڑھ گئی تھی۔

چرکولی پہنچ کر اسے مرہٹوں کی فوج سے کچھ امداد مل گئی اور اس امداد نے لارڈ کارنوالس کی ضروریات کو رفع کر دیا۔

اس فوج کشی میں دربار پونا اور نظام دونوں نے اپنے اپنے حصے بجائے حاصل کرنے کیلئے لارڈ کارنوالس کی مدد کی تھی اور ان کی فوجوں نے بجائے خود علیحدہ کام کئے اور دہارواڑ وغیرہ مرہٹوں کے ہاتھ آگیا۔ اور نظام کی فوج نے کڈاپہ اور اس کے ملحق اضلاع پر قبضہ کر کے بہت سے رسالے لارڈ کارنوالس کی کمک کو جو سرنگاپٹنم کے محاصرہ کو جا رہا تھا۔ بھیجدیئے تھے۔

جسوقت سے انگریزی فوج نے میسور میں قدم رکھا ٹیپو سلطان صلح کے متعلق برابر خطوط بھیجتا رہا۔ لیکن باقاعدہ صلح کی نوبت نہیں آئی۔

لارڈ کارنوالس نے بنگلور لوٹ کر یہ انتظام کیا کہ مرہٹوں کو شمال و مغرب میں جنگ جاری رکھنے کا اشارہ کیا اور ان کو صوبہ سرا روانہ ہونے کی تاکید کی۔ اور نظام کی فوج کے سپرد یہ خدمت کی کہ وہ شمال مشرق میں ملک قابض رہے اور خود بارہ محال کیطرف بڑھا۔ اس طرف باستثناء کشن گیری کے

سب قلعے مفتوح ہو گئے۔ یا قلعہ والوں نے بخوشی اطاعت منظور کر کے سپرد کر دیئے۔

نندی ورگ کا قلعہ بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد ۱۹۔ اکتوبر کو فتح کیا گیا لیکن کشن گیری کے محاصرہ میں کرنل میکسویل کو شکست فاش ملی اور ایک دوسری فوج کو جو کوئمبتور پر قابض تھی سخت ہزیمت نصیب ہوئی ادھر سے میر قمرالدین نے آٹھ ہزار فوج باقاعدہ لے کر کوئمبٹور کا محاصرہ کیا۔ اور محصورین اطاعت قبول کر لینے پر مجبور ہوئے اور لفٹنٹ کامرس اور لفٹنٹ نیشن قید کر کے سرنگاپٹم بھیج دیئے گئے۔

پھر لارڈ کارنوالس نے ساوٗن دروگ کا قلعہ فتح کر لیا جو اپنی دشواریوں سے ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اس مشہور قلعہ کی فتح کے بعد اتر دروگ کے قلعہ پر انگریزی فوج زینے لگا کر چڑھ گئی۔ اور اس کو فتح کر لیا اس کے بعد اور بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کر ڈالے گئے۔

اب شیر (ٹیپو سلطان) کے آس پاس مضبوط فولادی جال قائم ہو گیا تھا تب لارڈ کارنوالس نے سرنگاپٹم کی طرف کوچ کیا اور ۵ فروری کو وہ سرنگاپٹم سے پانچ میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا نظام کی فوجیں اس کے پاس پہنچکر شریک ہو گئیں جن کے ساتھ رزیڈنٹ حیدر آباد کنیاوے موجود تھا۔ اور مرہٹہ فوج شمال اور مشرقی حصہ میں اپنے پیشہ غارتگری میں مصروف تھی اور اسکا ایک چھوٹا حصہ ہرپنتھ کی ماتحتی میں انگریزی فوج کے ساتھ تھا۔ لارڈ کارنوالس نے اپنے پہنچنے کے ایک ہی روز بعد حملہ کرنے کا عزم کیا۔

۱۶ فروری کو جنرل ابر کرامبی بھی مع اپنی فوج کے کورگ سے آ کر انگریزی فوج کا شریک ہوگیا اور کورگ کا راجہ ویراج بھی جو سلطان سے معاوضہ کی تمنا رکھتا تھا۔ آ کر انگریزی فوج کا شریک ہوگیا اور بمبئی سے بھی دو ہزار گورے اور چار ہزار دیسی سپاہی آگئے۔ لہذا لارڈ کارنوالس نے کاویری کے دونوں جانب سے سرنگا پٹم پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

اور ۱۹ فروری کو جنرل ابر کرامبی کے دریا کے جنوب و مغرب کی طرف مورچے قائم کردیئے ٹیپو سلطان کی فوجوں نے ہر طرف سے بڑا زور مارا مگر کچھ پیش نہ گئی اور انگریزی فوجیں اپنا کام کرتی رہیں سلطان کو بڑا تشویش تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

جسوقت یہ کام ہو رہے تھے۔ سلطان نے وکیل مصالح بھیج کر لارڈ کارنوالس کے دل کا حال لیا۔ سلطان کا منشاء صلح کا تھا۔ ۲۲ فروری کو جتھہ کے سرداروں نے صلح کی تمہیدی شرائط لکھ سلطان کے پاس بھیج دیں شرطیں حسب ذیل لکھی گئیں۔

(۱) سلطان اپنا آدھا ملک جتھہ کے حوالہ کردے

(۲) بیس لاکھ سے زاید روپیہ دیوے۔

(۳) سب قیدی رہا کردے

(۴) اپنے دو بیٹے سلطان معز الدین اور سلطان عبد الخالق یرغمال میں دے:-

ان شرائط کو سلطان نے منظور کرلیا اور صلحنامہ پر باضابطہ دستخط کردیئے اس صلحنامہ کے ذریعے سے لارڈ کارنوالس نے ایسی جنگ کا خاتمہ کردیا جس میں

کثرت سے اتلاف جان ہونا۔ اس کے علاوہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے بھی کچھ ایسی ہدایتیں آئی تھیں کہ جنگ ختم کی جائے۔

جب صلح ہو گئی اور انگریزی فوج سرنگا پٹم سے ٹل گئی۔ تو سلطان کا سب سے پہلا فعل یہ تھا کہ اس نے اپنی تمامی رعایا سے جبریہ روپیہ وصول کیا۔ یہ روپیہ ادائے قرضہ میں صرف کیا گیا۔ مگر یہ ماننا پڑے گا کہ جہاں تک صلحنامہ کی شرائط کو انگریزوں سے تعلق تھا۔ سلطان اس کو بڑی ایمانداری سے پورا کیا حتےٰ کہ اس کے دونوں بیٹے جو یرغمال کے طور پر میجر ڈوٹن کے پاس تھے ۱۷۹۴ء میں سلطان کے پاس واپس بھیج دیئے گئے۔

کوچ کرنا سلطانی فوجوں کا اطراف کے راجاؤں کی تنبیہ کو بندوبست ممالک محروسہ۔ قلعہ دارالسلطنت کی تعمیر مرمت میر صادق کا پھر دیوان مقرر ہونا مع حالات !!

واقعہ ۱۲۰۷ھ

جب تینوں اہم عہدیعنے۔ انگریز۔ نظام۔ مرہٹہ، اپنے اپنے ملک کو واپس گئے سلطان نے ملک محروسہ کی مہمات پر توجہ مبذول کی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مہدیخاں مدار المہام نے ہر طرح کی نمکحرامی جائز رکھی۔ تو سلطان نے اس کو معزول کر کے نمک حرام قدیم میر صادق کو منصب دیوانی پر پھر مامور فرمایا وہ ظالم بد کنش قلمدان وزارت پاتے ہی پرانے افسروں اور معتمدوں کو سلطان

کی نظروں سے گر ملنے اور قتل کرانے اور ان کے گھر بار لٹوانے لگا۔ جس سے سلطان کے جان نثار اور وفادار کم ہونے لگے اور جو باقی رہے وہ ترساں و لرزاں دم بخود ہو کر ایام گذاری کرنے لگے۔ انہی دنوں میں جاسوسوں نے خبر دی کہ دارالسلطنت کے شمال میں کئی راجا اور پالیگار مخالفت اور مخاصمت پر آمادہ ہیں سلطان نے ان خبروں کو سن کر سید صاحب کو بڑی جمعیت کے ساتھ مدگیری وغیرہ کی جانب روانہ کیا اور میر قمر الدین خاں بہادر کو بڑی فوج دے کر ہرپن پلی کے راجہ کی گوشمالی پر مامور کیا چنانچہ میر قمر الدین خاں نے قلعہ ہرپن پلی کا فتح کر کے جنگلی ورگ پر فوج کشی کی۔ یہاں تک کہ سات مہینے تک مقابلہ رہا۔ آخر کو فتح پائی اور راجہ کو مع چار سو سپاہ کے اسیر کر لیا۔ اور ہرپن پلی کے قلب مکانات اور قلعوں کو ڈھا کر مراجعت کی۔ ببر جنگ صوبہ دار جو جنگل ورگ میں پناہ کے لئے آ رہا تھا اس نے ان اطراف میں اناگندی اور کنک گری میں اپنا دخل کر لیا۔ اور راجہ ہری نائک کو مناسب وقت قول نامہ دے کر بلوایا اور اس کے تعلقہ کے واگزاشت کی سند مع خلعت دے کر اسکو مطیع کر لیا اس سے نائک مذکور مطیع سلطنت ہو گیا۔ ادھر سید صاحب نے کتنے گمراہوں کو ٹھیک کیا۔ اور سید حمید سپہدار نے کئی کام نہایت مشہوری اور بہادری سے انجام دیئے جس کے عوض میں نوبت نقارہ فیل مع عماری طلائی کے مرحمت ہوا اور نواب کا خطاب مرحمت ہو کر حیدر نگر کا ناظم مقرر کیا گیا۔

المختصر آس پاس کے راجاؤں اور جاگیرداروں کو جب معلوم ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے ساتھ عداوت کرنی ہے تو اپنی حرکتوں سے باز

آکر فرمانبردار ہوگئے۔ اور بنگور کے راجہ کو گورنر جنرل کی سفارش پر لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے شرط پر اس کا تعلقہ واپس دے دیا گیا۔ انہیں دنوں میں سلطان عالیشان نے کارپردازوں اور عاملوں کو ہر سال ذالحجہ کے مہینے میں حاضر آستانہ ہونے اور دیانت وامانت سے کام کرنے کا حلف دے کر واپس جانے کا قاعدہ مقرر کیا اور تمام دفتر فارسی میں کر دیئے لیکن خود دنیادی تعلقات سے کچھ ایسا بر داشتہ خاطر ہوگیا تھا کہ اکثر اوقات نماز و تلاوت اور نوافل و وظائف میں گزارتا تھا۔ لیکن جب سلطان کو یہ مذہبی پابندی بڑھ گئی تو سب اپنی اپنی جگہ پر بیباک ہوگئے اور میر صادق مذکور تمام ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ ساری سلطنت اس کے اختیار میں ہوگئی جس سے تمام ملک میں فتنہ وسازش کے چور دروازے کشادہ ہوگئے رعایا کا حال اور ملک کے واقعات حضور میں نہ پہنچنے دیتا۔ سلطانی ہواخواہ سب کے سب یہ رنگ دیکھ کر تنگ آگئے اور صلاح نیک دینے اور کلمہ خیر کہنے سے خاموش ہوئے۔ انہیں دنوں سلطان نے دارالسلطنت کے قلعہ کو جا بجا سے توڑ اکر سنگین حصار مع گہری خندق اور بروج کے بنا کرایا اور دکن کی جانب پانچ حصار استوار تیار کرائے اور اب یہ قلعہ بہت ہی مضبوط ہوگیا۔

واقعات از ابتدائے ۱۲۰۸ھ ہجری نغایت ۱۲۱۲ھ ہجری

ہر دو شاہزادگان والاشان جو ٹیپو سلطان کی طرف سے سرکار انگریزی کے رہن میں دیئے گئے تھے بعد ایک سال و چندماہ بعد تعمیل شرائط واداۓ

زرحسب قرار داد از جانب سلطان باحترام تمام واپس آئے سلطان نے انکے ورود میں جشن شاہانہ ترتیب دیا اور سب امیروں اور منصبداروں کو الطاف شاہی سے ممتاز فرمایا اور غربا و مساکین کو زر نقد تقسیم کیا۔ قلعہ معلّیٰ میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔

عمدہ اور نامی ملازموں نے میر میراں کا خطاب پایا۔ سلطانی کارخانوں کی کچہریاں اسماء حسنے کے شمار سے جو ننانوے ۹۹ ہی نامزد ہو کر ہر کچہری پر چار ہزار سپاہ متعین کی گئی اکثر مشائخ اور پیرزادے باریاب سلطانی ہو کر میر میراں بن بیٹھے اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے :-

اسی عرصہ میں شہزادہ ایران بہ سبب بعض تخالف خانگی کے اپنا ملک چھوڑ بحالت غربت شاہ دین پناہ کے حضور میں آ پہنچا سلطان نے نہایت اعزاز سے اسکو رکھا اور دسہزار روپیہ ماہوار اسکے مصارف کے لئے مقرر کر دیا۔

پھر زمان شاہ درّانی والئے کابل کے پاس ایک ایلچی معہ شقہ و تحائف گراں بہا بایما کمک و حمایت اسلام روانہ کیا ادھر سے بھی جواب دوستانہ با تحائف قیمتی موصول ہوا۔ ایک روز سلطان نے تمام امرا و اعیان سلطنت کی دعوت کی سب ایک وسیع دسترخوان پر بیٹھے اور سب کے سامنے شیر برنج رکھا گیا۔ اور سلطان نے ایک مختصر اسپیچ میں کہا کہ بھائیو ہم تم سب بھائی بھائی ہیں اور اسلام کی حمایت سب پر واجب ہے پس تم سب فی سبیل اللہ جان و مال سے تیار رہو زاں بعد سب کو شہادت کے سرخ خلعت تقسیم کئے گئے لیکن وہ تو دور ہی پلٹ چکا تھا اور وہ سیاہ دل تو می زندگی یا شہادت کو کیا جانتے تھے اس لئے سب نے مانہ

سازی کی باتیں کر کے واپس گئے اور جو سچے دیندار اور پکے جاں نثار تھے ان کو سلطان کے کہنے کی ضرورت نہ تھی وہ خود اس فرض کو جانتے تھے جس کا ثبوت آگے چل کر ملیگا

بعد چند ماہ سلطان نے شاہزادہ ایران کو بہت ساجواہر قیمتی اور سامان امیرانہ دے کر رخصت کیا۔

پھر خاندان کی شریف و معزز لڑکیاں تلاش کر کے بڑی دہوم دھام سے شہزادوں کی شادیاں کیں۔

زاں بعد سیرنگ پٹن۔ کولار۔ ہکوٹہ۔ دیون ہلی۔ صوبہ سرا۔ تنجاور سے دس ہزار شیخ سید چن کر بطور پارلیمنٹ کے ایک مجلس قائم کی اور جماعت خاص اسکا نام رکھا لیکن یہ لوگ ابھی ملکی اور جنگی انتظامات میں کوئی خاص تجربہ اور قابلیت نہ رکھتے تھے اس لئے میر صادق نمک حرام نے اس جماعت کو کسی کام میں لگنے نہ دیا۔

اور میر صادق کے دباؤ کی یہ نوبت پہنچی کہ کوئی۔ امیر۔ مشیر۔ نقیب پیادول جاسوس چوبدار وغیرہ بغیر اطلاع کے کوئی بات حضور سلطانی میں بالا بالا پیش کرنے کا حوصلہ نہ کرتا عرضیاں سب اسی کے سامنے پیش ہوتیں جنکو وہ مناسب جانتا حضور میں پیش ہونے کو میر منشی کے پاس بھیجدیتا۔

الغرض تمام ملک ایسے ہی نمک حراموں سے بھر گیا اور خراج کا آٹھواں حصہ بھی خزانہ میں نہ آنے لگا اور سلطان اس کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی رہ گیا۔

فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سرنگا پٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل حسب مشورہ میر عالم و مشیر الملک دیوان حیدرآباد اور مسخر ہونا قلعہ دار السلطنت کا

مع واقعہ شہادت ٹیپو سلطان

واقع سنہ ۱۲۱۳ھ

یہ عشرت و عیش و کامرانی کب تک — عشرت بھی ہوئی تو نوجوانی کب تک
گر یہ بھی سہی بقائے دولت ہے محال — دولت بھی سہی تو زندگانی کب تک

ادھر ٹیپو سلطان نے ایک سفیر زمان شاہ دا۔ ئے کابل کے پاس دوسرا سلطان روم کے حضور بامید امداد اسلام روانہ کیا اور فرانسیسوں کی طرف سے اس کو کمک کا یقین دلایا گیا حالانکہ یہ سب باتیں اس وقت کے خلاف تھیں کیونکہ اس کا ملک خود نمک حراموں کے ہاتھ میں تھا۔ اور اسکی فوجوں سے جاں نثار لوگ اور وفادار لوگ نکل چکے۔ اور جنگ آزما بہادر بددل رہے تھے۔ با ایں ہمہ اس کی طاقت سے سب کو خوف تھا کہ اگر یہ سنبھل گیا۔ اور مدد پا گیا تو غضب کا سامنا ہوگا۔ اس لئے دانشمند انگریزوں نے اس وقت سے فائدہ اٹھانا چاہا اور سلطنت کے صاحب اختیار اور با اثر نمک حراموں کو ملا کر سلطنت خداداد کی بیخکنی پر آمادہ ہو گئے اور میر عالم کی صلاح سے تمام حالات گورنر جنرل کو لکھ

بھیجے۔ لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل نے الفور چار پلٹن گورہ کی ہمراہ لے کر مدراس میں آپہنچے اور جہاں کی اور فوجیں اکٹھی کر جنرل ہارس کے ساتھ سرینگ پٹن کی تسخیر کے لئے آگے بڑھے ادھر حیدر آباد سے کرنل راپٹا ور کرنل ڈالسن بھی چار پلٹن سمیت چل کر جنرل موصوف سے مل گئے اور میر عالم آٹھ ہزار سوار ساتھ لے کر اور روشن رائے معہ چھ پلٹن کے انگریزی فوج سے آملے۔

اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کیلئے سلطان کے پاس پے در پے کئی خط بھیجے جنمیں چند شرطیں درج تھیں جو ایسے وقت کے لئے مناسب کہی جا سکتی ہیں اور کوڑیال بندر اور منگلور کا مطالبہ کیا جو کچھ زیادہ تھا لیکن میر صادق نمکحرام نے ان کی پذیرائی سے سلطان کو باز رکھا اور ان کا کچھ جواب ہی نہ دیا تب جنرل موصوف نے لارڈ صاحب کے حسب الحکم جنرل فلاڈ اور جنرل برجس وغیرہ کیساتھ رمضان کی دوسری تاریخ ۱۲۱۳ھ ہجری میں کوچ کرکے رائے کوٹہ پر کیمپ قائم کیا اب بھی میر صادق نمکحرام سلطان کو دہوکے دیتا رہا اور سلطان کو طاقت پر مغرور کرتا رہا اور سلطان نے دو سردار مع لشکر انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کیئے وہاں جاکر اکثر بہادروں نے میدان کارزار گرم کرنا چاہا۔ لیکن آخر میں تاڑ گئے کہ ان کے افسر طرح دینی چاہتے ہیں لاچار وہ بھی جان بچانے لگے اور جنرل موصوف نے کوچ کرکے اتی کل میں ڈیرہ ڈالا تب سلطان نے مع فوج کثیر تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد میں خیمہ گاہ قائم کی مگر جنرل مذکور اس راستہ کو کاٹ کر خان ہلی پر جا پہنچا تب سلطان نے یلغار کرکے گلشن آباد کی سرحد پر جنگ کا سامان کیا۔

یہاں جانباز بہادروں نے جی کھول کر حق نمک ادا کیا قریب تھا کہ وہ مورچہ انگریزوں سے چھین لیں اس میں قمرالدین خان سپہ سالار نے جو میر صادق کا بغل پروردہ ہو چکا تھا۔ سلطانی جانبازوں کو انگریزی توپخانہ کی زد پر لگا کر خود ایک علیحدہ مقام کی آڑ پکڑ لی۔ اب کیا تھا۔ انگریزی توپوں کے گراب نے سب کا فرش بچھا دیا اور جو باقی رہے وہ بھاگ نکلے تب سلطان نے ساری فوج سمیٹ کر جنگ کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی سید غفار اور نواب حسین علیخان اپنی اپنی جمعیت سمیت فوج انگریزی پر ٹوٹ پڑے اور ایک طرف سے نواب محمد رضا خاں نے نہایت تیز و تند حملہ کیا۔ قریب تھا کہ فوج مخالف تباہ ہو جائے اتفاقاً نواب موصوف کے گولی لگی اور وہیں ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ سلطان نے اس کی لاش پالکی پر سرینگ پٹن کو روانہ کی اور خود دشمن کے سامنے آیا۔

اس میں جاسوس خبر لائے کہ سرینگ پٹن پر حملہ کی تیاری ہو رہی ہے یہ خبر پاتے ہی سلطان دارالسلطنت کو مراجعت فرما ہوا۔ اور دوسرے دن انگریزی فوج نے ان مورچوں پر قبضہ کر لیا جو سلطان نے قلعہ کے سامنے بنوائے تھے اور قلعہ کی جانب غرب مورچہ بنا کر حصار توڑنے کو گولے مارنے لگے جب انگریزی فوجوں نے سرینگا پٹن کے اطراف میں اچھی طرح ضروری اور مضبوط مقامات پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقع مورچوں سے گولہ باری نے دیوار قلعہ کو شبک کر ڈالا اور ٹیپو سلطان نے اپنے افسروں اور معتمدوں کے طرز عمل سے معلوم کر لیا کہ یہ نمک حرام گندم نما جو فروش میرے دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں اور بعض ناتجربہ کاری سے معذور ہیں تو ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ ہجری

ٹیپو سلطان نے موسی سپیو اور دوسرے افسران فرانسیس کو یاد فرما کر ان پر ظاہر کیا کہ حالت موجودہ کو تم دیکھ رہے ہو جن پر کوئی اطمینان نہیں ہو سکتا جن لوگوں کو میں اپنا معتمد اور یار غار جانتا تھا۔ ان کی مکاری اور دغا بازی کو حیرت سے دیکھ رہا ہوں اور غنیم کا زور روز بروز کی جگہ ساعت بساعت بڑھتا جاتا ہے اب کیا کرنا چاہئے۔ فرانسیسی سرداروں نے دست بستہ جواب دیا کہ ہمنے حضرت کا نمک کھایا ہے اور حضرت نے ہمیشہ ہم پر بھروسہ کیا ہے ہم حضرت کے پسینے پر اپنا خون گرانے کو تیار ہیں اب صلاح وقت یہ ہے کہ حضرت جواہرات کی پیٹیاں اور اشرفیاں۔ اور توشکخانہ کا قیمتی سامان لے کر مع خواتین حرمسرائے کے آدھی رات کے بعد خاموشی کے ساتھ قلعہ معلّٰے سے باہر تشریف لے جائیں۔ باہر نکلکر دس ہزار سوار جرّار اور پانچ ہزار فوج باقاعدہ پیادہ کا زبردست بدرقہ مع بیس ضرب توپ کے ساتھ لیں اور بہ سبیل یلغار صوبہ سرا و قلعہ چتیل درگ میں جا پہونچیں اور نہایت معتمد افسروں اور جان نثار معتمدوں کو مختلف کاموں پر مامور فرمائیں اور یہ قلعہ فدوی اور موسے لالی سپہ سالار کے تفویض کر جائیں جب تک ہم میں سے ایک باقی رہے گا حضرت کے ادائے نمک میں قصور نہ ہوگا اگر یہ بات منظور نہ ہو تو حضرت ہم سب فرانسیسوں کو پکڑ کر انگریزوں کے سپرد کریں وہ ہمارے نکل جانے سے حضرت کے ساتھ مصالحت کی گفتگو کرنے لگینگے کیونکہ ان کو زیادہ تر ہمارے ہی ساتھ کینہ و پرخاش ہے ٹیپو سلطان نے موسے سپیو سردار فرانسیس کا جواب سنکر قوم فرانسیس کی نمک حلالی۔ وفاداری بہادری۔ پر تحسین کی اور جواب دیا کہ دوستو تم غریب الوطن میرے طلب سے آئے ہو اور تم نے کبھی میری رفاقت اور وفاداری میں قصور نہیں کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ

تم جیسے شریف۔ بہادر۔ نمک حلال۔ وفادار دوستوں کو دشمن کے حوالے کر دوں
اگر میری تمام سلطنت تلف اور تاراج ہو جائے تو میں اسپر راضی ہوں۔ لیکن تم کو
ہرگز دشمنوں کے حوالے نہیں کر سکتا پھر سلطان نے ان کو اپنے مقام پر ہوشیار
رہنے کا حکم دیا اور وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر پہونچے۔ یہاں سلطان نے اپنے
نمک حرام میر صادق سے اس مشورہ کا ذکر کر کے اس کی رائے دریافت کی۔ اس نفاق
پیشہ دغا باز نے سخن سازی کی تمہید بیان کر کے نہایت ہمدردانہ اور خیر خواہانہ لہجہ
میں عرض کی کہ جہاں پناہ اس قوم نے کسی کے ساتھ وفا کی ہے فرانسیس اور انگریز
دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال۔ حضرت یقین فرمائیے کہ جیسے ہی قلعہ حضرت
نے ان کو سپرد کیا۔ یہ انگریزوں کے تفویض کر دیں گے۔

پھر سلطان نے چاہا کہ تمام جواہرات وخزانہ اور توشکخانہ کا اعلیٰ سامان مع زنانہ
قلعہ چیتل ورگ کو روانہ کر دیں اور حسب الحکم وہ سامان مناسب طور سے صندوقوں
میں رکھا گیا تاکہ نہایت تنومند ہاتھیوں اور تیز خرام اونٹوں پر بار کیا جائے اور زنانہ سواریوں
کے لئے نہایت تیز رفتار بیلوں اور کہاروں کا انتظام ہو گیا اور اس کے متعلق دوسرے
مناسب انتظام قرار دیئے گئے اور ہمراہی کے لئے نہایت معتمد افسر وجاں نثار
تجویز کئے گئے۔ اتنا اہتمام ہو جانے کے بعد سلطان نے اپنے امرائے خاص کو بلا کر کے
اس تجویز پر مطلع کیا یہ ارشاد سُنکر دوسرے امرائے خود کو سکوت کی حالت میں ظاہر
کیا۔ لیکن بدر الزمان خان نایطہ نے بے تامل عرض کی کہ قبلہ عالم جیسے ہی حضرت کا مع
خواتین وخزانہ وشہزادگان کے قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لے جانا معلوم ہوگا۔ سب
جانثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازہ قائم نہ رہے گا۔ پس اسوقت

میں یہ عمل ہرگز شایانِ ہمت شاہانہ نہیں ہو سکتا ٹیپو سلطان نے بدر الزمان خان کا یہ جواب سنکر ایک حیرت زدہ نگاہ ان امرا کی شرم آگین صورتوں پر ڈالی۔ اور بدر الزمان خان کے چہرہ کو متعجبانہ طور سے دیکھ کر ایک نہایت گہری ٹھنڈی سانس بھری اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ مایوسانہ الفاظ زبان سے نکلے

رضائے مولے از ہمہ اولے

اور خدائے قادر کی رضا پر راضی ہو کر فسخ عزم کر دیا لیکن وہ تمام صندوق اور گٹھریاں ویسے ہی بند کے بند ہلئے توشکخانہ میں رکھوا دیئے۔ سلطان حیران تھا کہ میرے سردار جا بجا متعین ہیں مگر ان سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ بغیر سازش کے ممکن نہیں۔ ان حالات کا یقین کر کے اس نے حرمسرا کے چاروں طرف ایک خندق کھدوا کر بارود بچھوا دی تا کہ انگریز اگر اندر آجائیں تو حفظ ناموس کے لئے حرمسرا کو اڑا دیا جائے اور میر قمر الدین خان کو جسے وہ اپنا خیر خواہ وفادار جانتا تھا۔ فوج کثیر دے کر انگریزی فوج کی رسد روکنے اور دوسرے سرداروں کو مع فوج سوار اور پیادہ اور توپخانہ کے دوسرے ضروری کاموں پر مامور کیا۔ لیکن یہاں تو سب ملی بھگت کے سردار تھے سلطان کے کسی حکم کی صحیح تعمیل نہ ہوئی۔ ہاں لڑنے والے بہادر دانت پیس پیس کر ان سرداروں پر نفرین کرتے جاتے تھے۔ اس وقت میں سلطان نے موشیر لوسی فرانسیس سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے اس نے عرض کی کہ اب آپ خزانہ و جواہرات اور زنانہ لے کر قلعہ سرا چتیل درگ کو جان نثار سواروں کے ساتھ مع ایک توپ خانہ کے نکل جائیں اور اس قلعہ کی خدمت اس فدوی اور موشیر لالی کے سپرد کر جائیں۔

زاں بعد سلطان نے اس نمک حرام میر صادق کو بلوا کر یہ حال ظاہر کیا اس

بے ایمان نمک حرام نے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ فرانسیس اور انگریز ایک ہیں آپ ان کے کہنے میں نہ آئیں لاچار سلطان نے آسمان کی طرف دیکھا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ہر چہ مرضی مولے از ہمہ اولے یہ کہہ کر خاموش ہو رہا پھر قلعہ کی دیوار ٹوٹنے تک کسی نے سلطان کو صحیح خبر نہ دی۔ اسی روز نجومیوں نے عرض کی کہ آج کا دن حضور کے لئے بہت ہی منحوس ہے۔ کچھ صدقہ دینا ضرور ہے چنانچہ سلطان نے غسل فرما کر ایک ہاتھی کالی مخمل کی جھول سمیت جس کی جھالریں کئی سیر موتی لگے اور جواہر ٹکے تھے۔ فقرا اور درویشوں کو مرحمت فرمایا اور جہاں حصار کی دیوار ٹوٹی تھی اسی کے قریب ایک شامیانہ لگوا کر خاصہ طلب کیا۔ ایک لقمہ تناول فرمایا تھا دوسرا لقمہ منہ تک نہ گیا تھا۔ جو واویلا کرتے لوگ دوڑتے آئے کہ سید غفار وفادار نے اپنی جان کو شاہ پر نثار کیا۔ سلطان نے اس لقمہ کو ویسا ہی چھوڑ کر دسترخوان سے ہاتھ اٹھایا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اب ہم بھی آفتاب لب بام کوئی دم کے مہمان ہیں یہ کلمہ سن کر کتنوں کے دل پھٹنے لگے اور بے اختیار چیخ کی آواز نکل گئی حضرت نے طاؤس نامی گھوڑے کو یاد کیا اس پر سوار ہو کر علم بیتر الٹی کی طرف باہر تشریف لے گئے ادھر دغابازاور نمکحرام دشمنوں نے اس وفادار سید کے شہید ہوتے ہی قلعہ کے برج سے سفید رومال اڑا کر انگریزوں کو آگاہ کر دیا کہ حملہ کرنے کا یہی وقت ہے چنانچہ ساڑھے بارہ بجے کے وقت انگریزی پلٹن اسی ٹوٹی دیوار کے رستے چڑھ کر قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ہر چند سلطانی سپاہیوں نے تدارک کرنا چاہا۔ لیکن اس شور وغل میں کچھ نہ ہو سکا۔

اس موقع پر اس نمکحرام قابوچی میر صادق نے سواری مبارک کو مورچہ کی طرف جاتے دیکھ کر اس دریچے کو جو شاہ دین پناہ کے واپس آنے کا راستہ تھا بند کرا دیا اور

آپ کمک لانے کے بہانہ سے گھوڑے پر چڑھ قلعہ کے باہر نکل اپنا رستہ لیا۔ گنجام کے تیسرے دروازہ پر آکر دربانوں سے کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ دروازہ بند کر لینا یہ کہہ کر آگے بڑھا کہ سامنے سے ایک سپاہی ملازم سلطانی آکر اسے لعن طعن کرنے لگا اے روسیاہ یہ کیسی بے حمیتی ہے کہ تو ایسے سلطان دین پرور کو دشمنوں میں پھنسا کر اپنی جان بچانے کے لئے جاتا ہے یہ کہہ کر کمال طیش سے اس نے تیر مارا۔ ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے کٹ کر زمین پر گر گیا۔ اس کے چار دن بعد اس کی لاش بے کفن کے دفن کی گئی شہر کے لوگ اب تک آتے جاتے اس کی قبر پر تھوکتے اور پیشاب کرتے اور اس کو لعنت سے یاد کرتے ہیں دوسرا نمک حرام میر معین الدین زخمی ہو کر خندق میں گر کر مر گیا تیسرے نمک حرام شیر خاں میر آصف کا تو پتہ ہی نہیں لگا کہ وہ کیا ہوا۔ جب سلطان دین پناہ نے معلوم کیا کہ اب شجاعت اور دلیری کا وقت گذر گیا تب دریچہ پر آکر اس کے کھولنے کے لئے دربانوں کو آواز دی لیکن ان ملعونوں نے بھی حق نمک کا پاس نہ کیا اور حیرت تو یہ ہے کہ خود میر ندیم قلعدار بھی ان دربانوں کے پاس کھڑا تھا وہ بھی خاموش رہا۔

القصہ جب گورے باڑھ مارتے ہوئے قریب آپہنچے۔ تو سلطان شیر دل نے بڑھے تہور سے ان پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو تلواروں سے مار کر خود بھی کئی زخم کھائے اور آخر کو جام شہادت نوش فرمایا۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازہ پر جمع ہو کر برابر توفیر کرتے رہے پھر آخر کو وہ بھی جنگ سے باز آگئے۔

اب کیا تھا سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جس کا کچھ شمار نہیں ہو سکتا نہ اسکا کوئی حساب لینے والا تھا۔ سب کا سب افسرانِ انگریزی کے قبضہ میں آگیا۔ اور ہر ہر مقام پر انگریزی چوکی پہرے قائم ہو گئے۔ سینکڑوں سپاہیوں نے جو جو اوپر کا پڑا ہوا مال پایا وہ بھی غنی ہو گئے۔ جس کے ہاتھ سلطان کی کوئی چیز آگئی۔ وہ امیر ہو گیا۔

آہ۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ٹیپو سلطان کے شہزادے مع محلات مُعلّٰے اور کریم شاہ کے اسیر ہوئے مگر سلطان فتح حیدر سر لشکر کل فوج اور اصطبل و فیل خانہ اور اسباب تجمل سمیت گری گٹ کی نواح میں اقامت گزین تھا۔ اس سانحہ جگر سوز کی خبر سنکر چندرائے پٹن کی جانب چلا گیا۔ یہاں انگریزی سرداروں نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش کو پایا رات بھر پالکی میں رکھ کر صبح کے وقت سب شہزادوں اور ندیموں اور خدمت گزاروں کو اسکا آخری دیدار دکھا کر تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور سلطان شہید لال باغ میں نواب مغفور کے مقبرہ کے اندر دفن کیا گیا۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

میر غلام حسین منجم نے "آہ نسل حیدر شہید اکبر شد" سے سال وفات کا مادہ نکالا ہے"

ایک ہفتہ بعد میر قمر الدین خاں نے گرم کنڈے کی جاگیر بحال کرا کر اپنی نمک حرامی ظاہر کی اور سلطان فتح حیدر کو طرح طرح کی باتوں سے راضی کر کے لڑائی سے باز رکھا۔ زاں بعد افسران انگریزی نے وہاں کے راجاؤں کی اولاد سے ایک پانچ برس کے لڑکے کو گدی پر بٹھا دیا اور تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک اس کو دے دیا۔ اور پورنیا

زنار دار کو اس کا دیوان بنایا۔

اور سب شہزادوں اور خانوادہ شاہی کو مع اس مغفور بھائی کے نواب کریم شاہ اور اس کے علاقہ داروں کے رائے دیور کی طرف روانہ اور ہر ایک شہزادے کیواسطے بیش قرار خرچ مقرر کیا۔

شاہزادہ فتح حیدر سے افسران فوج کی آخری التماس

جب سرنگ پٹن کے قلعہ میں انگریزی انتظام ہوگیا اور ٹیپو سلطان کی شہادت عمل میں آئی تو سب شہزادے مع زنانہ محل اور کریم شاہ برادر خورد ٹیپو سلطان کے اسیر ہوگئے لیکن اسوقت شہزادہ فتح حیدر سرلشکر افواج سلطانی مع بہت بڑے لشکر جرار و توپخانہ آتشبار اور اصطبل خانہ و فیل خانہ و دیگر لوازمۂ سلطنت کے گری گٹ کے نواح میں خیمہ زن تھا جب اس واقعہ عبرت انگیز کی خبر وہاں پہنچی تو اس کے رنج و غم کی حد نہ تھی اسی حالت میں وہ وہاں سے مع فوج چندرائے پٹن میں جا رہا اور رات کو امیروں اور مشیروں کے سامنے اس روئداد غم کو تازہ کیا۔ اس پر اکثر شجاعان کارپرداز اور باوفا جان نثاروں نے مثل ملک جہان خان اور سید ناصر علی میر میران سپہ سالار اعلٰے کے عرض کی کہ خداوند عالم شہزادہ عالیجاہ کی عمر اور اقبال میں برکت دے ابھی آپ کا بگڑا ہی کیا ہے صرف سرنگ پٹن کا ایک قلعہ گیا اور سلطان نے جام شہادت نوش فرمایا ہے باقی ملک تمام جوں کا توں برقرار ہے اور بڑے بڑے ناممکن التسخیر قلعے آپ کے پاس ہیں اور خدا کے فضل سے تمام فوج نہایت اعلٰے سامان جنگ سے

آراستہ اور سلطان کے حق نمک پر اپنی جان دینے کو تیار رہے۔ اگر حضور کو اپنے باپ دادا کی طرح اظہار شجاعت منظور ہے تو بسم اللہ کیجئے پھر یہ وقت نہیں رہنے کا۔ ممکن کہ آپ کے ایسا ارادہ کرنے سے معاہدہ مناسب کی راہ نکل آئے اور سلطنت کا کچھ حصہ جا کر باقی رہ جائے لیکن شہزادہ فتح حیدر نے اپنے امرا کا پرواز کے افعال و اطوار اور ان کی سازشوں کے فولادی جال کا اندازہ کر کے سکوت ہی اختیار کیا۔ اس عرصہ میں انگریزی ایجنٹوں نے یکے بعد دیگرے شہزادہ فتح حیدر کے پاس پہنچکر بنے ہوئے لفظوں میں تسلی دلاسا کے ساتھ اس قسم کی باتیں کیں جو ہونا تھا۔ وہ ہو گیا اب اگر شہزادہ اظہار فرزندی و اطاعت سے کام لیگا۔ تو ممکن کہ وہ مستحق مسند نشینی سمجھا جائے ان باتوں نے شہزادہ فتح حیدر کے دل میں بیم و رجا امید و ناامیدی کی حالت پیدا کر کے اس کو ہر طرح کے عزم و خلاف سے باز رکھا اور شہزادہ نے اپنا تمام لوازمہ لشکر انگریزوں کے سپرد کر کے گوشہ عافیت میں جگہ پکڑی۔

مثنوی یادگار شہادت ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ
جان خود داد فی سبیل اللہ

بذو القعدہ بست ہشتم آں
کہ شدہ روز شنبہ عشر عیاں

ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ
خوں ز دیوار و در رواں گشتہ

زیست پنجاہ سال با اقبال۔
بادشاہی نمود ہفتدہ سال

داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد
گشتہ آخر شہید حسب مراد

آہ تاراجی مکین و مکاں
شد خورشید مہ بگریہ شریک
چوں غم او بجز دو گل دیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بہ تفت

خوں بگریید اے زمین زماں
آسماں شد نگوں زمین تاریک
سال ماتم ز در در پرسیدم
نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہے ع حامیٔ دین شد ز زمانہ برفت
میر غلام حسین منجم نے جو تاریخ لکھی تھی وہ یہ ہے۔

شاہ ما چوں بملک برتر شد
روح قدسی بعزتش گفت کہ آہ

حافر مجلس ہمیبر شد
نسل حیدر شہید اکبر شد

مادہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہے[1]

مثنوی فارسی بتعریف ملک ٹیپو سلطان

ہمایوں کشورے خرم زمینے
وطن گاہے نشاط خرمی را
صفائے آب شیریں ش روان بخش
مزاجش ز اعتدال استوائی
ہوائش ز انبساط زعفران زار
جبالش معدن یاقوت و گوہر
کہستاں در کہستاں لالہ زارش
مغاص در و مرجاں ساحل او

طرب زا مرز بوئے دل نشینے
طرب گاہے پری و آدمی را
ریاحِ باد مشکینش تواں بخش
بعنبر بیزی و گوہر فزائی
نسیمش را شمیم زلف دلدار
بحارش مخزن تو لودِ عنبر
گلستاں در گلستاں نو بہارش
خراج زر و سیمش حاصل او

[1] ٹیپو سلطان ۲۰ ذی الحجہ ۶۳ سنہ مطابق ۱۷۳۹ سنہ میں پیدا ہوا تھا۔

ابا زیر پش بیابان در بیابان ربا جنبش خیابان در خیابان

بر نداز دے ابا زیرو تو ابل بکشور ہا تو افل در قوافل

زسلاج و آبنوس و عود صندل زبان و مشک و بید و ذند مبذل

بہشتی گشتہ اش یابی بیابان بداغ رشک از فردوس رضوان

ندیدہ کس چنیں آب و ہوائے بدیں خوبی ہمانا نیست جائے

خنک باش اے زمیں مہرپرور نوازش گر سعادت بار آور

جمادات تو ہار گردن حور نباتاتت توان جان رنجور

بدیں خوبی گیاہ است و جمادت چہ باشد گلشن و جان بخش بادت

چو دہلی را چراغ سلطنت مرد گل بستان او افسرو پژمرد

دکن ماندہ تہی از تاجدارے دیرے ناجوئے بردبارے

نخستیں حاکمانش راجہ بودند کہ بر ہر خطہ دارائی نمودند

ازایشاں زاں سپس بازور دستاں دل ستد پور علی حیدر علی خاں

سپہدار مہیں شیر سلحشور کہ بنہادہ اساسش ملک میسور

قوی رائے و قوی بازو قوی بخت سرش زیب کلہ پاش افسر تخت

نمود از تف تیغ گنبد ناگوں دل رایان ملک ہند را خون

امیران دکن از سطوت او رماں از وے چناں گز شیر آہو

دکن بد بیشہ آں شیر شرزہ چو روبا دشمنانش رو بلرزہ

بہر کارے کہ عزمش کرد آہنگ کلیدش را نہاد اقبال در چنگ

ظفر از چار شان موکب او دواں در پیش موکب ظفر تو گو

چوں آں دائے دیں رفت از جہاں — بہ تختش خسروِ آفاق بنشست

شہے سلطاں نشاں زیبائے شاہی — ہمائے سلطنت ظلِّ الٰہی

مہے بہرام کین و مشتری خو — طرف دارِ دکن سلطان ٹیپو

بکین و مہر زہر و انگبیں ریز — برزم اسکندر و در بزم پرویز

جہانگیرے بہ تیغ ہندوی زاد — جہاندارے بہ کلکِ پہلوی زاد

رواج دین احمد بود کارش — چو عہد مہدی آمد روزگارش

صناعت خانہ ہا بنیاد کردہ — جہاں از داد دیں آباد کردہ

بسے آئین شاہی کرد ایجاد — بسے دولت سرا بنہاد بنیاد

ز گوناگوں عمارات نو آئیں — ز رنگارنگ باغات و بساتیں

شدہ یکسر دکن چوں خلد رضواں — پر از ناز و نعیم و حور و غلماں

اناں غیرت کہ او را بد در اسلام — چو پروانہ بر آتش زد سر انجام

بمرد و نیک نامی از جہاں برد — چو ماند نام نیکو خوش تواں مرد

کنوں آں تخت و تاج از داد ذوالمن

در آمد زیر فرمان برٹن

لیون۔ بی بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس آئی چیف کمشنر کی تاریخ کا خلاصہ۔ ابتدا فوج کشی سے تا خاتمہ سلطان و سلطنت

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے پچھلی جنگ سرنگاپٹم اور صلحنامہ کے بعد بھی انگریزوں کی دوستی کی پرواہ نہ کی بلکہ وہ اپنی پچھلی دھن میں لگا رہا۔ کہ کسی طرح انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب ہو چنانچہ بورنگ صاحب نے ٹیپو کی درپردہ عداوتوں کو باب یازدہم میں بصراحت بیان کیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

۱۷۹۵ء میں ٹیپو نے نظام کے بیٹے عالیجاہ سے جو اس وقت اپنے باپ سے باغی ہو رہا تھا۔ ایک عہدنامہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ اگر نظام کو معزول کرنے میں کامیابی ہو جائے گی۔ تو عالیجاہ تنگ بھدرا اور کرشنا کے جنوب کا ملک جو نظام کے قبضہ میں تھا ٹیپو کو دے دے گا۔ لیکن عالیجاہ قید کر لیا گیا۔

اس کے بعد ۱۷۹۶ء میں ٹیپو نے زمان شاہ والئے افغانستان کے پاس ایک سفارت روانہ کی اور اس سے ہم مذہبی کے استحقاق پر مدد کا طالب ہوا۔ اور اس سے شرکت کے بڑے بڑے وعدے کئے کہ مرہٹوں کو مطیع کیا جائے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔

ٹیپو نے سیندھیا۔ پیشوا۔ نظام اور انگریزوں میں عناد اور عداوت کی آگ

مشتعل کرنے میں حتے المقدور سعی کی۔ تاکہ دیسی سرداروں کا انگریزوں سے قطع تعلق ہو جائے۔

سلطان پہلے بھی فرانسیسیوں سے اتحاد قائم کرنے کی کوشش کر چکا تھا۔ اور اب چونکہ انگریزوں، اور فرانسیسوں میں پھر جنگ شروع ہو گئی تھی اور یہ دونوں قومیں ہندوستان میں عرصہ سے رقابت رکھتی تھیں اسلئے اس موقع پر سلطان نے انگریزوں کے خلاف پھر فرانسیسیوں کو ابھارا اور ان سے مدد کا طالب ہوا تاکہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالدے اور مارشیس میں سلطان کی سفارت کا بڑی دہوم دھام سے استقبال کیا گیا۔

سلطان روم کے پاس سفارت جانے آنے کا ذکر پہلے ہی ہو چکا ہے۔ غرض ہر طرح پر یہ بات ثابت ہو گئی اور خود ٹیپو اپنے راز کو چھپانا نہ چاہتا تھا۔ جس کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان۔ سے نکال دینے کا تھا۔

لارڈ مارنگٹن گورنر جنرل کی کارروائی | بورنگ صاحب بارہویں باب میں لکھتے ہیں کہ اب واقعات کے اسٹیج پر ایک نیا ایکٹر آیا جس کو انصاف کے ساتھ لارڈ مارنگٹن کے نام سے شہرت ہوئی اور اسنے ایک نگاہ میں واقعات کی اصلی حالت کو سمجھ لیا۔ لارڈ مارنگٹن مدراس ہو کر مئی ۱۷۹۸ء میں کلکتہ پہنچے۔ اور اس نے ایک طرف ہندوستان و الیان ملک سے فرانسیسوں کا تعلق قطع کرا دیا۔ اور دوسری طرف ٹیپو کی جانب ہوا اور درمیان میں کتنے خط لارڈ مارنگٹن اور ٹیپو سلطان کے درمیان آتے گئے۔ لارڈ مارنگٹن اپنا استحکام چاہتا تھا اور ٹیپو اپنی بازی کھیلتا تھا۔ اب باب سیزدہم کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کارروائیوں سے صورت معاملات نازک ہو گئی۔ اور ۲۲ فروری

۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اس کے رفقاء نظام حیدر آباد اور پیشوائے پونا کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا جس میں سلطان کی طرف سے دوستی کے خلاف واقعات درج ہیں اور مشترکہ جنگ کی تیاری ہونے لگی۔

اگرچہ ۱۷۹۲ء کے مقابلہ میں اسوقت سلطان کی فوج تواعد دانی اور تعداد کے اعتبار سے کم تھی تاہم اس میں ۳۳ ہزار پیدل اور ۱۵ ہزار سوار اور زبردست توپخانے تھے اور انگریزی فوج میں اپنی اور حمایتی فوج سب ملاکر ۳۷ ہزار کی تعداد ہوگئی تھی اس کے علاوہ بمبئی کی فوج بہ سرکردگی جنرل اسٹوارٹ تعداد میں چھ ہزار چارسو تھی جو کورگ کے دوستانہ ملک سے ہوتی ہوئی میسور میں داخل ہوئی اور توپوں کی تعداد سو تھی جو انگریزی فوجوں کے ساتھ تھیں۔

۲۵ مارچ ۱۷۹۹ء کو سلطان نے بمبئی کی فوج کی خبر سنکر یکایک سدلیشور سے چند میل کے فاصلہ پر اپنی فوج کو لاکر مورچہ بند کیا۔ اس وقت اس کی فوجیں بارہ ہزار سپاہی تھے اور انگریزی فوج کو سلطان نے بالکل گھیر لیا۔ وہ برباد ہو جاتی۔ لیکن جنرل اسٹوارٹ نے بڑی ہوشمندی سے سلطان کے حملوں کو روکا اس معرکہ میں سلطان کا ایک بڑا نامی گرامی سردار محمد رضا خاں مارا گیا۔

اب سلطان نے جنرل ہیرس کی فوج کے مقابلہ کی تیاریاں کیں فوج ویلور سے ۱۱ فروری کو روانہ ہوکر نویں مارچ کو میسور پہونچی اور یہاں اس سے حیدرآباد کا کنٹنجنٹ بھی آملا اس کے بعد یہ متحدہ فوجیں بنگلور کو روانہ ہوئیں اور ۲۷ مارچ کو داخل بنگلور ہوئی سلطان کے سوار بڑی دلیری سے حملہ آور ہوتے اور سلطان کے

پیدیوں نے بھی بڑی شجاعت کا اظہار کیا۔ لیکن انگریزی فوج نے سنگینوں سے ان کو پسپا کر دیا اور انگریزی رسالوں کے حملہ سے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے اور قریب سب کے سب مارے گئے اور اب انگریزی فوج جنرل ہیرس کی ماتحتی میں سرینگ پٹن پر حملہ آور ہوئی قلعہ کے شمال اور مغربی گوشہ کی طرف جہاں سے دریائے کاویری نظر آتا تھا۔ چھالیا اور ناریل کے چند باغات تھے۔ جن کی آڑ سے سلطان کے برق انداز بان مارتے تھے اور ایک باغ کا نام سلطان پیٹ ٹوپ تھا جن میں گہری گہری کھائیاں کھودی تھیں۔ ان میں ایک نہر کے ذریعہ سے پانی آتا تھا اور یہ نہر قلعہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

جنرل بیرڈ کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن سے اس باغ کو چھین لے لیکن ناکامی ہوئی اور دو روز کی جنگ میں اس باغ پر بمشکل تمام قبضہ حاصل ہو پایا اور جنرل ہرس نے محاصرہ کی کارروائیاں کامیابی سے شروع کر دیں اور ۷ اپریل ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج بہت نہایت استقلال کے ساتھ مورچہ بند ہو گئی۔

سلطان نے ان حالات سے گھبرا کر صلح کی درخواست کی جس پر بہت سخت شرائط پیش کئے گئے۔ لیکن اب صلح کا وقت باقی نہ رہا تھا اس لئے محاصرہ کی کارروائی شدت سے جاری رکھی گئی

۱ مئی ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج نے اپنے سب دمدمے تیار کر لئے اور توپوں سے قلعہ پر گولہ باری شروع ہو گئی اور اس برج سے جو مغربی گوشہ پر تھا۔ ساٹھ گز کے فصل سے مغربی پردہ کی دیوار پر خاص طور پر گولے پڑنا شروع ہوئے۔ دوسرے ہی روز شام کو دیوار میں کافی شگاف ہو گیا اور ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو حملہ

کرنے کا ایک بجے حکم دیا گیا۔

ٹیپو سلطان ہلکے رنگ کا جاکٹ اور نفیس چھینٹ کا پاجامہ پہنے اور سرخ ریشمیں پٹکا کمر سے باندھے اور قیمتی دستار سر پر رکھے ہوئے تھا اس کے زرین پیٹی لگی ہوئی تھی اور بازو پر تعویذ باندھے تھا۔

۴ مئی ۱۷۹۹ء کو علی الصبح وہ اپنے ... مقام سے اٹھ کر قلعہ کے اس مقام پر آیا جہاں سے نکلکر دشمن پر حملہ کیا جاتا تھا اس کے پہنچنے کے ذرا دیر بعد اسکو خبر ملی کہ سید غفار جو اس کا سب سے زیادہ معتمد افسر تھا قلعہ کے شگاف پر دشمن سے نہایت شجاعت اور جوانمردی کے ساتھ جنگ کرتا ہوا مارا گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں سلطان کو یہ خبر ملی کہ انگریزی فوج نے ہلہ کر دیا۔

ہلہ کرنے والی فوج کا افسر جنرل بیرڈ تھا اور یہ وہی افسر تھا جو بڑی مصیبتوں کے ساتھ سرنگاپٹم میں تین برس تک قید رہ چکا تھا اور بیلی کے شکست کے معرکہ میں گرفتار ہوا تھا۔ وہ اس جوش انتقام میں بھرا ہوا تھا۔ اس نے خندق سے نکل کر تلوار کو میان سے کھینچا اور باواز بلند کہا کہ اے مردان دلاور میرے پیچھے چلے آؤ اور آج انگریزی سپاہیوں کی آبرو رکھ لو۔

سلطان کے سپاہی شگاف پر بڑی بہادری سے لڑے لیکن مٹھی بھر آدمی کیا کر سکتے تھے سب کے سب وہیں مارے گئے اور چشموں میں انگریزی نشان قلعہ کی فصیل پر لہراتا ہوا نظر آنے لگا۔

زاں بعد سلطان بڑی تیزی کیساتھ شگاف کی طرف آیا اور اپنی بندوق اپنے ہاتھ سے بھر کر دشمنوں پر خالی کر رہا تھا لیکن بڑھتے ہوئے حملہ آور بہت قریب پہنچ

گئے اور سلطان تنہا رہ گیا۔

انگریزی فوج کا ایک بڑا حصہ فصیل کے برابر برابر چلا آرہا تھا اب سلطان نے واپس جانے کی نیت کی اور سلطان اس پل پر پہنچا جس سے قلعہ کے اندر راستہ تھا۔ اور جہاں گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور چاہا کہ اندر داخل ہو لیکن پھاٹک پر فراریوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہ ان میں ہو کر نکل نہ سکا جس وقت سلطان کا راستہ اسطرح سے رکا ہوا تھا حملہ آوروں کی ایک جماعت نے پھاٹک کے اندر آکر ایک بھالا ماری اور سلطان کے سینے میں ایک گولی لگی۔ سلطان آگے بڑھا لیکن ۱۲ رجمنٹ کے سپاہی برابر گولیاں مار رہے تھے۔ جن کی وجہ سے سلطان آگے نہ بڑھ سکا۔ اور اتنے میں اسکی داہنی بغل میں ایک گولی اور لگی۔ اور اسکا گھوڑا بھی اس کے نیچے مارا گیا۔ سلطان کو چند نمک حلال ملازموں نے ایک پالکی میں ڈال کر اٹھایا اور پھاٹک کی محراب کے نیچے لاٹے اور سلطان کی منت کرنے لگے۔ کہ وہ اب بھی خود کو انگریزی فوج کے کسی افسر کے سپرد کر دے۔ اور کہہ دے کہ میں ٹیپو سلطان ہوں۔ اس سے انگریزی کمانڈر اس کے رتبے کا پاس کریگا۔ لیکن اس سے سلطان نے قطعی انکار کیا۔ اب بہت سے گورے پھاٹک کے اندر داخل ہو گئے۔ اور ایک گورے نے سلطان کی تلوار کی زریں پیٹی اس کی کمر سے کھول لینا چاہی۔ اسوقت سلطان اگرچہ نہایت کاری زخم کھا چکا تھا اسپر بھی اس نے ایک گورے کے تلوار کا ہاتھ ایسا مارا۔ کہ اس سے اس کے گھٹنے میں زخم۔ اس نے زخم کھا کر اس جھنجھلاہٹ میں سلطان کے سر میں ایک گولی مار دی اور سلطان کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

بہت وقفہ گزرا اور سلطان کے متعلق کوئی سچی خبر معلوم نہ ہوتی اب جنرل ہیرڈ

اس بات کی تحقیقات پر آمادہ ہوا کہ سلطان پر کیا گذری میجر ایلن ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کو صلح کا جھنڈا دیا گیا۔ اور وہ سلطان کے ایوان کو روانہ کیا گیا۔ تا سلطان سے اطاعت کر لینے کی درخواست کرے۔

تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ پھاٹک کے قریب سلطان مجروح ہوا تھا۔ اور شام کے اندھیرے میں پھاٹک کی طرف روانہ ہوا پھر مقتولوں کے انبار میں بڑی دقت سے سلطان کی نعش برآمد ہوئی۔ اور صاف طور سے شناخت کی گئی ہنوز نعش گرم تھی۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ پر کسی قسم سے شکن نہیں آئی تھی باوجودیکہ تین زخم کاری جسم پر تھے اور ایک نہایت مہلک زخم کنپٹی پر تھا اس کی جاکٹ دستار اور تلوار کی پیٹی کوئی کھول لے گیا تھا تعویذ ہنوز بازو پر بندھا ہوا تھا جس کے اندر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں نعش پالکی میں رکھی گئی اور جنرل بیرڈ کے حکم سے رات بھر کے لئے ایوان کو روانہ کی گئی دوسرے روز جنازہ تیار کیا گیا گوروں کی چار کمپنیاں ہمراہ تھیں جنازہ لال باغ کو روانہ ہوا جہاں اس بلند نظر سلطان کو اس کے باپ حیدر علی کے پہلو میں جگہ دی گئی جنازہ سلطان کے آدمیوں نے اُٹھایا۔ پیچھے پیچھے شہزادہ عبدالخالق اور دربار کے معززاراکین تھے جس راستہ سے جنازہ گذرتا تھا مسلمان مخلوق جوق جوق جمع ہوتی اور جنازہ کے سامنے سر جھکاتی تھی اور رنج وغم کا ثبوت دیتی تھی مقبرہ کے پھاٹک پر پہنچ کر فوج نے سلامی دی اور قاضی شہر نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بارہ ہزار روپیہ مساکین و محتاجین کو تقسیم کیا گیا۔

اس وقت بجلی کی چمک اور بادل کی نہایت خوفناک گرج سے اس عبرتناک واقعہ کی سنجیدگی اور بھی دوبالا ہوگئی تھی۔

مرحوم سلطان کے بیٹے حراست میں لے گئے۔ جو بیٹے جوان تھے مع اپنی بی بی بچوں کے دیلور بھیج دیئے گئے جہاں سات برس بعد ان پر یہ الزام عائد ہوا کہ سپاہ کو ورغلا کر انہوں نے غدر کرایا تھا۔ اسپر وہ کلکتہ بھیج دیئے گئے پیرانہ سال شہزادہ غلام محمد کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں، جسکا چند سال ہوئے انتقال ہوا ہے۔ یہ شہزادہ اپنی مہمان نوازی اور رحمدلی میں شہرہ آفاق تھا۔ خاص خاص امرا اور ارکین کے محلوں پر گارد تعینات کر دیئے گئے تھے لیکن جب لوگوں دیکھا کہ ان کی جان و مال اور عزت و ناموس کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا ہے تو سب نے بخوشی اطاعت قبول کرلی

محل خاص کے خزانہ اور اسباب کی حفاظت کا بھی انتظام کیا گیا۔ لیکن غارتگروں کو خزانہ کا ایک چور دروازہ معلوم تھا اس کی راہ سے وہ بے شمار نقد و جواہرات نکال لے گئے جس کا جلد بند و بست کیا گیا اسپر بھی جو باقی رہا وہ بے تعداد تھا اس کی تفصیل یہ ہے۔

نقد مالیتی	جواہرات قیمتی	چھوٹی بڑی تو پیں
چار لاکھ اسی ہزار پونڈ	نو لاکھ	۹۲۹

کتب خانہ سے نہایت عجیب و غریب کتابیں برآمد ہوئیں۔ یہ قلمی کتابیں نادر الوجود تھیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

قرآن مجید	تفسیریں	کتب ظائف	کتب احادیث	الہیات
۴۴ جلد	۴۱ جلد	۵۳ جلد	۴۶ جلد	۴۷ جلد
تصوف	علم اخلاق	فقہ	علوم و فنون	فلسفہ
۵۶ جلد	۲۴ جلد	۹۵ جلد	۱۹ جلد	۵۴ جلد

نجوم	ریاضی	حکمت	تحقیق زبان	فرہنگ لغات
۲۰ جلد	۷ جلد	۶۲ جلد	۵۴ جلد	۲۹ جلد
نظم	ہندی اور دکھنی نظم	ہندی اور دکھنی انشا	ترکی نثر	قصص وحکایات
۱۹۰ جلد	۲۳ جلد	۴ جلد	۲ جلد	۱۸ جلد

ان کتب میں سے بعض کتابیں بیجاپور اور گول کنڈے کے بادشاہوں کی تھیں ایک نہایت ہی گراں بہا قران شریف ونڈسر کاسل کو بھیجدیا گیا۔ اور باقی جملہ کتب فورٹ ولیم کلکتہ کو روانہ کی گئیں۔

ایک گراں بہا تخت برآمد ہوا ایک مرصع ہودج نکلا عجیب وغریب جڑاؤ بندوقیں اور تلواریں دستیاب ہوئیں۔ نقرہ اور طلائی ظروف نکلے قیمتی قالین اور انوکھی وجہ کے چینی برتن ملے۔

یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ٹیپو سلطان کا جانشین اس کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا کیا جاتا جس سے مخالفت کا پھر ایک ذریعہ باقی رہتا اس لئے گورنر جنرل نے اس مسئلہ کو اسطرح حل کیا کہ سلطان کے ملک کا ایک حصہ تو جنھوں نے باہم تقسیم کر لیا گیا یعنے برٹش گورنمنٹ نے وہ ملک لیا جس کی آمدنی پانچ لاکھ سنتیس ہزار پیگوڈا[1] تھی اور اس میں سارا مغربی ساحل شامل تھا اور نظام کو بھی اسیقدر محاصل

نوٹ[1] - پیگوڈا ۱۶۳۶ء و ۱۶۵۸ء کے مابین ان سکوں کو کمپنی والوں نے ڈھلوایا تھا یہ چھ سکے مل کر قیمت میں ۷ اسٹار پیگوڈا کے برابر ہوتے ہیں پیگوڈا پرتگالی زبان کا لفظ ہے اس کے ایک رخ پر بتکدہ کی تصویر بنی ہوتی تھی۔

کا ملک دیا گیا اور دو لاکھ چونسٹھ ہزار پگوڈا کی آمدنی کا ملک مرہٹہ پیشوا کو دیا گیا۔
سلطان میسور کی بقیہ آمدنی تیرہ لاکھ چوہتر ہزار ایکسو ننچوڈا تھی اور یہ اسیقدر ملک تھا جتنا کہ اصل میسور کے راجہ کے تصرف میں اسوقت تھا جب کہ اس کو حیدر علی نے چھینا تھا۔ یہ ملک راجہ چام راج کے بیٹے کو بلا معاوضہ دیدیا گیا۔ اس لئے کہ چام راج کا ۱۷۹۶ء میں انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن راجہ سے سات لاکھ اسٹار پگوڈا کے خراج کا وعدہ لے لیا گیا اور اسکے دربار میں ایک برٹش رزیڈنٹ متعین کیا گیا کہ انتظام و ترتیب میں خلل واقع نہ ہو اور جزیرہ سرنگاپٹم ہمیشہ کے واسطے انگریزوں نے لے لیا

اس فیاضانہ کارروائی پر راجہ متوفی کی بیواؤں لچھمی بائی اور دیوجی بائی نے بہت بڑی شکر گذاری کا اظہار کیا کہ ان کا گیا ہوا ملک پھر ہاتھ آیا سلطان کے خاص خاص افسروں کو معقول وظیفے عنایت کئے گئے جس سے وہ نہایت شکر گزار ہوئے

سرنگاپٹم کے مشرقی کنارہ پر حیدر علی کا مقبرہ ہے جہاں اس کے نامور فرزند ٹیپو سلطان کا بھی مزار ہے اس مقبرہ کی کرسی بہت بلند ہے سامنے سے ایک سیدھی روش آتی ہے جسپر دو رویہ سرو صف بستہ کھڑے ہیں مقبرہ کے ہر چہار جانب سایہ دار برآمدے نکلے ہوئے ہیں داہنے ہاتھ کو ایک مسجد ہے عمارت چہار پہل ہے جسپر سنگ سیاہ کے ستونوں پر ایک گنبد قائم ہے یہ گنبد نہایت خوبصورت ہے باقی تمام عمارت ستھرے سنگ سفید کی بنی ہوئی ہے اور قابل دید نقاشیوں سے آراستہ ہے آبنوس کے کیواڑ چڑھے ہیں جن میں ہاتھی دانت جڑا ہوا ہے خاص دروازہ پر سرخ کارچوبی پردہ آویزان ہے۔

اند حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی قبریں ہیں۔
جن پر کشمیری گرانبہا دوشالے پڑے ہیں مورچھل اور بادشاہت کی دوسری علامتیں فرش پر رکھی ہوئی ہیں اور طاقچہ میں لوبان سلگتا رہتا ہے اس مقبرہ کے مصارف خزانہ سرکاری سے دیئے جاتے ہیں۔

دریائے کاویری کی بائیں شاخ کی جنوبی سمت کو لال باغ اور قلعہ کے پاس دریائے دولت آباد واقع ہے یہ باغ ٹیپو سلطان کو بہت عزیز تھا۔

سرنگاپٹم کا پرانا قلعہ اسی حالت میں جیسا وہ دو سو برس ہوئے تھا اب بھی۔ موجود ہے قلعہ کے اندر وہ پھاٹک اب تک موجود ہے جہاں سلطان مقتول ہوا تھا۔ سرنگاپٹم کا بلند وشنو کا مندر مسلمان غاصب بادشاہ کے ایوان کو اب بھی گھور کر دیکھ رہا ہے :۔

سلطان کا ایوان کچھ تو منہدم ہو گیا اور باقی ایوان کے حصہ میں صندل کی لکڑی کا گودام ہے۔

ٹیپو سلطان کے صفات۔ عادات۔ حکومت مذہبی جوش۔ ظلم کی نسبت لیون بی بورنگ صاحب کے نوٹس

لیون بی بورنگ صاحب نے سب سے آخری باب ۱۴ میں ان کو بیان کیا ہے اس اقتباس عام دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ٹیپو سلطان بڑا بہادر بڑا شہسوار اور بڑا قادر انداز تھا مگر فن حرب میں حیدر علی

کا ہمپایہ نہ تھا تاہم بہت سے معرکوں میں سلطان نے بہت بڑی حربی لیاقت کا اظہار کیا کرنل پر یتھ ویٹ پر فتح پانا بھی ایک خاص مثال ہے ۱۷۸۶ء میں مرہٹوں کے مقابلہ میں اس کی صف آرائیاں اور جنرل میڈوز کے مقابلہ میں اس کی معرکہ آرائیاں پھر جنوبی ارکاٹ میں اسکے دہاوے محتاج بیان نہیں۔

۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کر لیا تھا۔ اور وہ اپنے تئیں "حضور پُر نور" یا "ابدولت" کے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا۔ اس کی فوج لشکر مجاہدین کہلاتی تھی اور وہ اپنی بادشاہت کو "دولت خداداد" یا سلطنت حیدری کے نام سے منسوب کرتا تھا اس کے غرور کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس نے مغل شاہنشاہ کے ہوتے ہوئے اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا تھا۔

ٹیپو سلطان کو جدت و اختراع کا خاص شوق تھا کئی شہروں کے نام بدل ڈالے تھے مقررہ دستوروں میں بھی تبدیلیاں کر دی تھیں اسکے من موجی اختراعات اس کی متلون مزاجی ظاہر کرتے ہیں اس نے اپنے صوبوں کے نام بھی بدل دیئے تھے مثلاً سواحل کے اضلاع کو وہ "صوبجات یم" کہتا تھا اور ملنا کو "ترن صوبہ" اور میدانی ملک کو "صوبہ غبرا" سے موسوم کیا تھا۔ گز میں بھی ترمیم کی گئی تھی یعنے ۴۸ انگشت کا گز مقرر ہوا تھا کیونکہ کلمہ طیبہ میں ۴۸ حرف ہیں اور ان گزوں کے اعتبار سے کوس دو میل کی جگہ پونے تین میل کا ہو گیا تھا اگر اس کوس کو ہرکارے ۴۴ منٹ میں طے نہ کرتے تو کوڑوں پٹتے تھے۔

وزن اور پیمانوں کے نام بھی تبدیل کر دیئے تھے لیکن اوقات کے اندازہ

کرنے میں جو تبدیلی کی گئی وہ حیرت انگیز تھی ہندوستانی ساٹھ برس کا ایک جگ ہوتا ہے اور ہر سال کا نام بھی جدا ہوتا ہے۔ جس سے تاریخوں کا سلجھنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے سلطان نے ایک جدید تقویم تیار کرائی تھی۔ اور سال کے نام جدا جدا رکھے تھے اسی طرح قمری مہینوں کے نام علیحدہ تصنیف کئے تھے اس نئی ترمیم کے موافق ایک سال ۳۵۴ روز کا رکھا گیا تھا اور ۱۷۸۴ء سے سلطان کے مراسلات اسی نئی ترتیب کے موافق لکھے جاتے تھے۔

سلطان بہت بڑا منشی تھا سلطان خفیف سے خفیف معاملے میں بھی پوری توجہ ظاہر کرتا تھا۔ علوم و فنون۔ طب۔ تجارت۔ معاملات مذہبی تعمیر فوجی محکمات اور بے شمار دوسرے امور پر سلطان یکساں مہارت سے قطعی رائے دیتا۔ لیکن در اصل اس کو ہر فن میں مہارت ہونے کا دعوے زبانی تھا واقعی ہر فن سے مہارت مشہور پادری آر ج بشپ اہپ سے لن کو تھی جس کا ۱۲۰۳ء میں انتقال ہوا وہ وزارت کا کام کر سکتا تھا سپہ سالار میں طاق تھا امیر البحر تھا اور سب قسم کے علوم میں ماہر تھا۔

سلطان نے اپنی زبان فارسی کی پوری تکمیل کی تھی اور اپنے دستخط ظفر میں کرتا تھا وہ ہمیشہ خط و کتابت میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے پاس مکمل تفریح کے لئے وقت نہ تھا سلطان کے مراسلات بڑے قاعدہ کے ساتھ رجسٹر میں درج ہوتے تھے۔

ٹیپو سلطان نے ایک نیا سکہ رائج کیا تھا جس کے چہرہ والے رُخ پر دین محمدی کا اعلان اور دوسرے رُخ پر یہ فقرہ کندہ تھا۔ "دست سلطان عادل" یہ سکہ سرنگاپٹم میں سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں ڈھالا گیا تھا۔ اس میں سن کی جگہ یہ سن کندہ ہے۔ ۳ بہاری سنہ جالوسنہ جلوس ۳۔

ٹیپو سلطان نے ایک حربی مجموعہ تیار کرایا تھا۔ اس کا نام فتوحات غازیاں رکھا تھا۔ اس کتاب میں اٹھارہ باب تھے۔ ورزشوں اور فوجی کرتبوں کے متعلق اس میں ہدایت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا۔ وہ فرائض جو ہر ایک افسر کے متعلق تھے۔ اس کتاب میں تصریح کے ساتھ درج تھے۔ وہ تدبیریں اور طریقے لکھے گئے تھے۔ کہ شبخون کس طرح مارا جائے۔ اس زمین پر جو جنگل سے ڈھکی ہو۔ یا صاف میدان ہو کس طرح جنگ کرنا چاہیئے۔ اس کتاب میں محافظت کے طریقے رخصت کے قواعد سپاہیوں کی غداری کی دفعات اور اسی طرح دوسرے سب ضروری امور درج کر دیئے گئے تھے۔

سلطان نے ۱۷۹۳ء میں ایک اعلان شائع کیا تھا جس کے موافق پیدل فوج پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ ان کے ۲۷ قشون تھے ہر قشون میں ۱۳۹۲ سپاہی ہوتے تھے۔ ان میں سے ۱۰۵۶ بندوقچی ہوتے تھے۔ افسروں کا مناسب سررشتہ تھا۔ ہر قشون کے متعلق بان اندازوں کی ایک جماعت ہوتی تھی جسے جوق کہتے تھے اور ہر قشون کے ساتھ دو توپیں لازمی تھیں۔

سواروں کی فوج تین محکموں میں تقسیم تھی۔ اول باقاعدہ رسالے دوسرے سلحدار۔ سلحداروں کے گھوڑے سرکار سے نہ ملتے تھے۔ بلکہ ان کو خود مہیا کرنا ہوتے تھے۔ تیسرے قزاق یعنے غارتگر سوار ہوتے تھے۔ ان ہر سہ مدارج کے سواروں میں پہلے درجہ کے سواروں کو سوار ان عسکری لکھا جاتا تھا ان کی تین کچہریاں اور ہر کچہری میں چھ موکب تھے۔ سلحداروں کی تعداد ۶ ہزار تھی اور قزاق سوار آٹھ ہزار تھے۔

ٹیپو سلطان کی دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی تھی۔ اس کے متعلق اس کا اعلان جو صرف کاغذ پر رہا اور تعمیل کی نوبت نہ پہنچی اس کی اولوالعزمی ظاہر کرتا ہے۔ اس نے ۱۷۹۶ء میں امیرالبحروں کی ایک جماعت قائم کی جس میں گیارہ ارکین تھے۔ ان ارکین کا لقب میر یم رکھا گیا تھا۔ ان ارکین کے ماتحت ۳۰ امیرالبحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے۔ ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز ... اور سات سات جہاز سدا شیوگڑھ میں متعین رہنے کو تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے۔ درجہ اول و درجہ دوم۔ درجہ اول کے ہر جہاز پر ۷۲ توپیں چڑھنے کا حکم تھا۔ اور درجہ دوم کے جہاز پہ ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز ہوئی تھی یہ توپیں تین مختلف اقسام کی تھیں۔ زیادہ چھوٹے جہازوں پہ ۴۶ توپوں کا انتظام تھا۔ سلطان نے ان امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے بھیجے تھے کہ اس طور کے جہاز تیار کئے جائیں اور جہازوں کے پیندوں کے واسطے ہدایت کی گئی تھی کہ

تلنے کے پیندے لگائے جائیں۔ اور جہازوں کے لئے لکڑی کا جنگل بھی نامزد کر دیا گیا تھا۔ اور سب مدارج کے افسروں کی تنخواہوں کی بھی صراحت کر دی تھی لیکن اس زبردست تجویز کے پورا ہونے سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

ٹیپو سلطان کی پابندئ اسلام کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنی تمام قلمرو میں شراب کے فروخت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ فرانسیسی کیمپ کے سوائے کہیں شراب نہ ملتی تھی۔

۱۷۸۶ء میں سلطان نے ایک عجیب اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان جملہ مومنین کے نام تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ وہ ملحدین کے ممالک کو چھوڑ دیں اور سلطنت خدا داد میں آکر پناہ لیں۔

ما بدولت کا عزم ہے کہ یہ رذیل کفار جنہوں نے مذہب اسلام کی توہین کر رکھی ہے یا تو مشرف باسلام ہوں یا جزیہ دیں۔

نوٹ: ٹیپو سلطان نے اپنے تمام ملک میں کشید اور فروخت شراب کی ممانعت کر دی تھی اور بہت سختی سے اس کی نگرانی اور تعمیل ہوتی تھی۔ اور تمام ملک سے تہوہ اور کھجور کے درخت کٹوا ڈالے گئے تھے۔ اس سے سلطان کو ایک کروڑ روپیہ سال کی آمدنی کا نقصان تھا۔ لیکن اس نے اس کو برداشت کیا اور اس نقصان کی کچھ پرواہ نہ کی

راجگان ہند کے اس بودے پن سے اس سرکش قوم انگریز نے مسلمانوں کو ذلیل اور کمزور کر ڈالا ہے ۔ اور اس قوم نے مسلمانوں کے ممالک کو تاراج کر دیا ہے ۔ ما بدولت کا قصد ہے کہ اس قوم کے مقابلہ میں جہاد کیا جائے ۔
یہ زہر آلود سلسلۂ شکایات پہلے تو سلطان کے صوبوں تک محدود رہا ۔ لیکن بعد کو نظام کے ملک میں بھی مشتہر ہو گیا ۔ تاکہ سچے مسلمان سلطان کے جھنڈے کے نیچے شریک ہو جائیں ۔ اور انگریزوں کی بیخ و بن کھود کر پھینک دینے میں اس کے معین ہوں ۔

ٹیپو سلطان اپنے اصلی خیالات کو پوشیدہ کرنے کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا تھا ۔ اسی کے ساتھ وہ انگریزوں سے دوستانہ خط و کتابت کرتا تھا اور جو عہد کر لیتا تھا اس کو پورا کرتا تھا ۔

سلطان زمانہ سازی اور چالاکی میں بھی بڑا استاد تھا ۔ مثلاً جس زمانہ میں اس کی فوجوں نے نرگونڈہ کو گھیر لیا ۔ تو اس نے اپنے کمانڈر برہان الدین کو لکھا تھا کہ وہ زمانہ سازی اور چالاکی سے کام لے ۔ اور محصورین کو ایک پُرفریب ذریعے ایسی ترغیب دے کہ وہ قلعہ حوالہ کر دیں

کورگ والوں کو سلطان نے لکھا کہ اب ساتویں مرتبہ تم نے پھر گورنمنٹ سے نمک حرامی کی اور سرکاری فوجوں کو لوٹا ۔ اب میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ

اگر بار دگر تم نے نمک حرامی کی تو میں تم سے کسی کو نہ ستاؤنگا نہ بُرا کہوں گا بلکہ مسلمان کر ڈالوں گا۔ اور کسی دوسرے ملک میں بھیج دونگا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلطان نے اپنے پیچھے بارہ بیٹے چھوڑے لیکن وہ اپنے باپ کی طرح عورتوں کا کسی طرح سے والہ و شیدا نہ تھا۔ اور سوائے سلطان کی ماں کے سلطان پر کبھی کسی عورت کا دباؤ نہیں ہوُا۔

سلطان کے ملکی انتظام کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا جس سے دارالسلطنت میں رہنے کا بہت کم اتفاق ہوا اس لئے کل نظام ماتحتوں کے ہاتھوں میں تھا۔ باقاعدہ عدالتوں میں قانون کا نفاذ کم تھا ہر ایک عامل اپنی مرضی کے موافق کام کرتا تھا۔

سلطان کو صیغہ جاسوسی سے خاص دلچسپی تھی اس کو اپنے خاص خاص افسروں اور سرداروں پر بھی بھروسہ نہ تھا اور یہ معلوم کرنے کیلئے کہ ہر امیر کے گھر پر کیا ہو رہا ہے سلطان نے پولیس کے ذریعہ سے سرنگا پٹم اور گنجام میں جو شہر سے ملحق تھا بازاروں اور ان کی ڈیوڑھیوں پر جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔

اپنے آخری زمانہ میں سلطان نے انتظام سلطنت کیطرف سے توجہ کم

کر دی تھی نئے نئے مشیر و مصاحب دخیل ہو گئے تھے۔ اور خود سلطان نماز وظائف تسبیح اور تلاوت قرآن شریف میں مصروف رہتا تھا۔

سلطان کی سخت مزاجی کے بہتیرے ثبوت موجود ہیں۔ وہ نرگونڈا کے محاصرہ کے متعلق ایک خط میں لکھا ہے۔ کہ

اگر اسی امر پر مجبوری ہو کہ قلعہ پر حملہ کیا جائے تو ایسی حالت میں قلعہ کے اندر کا کوئی جاندار یعنے مرد عورت بوڑھے۔ جوان۔ بچے کتے۔ بلیاں۔ اور جو کچھ ہو۔ زندہ نہ چھوڑا جائے۔ ہاں کال پنڈت کی جان بخشی کی جائے۔

ایک اور خط میں سلطان نے گورک کے ایک افسر کے نام لکھا ہے۔ کہ:
تم گورک کے لوگوں پر ایک عام حملہ کرو اور سب کو تہ تیغ کر ڈالو اور مقتولوں اور اسیروں کو مع زن و بچہ کے مسلمان کر لو۔

اس کے بعد کنارا میں سوپا کے بلوہ کے متعلق سلطان نے بدر الزمان خان کو لکھا کہ:۔

دس سال ہوئے اس ضلع کے درختوں میں ۵ ا ہزار آدمی لٹکا کر پھانسی دیئے گئے تھے اسوقت سے یہ درخت اور زیادہ ادمیوں کا انتظار کر

نوٹ:۔ ہم نے مسٹر بورنگ صاحب کی نقل کے موافق نقل کر دی لیکن یہ عجیب عبارت ہے کہ مقتولوں کو مسلمان کر لو۔ سلطان ایسا نادان منشی نہ تھا۔ جو ایسا لکھتا پس ہم اس عبارت کو عبارت الزامی نہیں مان سکتے۔

رہے ہیں لہٰذا اس بلوہ کے سرغناؤں کو انہیں درختوں میں لٹکا کر پھانسی دیدو وغیرہ وغیرہ

سلطان کے انتقام طلب مزاج کو دیکھ کر طبعیت میں ایک غصہ تو پیدا ہی ہوتا ہے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان قیدیوں کی کیا بری گت بنائی جاتی تھی جو سلطان کے ہاتھ میں اسیر ہو جاتے تھے تو اس غصہ میں اور زیادتی پیدا ہو جاتی ہے سلطان اپنے قیدیوں کے سر قلم کر دا دینے اور ان کو پھانسی دے دینے میں کچھ پس و پیش نہ کرتا تھا۔ انگریزی قیدی اس کے تیر انتقام کا زیادہ نشانہ بنائے جاتے تھے جنرل میتھوز جیسے اعلےٰ افسر اس کے ہاتھ سے نہ بچے سلطان بنگلور کے صلحنامہ کے بعد بھی انگریز قیدیوں کو رہا نہ کیا ان میں سے بہت سے حسین کہبر و لڑکوں کے ختنے کر وا ڈالے اور ان لڑکیوں سے جو اضلاع کارومنڈل سے پکڑی آئی تھیں بے امتیاز شادی کردی پھر یہ نوجوان یا تو فوج میں بھرتی کر دیئے گئے یا سلطان کی تفریح کے لئے ان کو ناچنا گانا سکھایا گیا م۔

ہر چند سلطان بہت سخت سزائیں دینے کا خوگر تھا۔ لیکن یہ بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا۔ مجرموں کو نہایت سخت سزائیں دی

نوٹ م۔ افسوس کس قدر جھوٹا الزام ہے۔ سلطان کو ناچ وگانا کا ایسا شوق ہی نہ تھا جو وہ ناچ گانے کی تعلیم پسند کرتا۔

جاتی تھیں سولی کا رواج بھی پھر سے جاری ہو گیا تھا۔ جو سلطان سے پہلے راجاؤں میں جاری تھا۔ سازش کرنے والے قفس میں قید کئے جاتے تھے۔ بعض مجرموں کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ دیتے تھے۔ ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا۔ یہ مجرم پیچھے گھسٹتا جاتا تھا۔ اور بڑی اذیت سے جان نکلتی تھی۔ بعض مجرموں کو بے رحمی سے شیر کی غار میں ڈال دیتے تھے۔ ان کو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا۔ ناک کان کاٹ ڈالنا یہ تو ایک معمولی بات تھی۔

سلطان کی ناک خمدار۔ آنکھیں پرآب اور بڑی تھیں۔ گردن چھوٹی لیکن فربہ تھی۔ اور جسم بھی دُہرا تھا۔ سلطان ڈاڑھی منڈایا کرتا تھا لیکن وہ اپنے باپ کی طرح چار ابرو کا صفایا نہ کراتا تھا سلطان ایسا کامل الحیا تھا۔ کہ سوائے اسکے پیر اور گٹوں اور کلائیوں کے اس کے جسم کو کبھی کسی نے برہنہ نہیں دیکھا حمام میں بھی وہ اپنے تمام جسم کو ہمیشہ چھپائے رکھتا تھا

حیدر علی کے خلاف ایک پکے دیندار مسلمان کی طرح سلطان بالکل سادہ اور شرعی لباس پہنتا تھا۔ اور یہی قاعدہ اپنے ماتحتوں کے لئے جاری کر رکھا تھا۔ لیکن سفر میں جاتا تو زردوزی کوٹ پہنتا۔ جس پر شیر کی کھال کی سی دھاریاں پڑی ہوتیں سلطان اپنی دستار پر اور اپنی ٹھوڈی کے نیچے سفید رومال بلند رہے رہتا اور اپنے آخری ایام میں سبز رنگ کی دستار استعمال کرتا تھا اس سے پہلے گلنار ہوتی تھی۔

سلطان کو شیروں کے ساتھ خاص مناسبت تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ کو دو دن کے لئے شیر کی زندگی پسند ہے۔ لیکن دو برس کے لئے بھیڑ کی زندگی پسند نہیں سلطان کے سپاہیوں کی وردیوں میں بھی شیر کی کھال کی طرح دھاریاں پڑی ہوتی تھیں۔ اور توپوں اور دوسرے سامان پر بھی شیر کی تصویر بنی ہوتی تھی سلطان کے محل کے سامنے کٹہروں میں شیر بند رہا کرتے تھے۔

سلطان کے تمام ہتھیاروں پر اسد اللہ الغالب کندہ یا لکھا ہوتا تھا۔

سلطان کے تخت کو پورے قد کے طلائی شیر کے سر سے زینت تھی تخت کے نیچے کی ابھری ہوئی کور تک چاندی کی سیڑھیاں بنی تھیں۔ پھر دو شیروں کے مرصع طلائی سر بنے ہوتے تھے اور اوپر ایک ہما معلق تھا جس کے خوشنما پروں پر ہیرے لعل اور زمرد جڑے ہوئے تھے یہ ہما سلطان پر سایہ فگن رہتا تھا۔ سلطان کا یہ شاہی تخت ہنوز ونڈسر کیسل میں محفوظ ہے۔ سلطان کی دوسری یادگاروں میں اس کے خیمے کا ایک حصہ چاندی کی چوبین ہاتھی دانت کی کرسیاں ہاتھیوں اور گھوڑوں کے زیور ایک پالکی دو مرصع توپیں انواع واقسام کے اسلحہ ہیں۔ ان میں ایک شمشیر اور سپر بھی شامل ہے جو محاصرہ میں اس کے جسم پر پائی گئی تھیں۔

ونڈسر کیسل کے کتبخانہ میں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھی موجود ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب کا تھا اور سلطان ٹیپو کے خزانہ میں دستیاب ہوا۔ یہ قرآن شریف

تو ہزار روپیہ کا قیمتی کہا گیا ہے۔ اور نہایت ہی نفیس خط نسخ میں لکھا ہوا نہایت ہی اعلےٰ نقش و نگار سے مزین ہے۔

سرنگاپٹم کے پہلے محاصرہ کے بعد سے سلطان نے ٹاٹ پر سونا شروع کر دیا تھا۔ پلنگ پر سونا چھوڑ دیا تھا۔ اور تناول طعام کے وقت کوئی مذہبی کتاب پڑھوا کر سنا کرتا تھا۔

سلطان کی زبان سے کبھی فحش کلمہ نہیں نکلتا تھا۔ وہ اکثر اخلاقی علمی حربی تجارتی یا ایسے ہی مضمون پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ اس کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے عاقلانہ مقولے بڑے تعظیم سے سنے جاتے تھے۔

اپنے افسروں پر سلطان کو بہت کم اعتبار تھا۔ صرف ایک برہمن پورنیا[1] اس کی تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا اور میر محمد صادق وزیر خزانہ اس کا رفیق تھا۔ سلطان کا سب سے زیادہ معتمد سپہ سالار برہان الدین تھا۔ جس کی ہمشیرہ سلطان کو منسوب تھی وہ ۱۷۹۰ء میں سیتا منگلم کے معرکہ میں مارا گیا سلطان کا ماموں رضا علی خاں تھا۔ اور اس کا بیٹا قمر الدین خان بھی سپہ سالاری کا کام

---

[1] انگریزوں نے اسی پورنیا کو راجہ میسور کا دیوان بنایا اور محمد صادق کو اس کی شہرت سازش و نمک حرامی پر ایک سپاہی نے قتل کر دیا۔ اب تک اس کی قبر پر تھوکا جاتا ہے۔

کرتا تھا۔ لیکن اسپر بھی سلطان کو بھروسہ نہ تھا۔ اپنے لائق ترین ملازموں اور افسروں پر سلطان کی بے اعتباری روز بروز بڑھتی گئی اسیوجہ سے اسکو دہوکہ اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

سلطان کی فوجوں نے باوجودیکہ اس کی ترتیب قواعد اور مشاہرے میں کثرت سے تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں سلطان سے کبھی بیوفائی نہیں کی۔

سلطان مذہب اور تعصب کے اعتبار سے محمود غزنوی۔ نادر شاہ۔ علاؤ الدین پٹھان بادشاہ دہلی کا ہمپایہ تھا۔ ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ اسی واسطے مشہور ہے کہ اس کے حکم سے بے شمار کافر قتل کئے گئے۔ باوجود ان شدتوں کے سلطان کا نام اس کے مذہبی جوش کی وجہ سے جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑی عزت کے ساتھ مدتوں تک یادگار رہا اور اب بھی اس کے مقبرہ پر مسلمان لوگ جمع ہوتے اور نصرت اسلام کی دعا مانگتے ہیں۔ اور اسپر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

سرنگاپٹم میں سلطان کی قبر کے کتبوں سے حروف ابجد کی ترکیب سے اس کا سنہ وفات معلوم ہوتا ہے کہ حیدری سلطان مذہب کے لئے شہید ہوا دہ فقرے حسب ذیل ہیں۔

"نسل حیدر شہید اکبر شد" "ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد شمشیر گم شد۔ ان سب سے ۱۲۱۳ سنہ ہجری مطابق ۱۷۹۹ء کے برآمد ہوتے

ہیں یہ تاریخیں میر حسین علی کی نتیجہ فکر ہیں اور عبدالقادر کے قلم سے لکھی گئی ہیں

مقبرہ سلطانی کے گنبد ہیں جس میں ذراسی بھی آواز سے آواز بازگشت پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص جاکر کھڑا ہوتا ہے تو کم سے کم ایک لمحے کے لیے تو اس خیال سے تشفی ہو ہی جاتی ہے کہ یہ سلطان اگرچہ غاصب اور ظالم تھا تاہم سپاہیانہ موت مرا ہے۔ فقط

ٹیپو سلطان کا اجمالی حال مہد سے لحد تک

(حسب تحریر حملات حیدری)

ٹیپو سلطان ۲۲ ذالحجہ ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۱۷۴۹ء نواب میر معین الدین خاں بہادر کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا نواب حیدر علیخان نے اس کی پیدائش کی خوشی اور جشن مسرت میں غیر معمولی اہتمام کیا۔ ٹیپو مستان نام درویش کے کہنے سے ٹیپو سلطان نام رکھا گیا۔

نواب حیدر علیخاں نے ہر علم کے عالم اور ہر فن کے کامل اور ہنر مند لوگ اس کی اعلٰے تعلیم و تربیت کے لئے جمع کر دیئے۔ سلطان نے عربی اور فارسی میں معقول مہارت پیدا کی اور ورزش سپہ گری بانک۔ بنوٹ۔ لکڑی۔ تیغ زنی۔ تیر فگنی۔ نیزہ بازی۔ تفنگ اندازی۔ کشتی کے داؤں پیچ۔ تیراکی شہسواری میں لاثانی مشق بہم پہنچائی یہ سب مدارج پندرہ سولہ برس کی عمر میں طے کر

لئے پھر انگریزی قواعد اور فنون جنگ انگریز اور فرنچ استادوں سے حاصل کیا اور اپنے باپ کے ساتھ رہ کر جنگ کے ہر موقع و محل کا اندازہ کرتا رہا پھر خود ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا اور عملی طور سے جنگ کے نشیب و فراز معلوم کئے اور تاخت شبخون محاصرہ وغیرہ کے اصول کو ذہن نشین کرتا گیا انیس برس کی عمر میں وہ ایک بڑا سپاہی اور جنرل اور لائق منشی بن گیا چنانچہ پہلی مرتبہ انیس برس کی عمر میں اسنے اپنی بہادری کا یہ جوہر دکھلایا۔ کہ ۱۷۷۱ء اور ۱۷۸۰ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کرناٹک کی لوٹ مار میں تھے سلطان نے مدراس کو زیر و زبر کر ڈالا۔
۱۷۸۰ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کی فوجیں کرناٹک پر آ پڑی تھیں ٹیپو سلطان نے بارہ ہزار سوار جرار اور چھ ہزار پیادہ مع توپخانہ آتشبار لے کر شمالی سرکاروں کے محالات پر پیش قدمی کی جبکہ اس کے ماموں میر علی رضا خاں آٹھ ہزار نوجوانوں کے ساتھ اس سے جا ملے اور ٹیپو سلطان پربا پالم کی نواحیں کرنل بیلی کی فوج کو زبردست شکست دی اور بہت سخت محاربہ و مقابلہ کے بعد انگریزی لشکر کو تباہ کر ڈالا اور اس کا تمام سامان چھین لیا اور اس کا میگزین سلطانی توپ کے گولہ سے اڑ گیا۔ اور باقیماندہ انگریز افسروں اور گورہ سپاہیوں وغیرہ کو قید کر لیا۔ جس پر اس کے باپ نے اس کو شاباش دی کہ بہادر بیٹے ایسے نامور جنرل اور کارآزمودہ فوج کے مقابلہ میں کیسی اعلیٰ قابلیت ظاہر کی ہے پھر جن دنوں میں نواب حیدر علیخاں نے ارکاٹ کا محاصرہ کیا وہاں بھی سلطان نے اپنی اعلیٰ ہوشیاری اور بہادری کا ثبوت دیا:-
ازاں بعد بذات خاص دیلور، چنگلی پیٹ وانڈیواش کے محاصرہ کرنے

میں مصروف رہا اور ۱۷۸۱ء میں جب نواب حیدر علیخاں ترچناپلی پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ٹیپو سلطان کو واسطے محاصرہ ویلور و وانڈیواش کے پیچھے چھوڑ گئے تھے مگر جب جنرل سرائری کوٹ صاحب بہادر کی پیشقدمی کی خبریں آئیں تو اس مہم کو جوں کا توں چھوڑ کر باپ بیٹے دونوں مل کر اس کی مدافعت میں سرگرم ہوئے ازاں بعد ٹیپو سلطان نے ۱۸ فروری ۱۷۸۲ء کو کولیرن ندی کے کنارے کرنل برتھ ویٹ کو مع اس کی زبردست فوج کے شکست فاش دی اور اکثر افسروں اور انگریزوں کو قید کر کے سرنگاپٹم بھیجدیا اس روئداد کے بعد انگریزوں نے مرہٹوں کو گانٹھا اور ایک بڑی فوج کرنل ہمبرٹن کے ساتھ بمبئی سے دریا کی راہ سے ملیبار پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجی گئی اور کرنل مذکور نے کلیکوٹ میں اتر کر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے فتح کر لیا پھر ملیبار کے درمیان ملکوں کی تسخیر پر پاؤں پھیلائے ٹیپو سلطان کرنل کی اس کارروائی سے مطلع ہو کر یلغار مارتا ہوا۔ انگریزی فوج پر آپڑا۔ تب کرنل ہمبرٹن نے وہاں کا رہنا مناسب نہ جان کر کوچ کر دیا۔ سلطان کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے اس کی فوجیں دریا کے ساحل اور انگریزی لشکر کے مابین حائل رہیں لیکن کرنل ہمبرٹن کی ہوشیاری سے یہ مقصود پورا نہ ہوا اور کرنل موصوف راستہ کاٹ کر ۲۰ نومبر کو پانیاری میں داخل ہو گیا۔

یہ مقام کیلکوٹ سے چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے شور کے کنارے واقع ہے اور یہاں کا قلعہ ایک بڑی ندی کے دہانے پر بنا ہوا ہے اس مقام پر کرنل مکلوڈ بھی اس سے آملا اور اس نے جھٹ پٹ دریا کے

کنارے دمدمے بناکر اپنی حالت درست کرلی اور دو جہازوں کو حکم دیا کہ تم کنارے کے سامنے رہ کر اپنی توپوں سے گولہ باری کرتے رہو۔

اس کے مقابلہ میں سلطان کی فوجوں نے بڑی بہادری ظاہر کی۔ لیکن کوئی کام بنتا ہوا معلوم نہ ہوا تب سلطان نے اپنے پیادوں کی تین ٹولیاں بنائیں ایک ٹولی جنرل موشیر لالی کے سپرد ہوئی لیکن وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی اور اس ٹولی کے دو سو جوان کھیت رہے اسی سلطان دوسری تدبیرات میں مصروف تھا اس میں نواب حیدر علیخاں کے کیمپ کے سانڈنی سوار نے یہ خبر پہنچائی کہ نواب حیدر علیخاں کا انتقال ہوگیا۔ آپ تشریف لے چلیں یہ خبر پاتے ہی ٹیپو سلطان مع اپنی فوج کے وہاں سے روانہ ہوگیا اور ۲۰ دسمبر سنہ ۱۷۸۲ء میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور بعد ادائے رسوم ارکاٹ کی جانب متوجہ ہوا لیکن جنرل میتھوس کی فتحوں کی خبریں سنکر جو بڈنور اور ساحل ملیبار کے آس پاس ہوئیں سلطان نے اپنی فوجوں سے ارکاٹ کو بالکل خالی کر دیا۔ اور تمام فوجوں کے ساتھ بڈنور کی جانب روانہ ہوا ۔ اور شروع اپریل سنہ ۱۷۸۳ء میں وہاں پہنچ گیا۔ یہاں جنرل میتھوس سے غلطی ہوئی کہ اس نے اپنے لئے کوئی دوسرا مسکن تجویز نہ کیا۔ جس سے اس کو اس قلعہ میں قلعہ بند ہونا پڑا۔ اور سلطان نے محاصرہ کر لیا۔

جنرل میتھوس صرف چھ سو فرنگی اور دو ہزار جوان ہندوستانی سے فوج کثیر کا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر میں اس کو وہاں سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصار میں جاکر قلعہ بند ہوگیا۔ یہاں سلطان نے محاصرہ کرکے قلعہ والوں پر

آمد و رفت کی راہ بند کر دی سترہ روز بعد قلعہ والے اپنے اسیر ہونے پر مجبور ہوئے اور یہ شرط ٹھیری کہ اپنے ہتھیاروں کو وہیں چھوڑ دیں اپنا خانگی اسباب لے کر قلعہ سے باہر ہو جائیں اور قریب تر ساحل سے جہاز پر سوار ہو کر بمبئی چلے جائیں۔ ۲۸۔ اپریل ۱۷۸۳ء کو اس سپاہ محصور نے قلعہ بڈنور سے بے ہتھیار نکل کر ایک میل کے فاصلہ پر مقام کیا۔ سلطان کی فوج اس کے پاس متعین رہی دوسرے روز جنرل کو طلب کیا گیا۔ جب وہ سامنے آیا تو قید کر لیا گیا اور وہ اثناء قید میں مر گیا۔ اور سلطان نے دوسرے اسیران انگریزی کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جس سے اس کی سختی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ ان باتوں کا انتقام تھا جو انگریزی فوجوں نے نواح ملیبار وغیرہ میں سلطانی فوج و رعایا کے ساتھ لوٹ مار اور قتل و ہلاکت کا برتاؤ کیا تھا۔ قصہ مختصر بڈنور فتح کرنے کے بعد سلطان نے مع فوج قاہرہ منگلور کی طرف کوچ کیا چونکہ یہ ممالک محروسہ کے نامی بندروں میں سے تھا اس لئے اس کا لے لینا سب پر مقدم تھا۔ یہاں میجر کیمبل کی سرکردگی میں بیالیسواں رسالہ اور ہندوستانی سپاہیوں کی کئی پلٹنیں متعین تھیں سلطان نے اس قلعہ کو سر کرنے کے لئے فرانسیسی فوج مقرر کی وہ بڑی بہادری سے کام کر رہی تھی اس میں یہ خبر آئی کہ ولایت میں فیمابین انگریزوں اور فرانسیسوں کے صلح ہو گئی اس خبر کے آتے ہی فرانسیسوں نے سلطان کی طرف سے انگریزوں کے ساتھ لڑائی بند کر دی تب سلطان کو اپنی دیسی سپاہ سے کام لینا پڑا، اور محاصرہ کے کام میں زیادہ سختی کی گئی چاروں طرف سے راہیں مسدود کی گئیں جس سے انگریزی فوج کو مہمات کی تکلیف پہنچنے

لگی۔ قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح ہو جائے اتنے میں جنرل میکلوڈ بہت بڑی جمعیت اور ہر طرح کا سامان لے کر بمبئی سے براہ دریا وہاں پہنچ گیا اور صلح کا پیغام دیا جسکو سلطان نے قبول کر لیا۔ ۱۱ مارچ ۱۷۸۴ء کو فیما بین سلطان اور گورنمنٹ مدراس کے صلحنامہ لکھا گیا۔ اس شرط پر کہ جانبین کے اسیر چھوڑ دیئے جائیں اور جنگ کے ذریعہ سے جانبین نے جن محالات پر قبضہ کر لیا ہے وہ اٹھا لیا جائے چنانچہ انگریزوں نے منگلور اونور اور دوسرے قلعے جو ان کے قبضے میں آ گئے تھے خالی کر دیئے۔

انگریزوں کی مصالحت کے بعد سلطان نے مرہٹوں سے گذشتہ تاخت تاراج کا بدلہ لینا چاہا اور چونکہ نواب عبدالحکیم خاں حاکم شانور جس کی لڑکی سے نواب حیدر علیخاں نے اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کی شادی کر دی تھی۔ باوصف اس رشتہ داری سے مرہٹوں سے جا ملا تھا۔ اس لئے ٹیپو سلطان نے اس کے علاقہ کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور شانور سے حملہ کر کے دہارواڑ اور بادامی دونوں قلعے لے لئے جو مرہٹوں کے پاس تھے ان دونوں کے مسخر ہونے سے سلطان کا ملک دکن کے ان محالوں تک جو مرہٹوں کے دخل اور کپھوریا اور کرشنا ندی کے بیچ میں تھے فراخ ہو گیا۔

سلطان کی ان فتوحات سے پونا والوں نے متاثر ہو کر سلطان کے پاس ایلچی بھیجے اور ۱۷۸۴ء کے آخر میں باہم میل ملاپ کے عہد و پیمان مضبوط ہوئے مگر پونا والوں نے اپنی دوستی کے حق کا لحاظ کر کے سلطان سے یہ درخواست کی کہ شانور نواب عبدالحکیم خاں کو واپس دے دیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے یہ

درخواست منظور کر کے شانور واپس دے دیا۔

پھر سلطان نے اطمینان سے سرینگا پٹن کو مراجعت فرمائی۔ اور اپنے ملک کے انتظام میں مصروف رہا۔

زاں بعد ۱۷۸۵ء میں خطہ ادہونی کو جو نواب نظام علیخاں کے بھتیجے نواب مہابت جنگ بہادر کی جاگیر میں تھا لڑ کر فتح کر لیا۔ اور علاوہ کڑپہ اور کرنول کے اور کئی محالات کو فاتحانہ حیثیت سے اپنے ملک میں شریک کر لیا۔ جن پر ۱۷۸۰ء اور ۱۷۷۹ء میں نواب حیدر علیخاں جنگ کر چکے تھے۔

اسی طرح امتیاز گڑھ کا قلعہ جو محکم ترین قلعوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اسپر مدت تک نواب حیدر علیخاں مغفور اور مرہٹوں کا دانت تھا سلطان کے قبضہ میں آگیا۔ زاں بعد اس نے ایک سال دارالسلطنت میں بیٹھ کر حکمرانی کے لطف اٹھائے ۱۷۸۶ء میں تجدید بندوبست اور تحقیقات ذخائر و خزائن پر متوجہ ہوا اور محاسبوں اور بخشیوں کو حکم دیا۔ کہ ہر کارخانہ کے حساب کا جائزہ پیش کریں۔ چنانچہ سب خزانہ اسی کروڑ روپیہ کی مالیت۔ کا قرار پایا۔ اور اس کے سوائے اشیائے ذیل قلمبند ہوئیں +

ہاتھی	اونٹ	عربی گھوڑے	بیل
۹۰۰	۶۰۰۰	۳۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰

بھینسیں اور بھیڑیں	توڑہ دار بندوقیں	چقماقی بندوقیں
چھ لاکھ	تین لاکھ	تین لاکھ

تلواریں	توپیں مختلف قسم کی	بارود اور جنگی اسباب اور دوسرے ہتھیار
دو لاکھ بائیس ہزار	نو سو	بے شمار

اور املاک غیر منقولہ جیسے باغات و عمارات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ یہ حد و حصر سے باہر تھے، اسی پر بیرونجات کے ذخائر کا اندازہ کرلیجئے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ایک فوج باقاعدہ و مرتب ایک لاکھ چوالیس ہزار موجود تھی سوائے اس کے ایک لاکھ اسی ہزار سپاہی بیرونجات کے چوکی پہرے اور دوسرے انتظامات پر مامور تھے سلطان نے تجدید بند و بست میں فوج کے سب قاعدوں کو بدل ڈالا۔ رسالہ۔ پلٹن۔ جمعیت کے نئے نئے نام تجویز کئے اور وہ احکام جو لڑائی کے وقت سپاہیوں کو دیتے ہیں۔ انگریزی اور فرانسیسی لفظوں کے بدلے فارسی اور ترکی میں بتلائے گئے۔ سرینگ پٹن کے انبار خانوں کو حکم ہوا کہ تمام فوج کو ایک سال تک کافی ہونے کیلئے ہر قسم کے غلے ہر وقت فراہم رکھے جائیں۔ اسیطرح اور بڑے بڑے قلعوں میں ذخیرہ و اذوقہ تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ ازاں بعد ۱۷۸۷ء اور ۱۷۸۸ء میں کورک اور حدود ملیبار کے مسخر کرنے میں مشغول رہا۔ اور ملیبار کے سرکش اور فتنہ پرداز نائروں کو جو بار بار سرکشی اور بغاوت کرتے رہتے تھے تاخت و تاراج کر ڈالا اور ستر ہزار کو اسیر کر لایا۔ اور ایک لاکھ ہندوؤں کو اسلام سے مشرف کرکے فوجوں میں جگہ دی یا انکے رہنے بسنے کا دوسرا سامان کر دیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چھ مرتبہ سلطان سے بغاوت کی تھی تب ساتویں مرتبہ اس نے یہ انتقام لیا، انہیں دنوں میں سلطان نے یہ حکم دیا کہ تمام نشہ والی چیزیں ملک محروسہ میں بکنے نہ پائیں اس سے سلطان کو کروڑ روپے سالانہ سے زیادہ نقصان ہوا لیکن اس نے مذہب کے مقابلہ میں۔

اس نقصان کثیر کی کچھ پرواہ نہ کی اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختوں کو جڑ سے اکھڑوا کر گروادیا اور آئندہ کے لئے ان درختوں کے بونے کی ممانعت کر دی کئی جہاز سرکار سلطانی سے ہر سال حاجیوں اور زواروں کے لے جانے کو مامور کئے گئے جن پر حاجی اور زوار بیت اللہ اور کربلائے معلےٰ کو آتے جاتے تھے۔ اور سرکار سلطانی سے علاوہ کرایہ کے ان کو اور بھی زادراہ دیا جاتا تھا۔ اور ہر جہاز پہ ان کے آرام کا خاص بندوبست رہتا تھا۔

سلطان نے بعد عہد وپیمان انگریزی کے ۱۷۸۴ء میں سید غلام علیخاں اور دوسرے معتمد کو سفیر بنا کر بادشاہ فرانس کے پاس بھیجا تاکہ انگریزوں کے خلاف گفتگو کریں اور بادشاہ فرانس سے مدد چاہیں اور سلطان روم کے نام بھی ایک عریضہ تحریر کیا جس میں حمایت اسلام کی درخواست تھی اور اس کے ساتھ شاہ فرانس اور سلطان روم کے لئے نہایت قیمتی تحائف روانہ کئے۔ مگر وہ فرانس سے ناکام واپس آ گئے تب سلطان نے اپنے مقربان خاص میں سے درویش خاں اور اکبر علیخاں اور محمد عثمان خاں کو اس کام پر مامور کر کے دارالملک فرانس د پیرس، کو روانہ کیا۔ چنانچہ وہ ۹ جون ۱۷۸۸ء کو شہر طولان میں پہنچکر جہاز سے اترے اور لوئیس شانزدہم بادشاہ فرانس نے بڑی عزت اور توقیر سے ان کا استقبال کیا۔ لیکن وہ فرانس کے دوسرے جھگڑوں میں مبتلا تھا۔ اس لئے اس نے سردست اپنا عذر ظاہر کیا۔ لیکن آئندہ کو متوقع کر دیا سفیران مذکور اعانت آئندہ کا جواب لے کر ماہ مئی ۱۷۸۹ء میں داخل سرینگا پٹن ہوگئے جب سلطان کو شاہ فرانس کی طرف سے مایوسی ہوئی تب اس نے کرنگا

تور اور جیاکوٹہ ان دونوں قلعوں کے لینے پر جنگ کی تیاری کی ان قلعوں میں پہلے ڈیڑھ سو برس تک قوم ڈچ کی عملداری رہ چکی تہی اور سنہ ۱۷۷۹ء میں نواب حیدر علیخاں نے انہیں لے لیا تھا مگر پھر ڈچ والوں کو واپس کر دیئے تھے یہ قلعے ٹراونکور سے اتر کی طرف ہیں اور یہاں کا راجہ جو انگریزوں کا ٹراہوا خواہ تھا ان قلعوں کے لینے کی تمنا رکھتا تھا اور نے الحقیقت وہ قلعے کوچین کے راجہ کے تعلقات سے تھے جو نواب حیدر علی خاں کا باجگذار تھا اسلئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ء میں ان قلعوں کو ڈچ کے افسروں سے مانگ لینا چاہا۔ ان لوگوں نے بالا بالا راجہ ٹراونکور سے معاملہ کر لیا۔ اسپر سلطان اور زیادہ برآشفتہ ہوا۔ اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ دوڑا۔ لیکن ٹراونکور کی فوج نے اپنی بہادری اور ہنرمندی اور اس مقام کے نشیب و فراز کی واقفیت سے سلطانی فوج کو بہت نقصان پہنچایا۔ یہاں تک کہ سلطان کو ناکام لوٹنا پڑا۔

سلطان کا یہ فعل صلحنامہ منگلور کے خلاف تھا۔ اس لئے انگریزوں نے راجہ ٹراونکور کی مدد کو کئی پلٹنیں بھیجدیں۔ اسپر بھی سلطان نے اپنی دھن نہ چھوڑی اور دوبارہ ماہ مارچ سنہ ۱۷۸۹ء میں فوج کشی کر کے پھر شکست اٹھائی۔ زاں بعد سرینگ پٹن سے بھاری توپخانہ طلب کر کے ماہ اپریل میں اس قلعہ اور سرحد پر بالکل اپنا قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کی فوجیں لاچار ہو کر واپس گئیں پھر کرنگا نور پر تاخت کر کے اس کو بھی فتح کر لیا۔ اور جیکوٹہ بارور کوڑیا۔ پالی اور کئی قلعے آسانی سے اس کے ہاتھ لگ گئے۔

جب ٹراونکور کے اتر کی نواح سر ہو گئی تو انگریزوں نے اس پیشقدمی کو

خلاف عہدنامہ دوستی قرار دے کر راجا کی مدد کیلئے کرنل ہرٹلی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور بمبئی اور مدراس کی افواج نے بھی تیاری کی اور پیشوائے پونا اور نظام حیدرآباد کو انگریزوں نے متفقہ جنگ پر آمادہ کر لیا اور ۱۵ جون ۱۷۹۰ء کو جنرل میڈوس ایک فوج سنگین کے ساتھ ممالک سلطانی میں داخل ہو گیا۔ پہلے کروڑ کے قلعہ کو فتح کیا پھر داراپورام اور کوئمباٹور کے قلعے فتح کر لئے۔ اور کرنل فلائڈ نے اپنی فوج پیادہ سے آگے بڑھ کر ستی منگل فتح کر ڈالا۔

غرض انگریزی فوجوں نے تین جگہ لڑائی چھیڑ کر غیر متوقع طور سے قلعے اور علاقے فتح کرنا شروع کئے پھر مدراس سے کرنل میکسویل بھی مع اپنی فوج کے جنرل میڈوس سے آملا اور فیمابین سلطان اور انگریزی فوجوں کے جابجا لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی سلطان کی فوج انگریزی فوج کو نقصان پہنچاتی کبھی انگریزی فوج سلطان کی فوج کو پسپا کرتی لیکن سلطان کی طرف اقبالمندی کی علامتوں میں روز بروز ضعف محسوس ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ لارڈ کارنوالس صاحب بہادر گورنر جنرل کلکتہ سے چل کر مدراس اور مدراس سے مع فوج کثیر داخل ملک محروسہ سلطانی ہو کر ۱۱ فروری ۱۷۹۱ء کو دیلور پہنچ گئے۔

اور اب انگریزی فوجیں پوری سرگرمی سے کام کرنے لگیں۔ اور پونا اور حیدرآباد کی فوجیں بھی انگریزوں کی اعانت اور ان کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے کو روانہ ہو گئیں۔ لارڈ کارنوالس نے دیلور سے چل کر کولار اور ہوسکوٹہ کے قلعوں پر قبضہ پالیا ۵ مارچ ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے نواح بنگلور میں پہنچ کر کیمپ قائم کیا اکیسویں مارچ کو یہ زبردست قلعہ فتح ہو گیا۔ اور قلعدار مع آٹھ ہزار جوانوں کے مارا

گیا. باقی سپاہ اسیر ہو گئی +

۱۳- اپریل ۱۷۹۱ء کو نظام علیخاں کی فوج جس میں ۵ ا ہزار سوار تھے۔ لارڈ موصوف کی فوج سے مل گئی اور ۳ مئی ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے سرینگ پٹن کی طرف کوچ کی تیاری کی اور مقام اراگیری میں پہنچ کر خیمہ گاہ قائم کی سلطان نے اپنی فوجوں کو کاویری ندی کے اتر جانب ٹھیرایا پندرہویں کو لارڈ کارنوالس نے اسپر حملہ کیا یہاں بمبئی کی پلٹن بھی جسکا سپہ سالار جنرل ابرکرمبی تھا۔ عین وقت پر پہنچ گئی۔ لیکن بعض وجوہ سے لارڈ کارنوالس نے جنرل ابرکرمبی کو ملیبار کی جانب جانے کا حکم دیا جب وہ اس کی طرف روانہ ہوا۔ تو راستہ میں سلطانی سواروں نے اس کی فوج کو لوٹ ڈالا اور بہت تنگ کیا۔ ادھر لارڈ کارنوالس کے لشکر میں ہر روز ہزاروں مواشی مرنے لگے۔ اور سلطان کی طرف سے رسد کی راہیں ہر طرف سے بند تھیں اسلئے رسد کا پہنچنا ممکن نہ تھا۔ لاچار لارڈ موصوف نے اپنے بھاری سامان اور بھاری توپوں کو مع بہت سے لوگوں اور سامان جنگ کے دریا میں ڈلوا کر اپنے لشکر کو ہلکا کیا اور ۲۶ مئی کو پھر بنگلور کیجانب واپس گئے اس عرصہ میں سلطان نے لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کو صلح کا خط بھیجا اور اسی عرصہ میں لارڈ موصوف کو مرہٹوں کی طرف سے ضروری رسد پہنچ گئی جس سے کچھ دن سرینگ پٹن کے آس پاس رہنا ممکن ہو گیا لیکن سردست سرینگ پٹن کا محاصرہ مشکل تھا چھٹویں جون کو افواج متفقہ (مرہٹہ نظام) نواح بنگلور میں پہنچیں۔ وہاں سے مرہٹوں کی چیتل درگ کی جانب روانہ ہوئیں اور نظام علیخاں کا لشکر کنجی کوٹہ کی جانب رخصت ہوا

جولائی میں انگریزی فوج نے قلعہ اوسور کا محاصرہ کیا۔ یہاں کرناٹک کی طرف سے چل کر ایک تازہ فوج لشکر انگریزی سے آملی تب تو انگریزی فوج نے اگست ستمبر، اکتوبر میں کتنے ہی قلعے فتح کر ڈالے انہیں ایام میں جاسوس خبر لائے کہ کومباتور میں سلطانی سپاہ تھوڑی ہے اس پر سلطان نے میر قمرالدین خاں بہادر کو معہ فوج کے روانہ کیا۔ میر صاحب نے وہ تعلقہ فتح کر لیا اور لفٹننٹ کالمرس مع ایک ہزار سپاہیوں کے اسیر ہو گیا۔ پھر سلطان انگریزی سپاہ کے مقابلہ کو بڈنور کی طرف بڑھا۔ اس جانب مرہٹوں کی فوج بہ سرکردگی پرسرام بھاؤ چیتل درگ کے قلعہ کو گھیرے پڑے تھی۔ اس کو پسپا کرتا ہوا سرینگ پٹن کی جانب روانہ ہوا۔

ادھر لارڈ کارنوالس نے ساوندرگ اور اتری درگ کے نہایت مضبوط قلعے جو ناممکن التسخیر کہے جاتے تھے۔ دسمبر ۱۷۹۱ء میں محاصرہ کر کے فتح کر لئے اور رام گڑھ کا قلعہ بھی انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بنگلور اور کاویری ندی کے درمیان کے سارے ملک پر انگریزی قبضہ ہو گیا۔ ادھر نظام علیخاں کی سپاہ نے اگست سے نومبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ اور کولار کی طرف کوچ کیا۔ لیکن شہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے نظام کی فوج کو پسپا کر کے بخیر و عافیت سرینگ پٹن کی طرف مراجعت کی اور پرسرام بھاؤ نے حصار چیتل درگ کی تسخیر کو ناممکن سمجھ کر اس نواح کو تاراج کر ڈالا۔ اور ہولی ہانور اور کئی دوسرے قلعے فتح کر لئے اور مرہٹہ و نظام کی فوجیں فتح و غارت کے بعد پھر لارڈ کارنوالس کی فوج سے آملیں تب شروع فروری

۱۷۹۲ء میں لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے نظام علیخاں اور ہری رام پنڈت کے لشکر سمیت سرینگ پٹن کی جانب کوچ کیا۔ پانچویں فروری کو افواج متفقہ سرینگ پٹن کے سواد میں آ پہنچیں اور کاویری ندی کے کنارے خیمہ زن ہوئیں اس سے قبل سلطان اپنی فوجوں کو قاعدہ سے جما کر صف بندی کر چکا تھا۔ اس وقت سلطان کے پاس پنتالیس ہزار پیدل اور بیس ہزار سوار کی جمعیت موجود تھی اور سو توپیں ساتھ رکھتا تھا اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کے پاس صرف چھ ہزار سات سو فوج پیادہ کی جمعیت تھی۔ مگر جب لڑائی شروع ہوئی تو ٹیپو سلطان کی فوج کثیر سے کچھ کام نہ نکلا۔ اور انگریزی فوج کا رعب سلطان کی فوج پر غالب آ گیا۔ پھر ۱۶ فروری کو بمبئی کی پلٹن بما تحتی جنرل ابر کربنی نہایت ضروری وقت پر وہاں پہنچ گئی۔ اور انگریزی فوجوں کی رستخیز نے سلطان کو پریشان کر دیا۔

تب سلطان نے قرارداد صلح کے لئے ایلچی بھیجے اور سرداران متفقہ نے ایک خیمہ میں بیٹھکر امور صلح پر مشورہ کیا اور آخر کار یہ بات قرار پائی کہ سلطان آدھا ملک سرداران معاہد کے حوالے کرے اور ۱۲ مہینے کے عرصہ میں تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ نقد ادا کرے اور تمام انگریزی قیدیوں کو رہا کر دے اور اعتماد ایفا شرائط کے لئے اپنے دو فرزند بطور اول کے سرکار انگریزی کو سپرد کرے مطابق اس کے سلطان کو لکھا گیا کہ سلطان نے یہ سب شرطیں منظور کر لیں اور ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو دو شاہزادے سلطان عبدالخالق اور سلطان معزالدین بڑے تزک اور تجمل کیساتھ انگریزی لشکر میں بھیجدیئے گئے

جن کو لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے بہت بڑی تعظیم سے استقبال کر کے
ان کے درجہ کے لائق ان کے فرو کش ہونے کا سامان کر دیا پھر سلطان نے
عہد نامہ پر باقاعدہ مہر و دستخط کر کے شہزادہ عبدالخالق کے پاس بھیجدیا اور شہزادہ
موصوف نے لارڈ کارنوالس کے سامنے اس کو پیش کیا لارڈ صاحب نے بڑی تعظیم
سے اس کاغذ کو لیا۔ پھر سب فوجیں واپس رخصت ہو گئیں اور لارڈ کارنوالس
صاحب بہادر گورنر جنرل ایسی نمایاں فتح اور غیر متوقع کامیابی حاصل کر کے
واپس تشریف لے گئے جو صرف سلطانی ادبار اور انگریزی اقبال کا نتیجہ کہی جا
سکتی ہے سلطان نے اس مغلوبانہ صلح سے متاثر ہو کر کچہری میں بیٹھنا اور دربار
کرنا چھوڑ دیا۔ بعد چندے اپنے چند رفیقوں کو خلوت میں بلا کر بات کر لینا اور پھر
ایک علیحدہ محل میں چلا جاتا ایک روز میر صادق اور پورنیا نے دست بستہ عرض
کی کہ بادشاہوں کو ایسے کتنے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ شہنشاہ ہمایوں
نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں حضور کا توسب کا خانہ بجائے خود قائم ہے
صرف حضرت کی ادنیٰ توجہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اور تین کروڑ تیس لاکھ
روپے کا جو خسارہ پہنچا ہے یہ رعایا سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ ایسی ایسی
باتوں سے سلطان کو تشفی دی اور سلطان نے تیس لاکھ روپیہ چھوڑ کر تین
کروڑ روپیہ اضافہ خراج لگان کے طور پر رعایا سے وصول ہونے کا حکم دیا
اسی کے ساتھ یہ بھی حکم دیا۔ کہ یہ روپیہ بہت نرمی اور رعایا کی رضامندی
سے حالت وقت کو ظاہر کر کے وصول کیا جائے۔ لیکن کمبخت عاملوں
اور تحصیلداروں نے وہ آفت برپا کر دی کہ تین کروڑ کی جگہ دس کروڑ وصول

کر ڈالا جس سے رعایا نہایت بددل ہو گئی اور سلطان تک رعایا کی فریاد پہنچنے
کے ذرائع بھی بند کر دیئے اور سب نے مل کر خوب ہی لوٹا کھایا۔
پھر سلطان نے اور نئی بھرتی کرنے کا حکم دیا۔ جس میں نہایت
خراب سپاہی بھرتی کئے گئے۔ قلعوں وغیرہ کی تعمیر و مرمت میں بہت سا
روپیہ خرچ کیا گیا اسی عرصہ میں سلطان نے صلحنامہ کی سب شرطیں
پوری کر دیں جس پر اسکے دونوں فرزند سلطان عبدالخالق اور سلطان معزالدین
نہایت احترام و احتشام سے میجر ڈفٹن کے اہتمام میں ۲۸ مارچ ۱۷۹۴ء کو
سلطان کے لشکر میں بمقام دیون ہلی داخل ہو گئے سلطان نے ان کو گلے لگایا
اور میجر ڈفٹن کو بڑی مہربانی سے اپنے ساتھ رکھا۔ چھٹویں اپریل کو رخصت کیا۔
لیکن سلطان کی دھن جو انگریزوں کے خلاف تھی اس میں کمی واقع نہ آئی۔
اسی عرصہ میں پیشوائے پونا کے درباروں میں پھوٹ پڑ گئی اور مرہٹوں
کی طاقت زائل ہونے لگی اور نظام علیخاں کو بیماریوں نے دبا لیا اور اسکے
لڑکے اپنی اپنی آرزوئے جوانی میں مدہوش ہو گئے اس لئے سلطان نے
اس موقع کو غنیمت جان کر فریدون جاہ کی طرفداری سے فائدہ اٹھانا چاہا
انگریز ان سب چالوں کو دیکھ رہے اور ٹیپو سلطان کی نسبت انتہا سے زیادہ
بدگمان ہو کر جنگ کا سامان کر رہے تھے اسی عرصہ میں سلطان نے خفیہ اپنے
سفیروں کو ماریطیس میں فرانسیسوں کے پاس بھیجکر دسہزار فوج فرنگ
اور بیسہزار حبشی سپاہیوں کی مدد طلب کی تھی اس کے عوض میں اس نے
فرانسیسیوں کے ساتھ کئی طرح کے سلوک کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس

کا خیال تھا کہ وہ انکی مدد سے انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دے گا یہ راز انگریزوں پر ظاہر ہو گیا۔ اور ماہ جون ۱۷۹۸ء میں گورنر جنرل کو جزیرہ ماریشس میں سلطان کے سفیروں کا جانا تحقق ہو گیا۔ پھر تو گورنر جنرل نے ایک بہت بڑا منصوبہ باندھا۔ اور فروری ۱۷۹۹ء میں حکم ہوا کہ بنگال مدراس۔ بمبئی۔ اور سرداران ہمعہد کی فوجیں سلطانی مملکت پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ قصہ مختصر ۱۱ فروری ۱۷۹۹ء کو جنرل ہارس کی سرکردگی میں ایک فوج انگریزی ویلور سے نکل کر نظام علیخاں کے لشکر سے جس میں ۶ ہزار سپاہی تھے مقام کاری منگالم میں آملی اور چوتھی مارچ کو یہ فوجیں میسور کی سرحد میں داخل ہو گئیں۔ پانچویں کو قلعہ نیدرگم اور انچیٹی مسخر کرنے کے لئے مقدمہ جنگ کا آغاز کیا گیا۔ نویں مارچ تک ۳۷ ہزار فوج جمع ہو گئی اور بمبئی کی فوج قریب سات ہزار سپاہ کے ساحل ملیبار سے کوچ کر کے کوڑگ کے راجا کی سرزمین میں ہو کر خیمہ زن ہوئی۔

جب سلطان نے ان فوجوں کی یورش کا یہ حال دیکھا تو ۳ مارچ کو ۱۲ ہزار سپاہ سے آگے بڑھا تا بمبئی کی فوج پر آگے جا پڑے اور اپنے کئی سردار مع افواج دوسری سمتوں کو روک تھام کے لئے روانہ کئے۔ اور سلطان نے آگے بڑھ کر انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جو لفٹننٹ کرنل مانسٹری سلے کے سرکردگی میں تھیں تاخت کر کے گھیر لیا۔ مگر جنرل اسٹوارٹ کی فوج اس کی مدد کو پہنچ گئی اس نے سلطانی فوج کو پسپا کر دیا پھر سلطان نے پرنیا پالم

کی طرف کوچ کیا اور وہاں سے ۱۱ مارچ کو سرنگ پٹن کی جانب کوچ فرمایا۔ یہاں سے جنرل ہارس کے مقابلہ کو روانہ ہوا ۲۷ مارچ کو جنرل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ کیا اس مقام پر سلطانی فوجیں معہ توپخانہ آمادہ جنگ تھیں چنانچہ دونوں فوجوں میں خونریز جنگ واقع ہوئی اس لڑائی میں سلطان کے تین سپہ سالار اور ایکہزار جوان کام آئے ۲۹ مارچ کو افواج متفقہ نے کاویری ندی سے عبور کرنا شروع کیا۔ اور ٹیپو سلطان نے بھی کاویری ندی سے عبور کرکے اپنی فوجوں کو معہ توپخانہ قلعہ کے پورب اور دکھن کی جانب مورچہ بند کر دیا۔ پانچویں اپریل کو جنرل ہارس کی فوج نے سرنگ پٹن کے مغربی جانب اپنا کیمپ قائم کیا اور یہ مہینہ طرفین سے جنگ جدل میں گذر گیا۔ اور انگریزی افواج اور سرداران ہمعہد کی فوجوں نے خوب مضبوط مورچے بنا لئے اور اس عرصہ میں میر صادق اور پورنیا۔ اور قمرالدین خاں سپہ سالار وغیرہ فتحمران سلطانی کو خوب گانٹھ لیا گیا۔ نویں کو سلطان نے مخالفوں کے اژدحام اور اپنی طرف کے نامکمل اہتمام سے متحیر ہو کر نامہ و پیام کی راہ نکالی مگر اس سے کچھ کام نہ نکلا۔ چودھویں کو مبئی کی پلٹن۔ جنرل ہارس سے آملی۔ سولھویں کو سب فوجیں کاویری کے پار ہو کر ایک محکم مقام پر مقیم ہو گئیں۔ سلطانی فوجوں نے بڑی جوانمردی سے ان پر حملہ کیا۔ اور بہت نقصان پہنچایا۔ لیکن کوئی حملہ کارگر نہوا۔

سلطان نے پھر دوبارہ مصالحت کی درخواست کی اسپر گیارہ شرطوں کا ایک صلحنامہ سرداران ہمعہدہ کے اتفاق سے لکھا گیا۔ اس کی بڑی

شرطیں یہ تھیں۔

(۱) سلطان یک قلم سب فرنگستانیوں کو جو اس کے پاس نوکر ہیں۔ موتوف کردے۔

(۲) فرانسیسیوں کے ساتھ کبھی نامہ و پیام نہ کرے۔

(۳) اپنا آدھا ملک سرداران ہمعہد کو سپرد کرے۔

(۴) دو کروڑ روپے دینے کا وعدہ کرے۔ جسمیں سے نصف ابھی اور بقیہ نصف چھ مہینے میں ادا کیا جاوے +

(۵) سب اسیروں کو چھوڑ دے +

(۶) اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منصبداروں کو تا ایفائے شرائط سرکار انگریزی کے پاس چھوڑے۔

سلطان کو ان شرایط کے منظور کرنے کے باب میں صرف ایکدن رات کی مہلت دی گئی تھی جو برائے نام تھی اور انگریزی توپخانہ سے قلعہ پر برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ قصہ کوتاہ غرۂ ماہ مئی ۱۷۹۹ء کی رات کو قلعہ شکن غباروں کی مار سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ اور اس کے دوسرے روز فوجوں کے اندر جانے کے لائق راستہ ہو گیا۔ لیکن ابھی تک قلعہ سے گولیاں برسائی جاتی تھیں اور سلطان ہر وقت اوسی شگاف کے پاس موجود رہتا تھا چوتھی تاریخ کو اس نے معلوم کر لیا کہ اب یہاں رہنا پر خطر ہے اور وہ اضطرابی حالت میں محل کے اندر جاکر پھر آیا اور نجومیوں کی عرض معروض کے موافق ہزاروں روپے کی مالیت کا صدقہ عنایت کیا دوپہر کے وقت جب سلطان

محل سے نکلا تاکہ اپنے خاص لوگوں سے ملاقات کر کے کچھ آخری حکم دے اس وقت سلطان نیم رنگ کپڑے کی قبا پہنے تھا۔ اور شاہانہ پگڑی سر پر تھی۔ تلوار مرصع کار پر تلے میں پڑی تھی۔ دہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا تھا۔

خیر جونہی سلطان ایک کھڑکی پر پہنچا ہرکاروں نے خبر دی کہ غالباً آج ہی قلعہ پر حملہ کیا جائے۔ سلطان اسی شش و پنج میں تھا جو خبر آئی۔ کہ سید غفار گولہ کھا کر مارا گیا۔ یہ بہادر اس شگاف پر لڑ رہا تھا۔ سلطان نے اس کی جگہ محمد قاسم کو مامور فرمایا۔ اور خود خاصہ تناول فرمانے کے لئے دستر خوان پر بیٹھا۔ ہنوز کھانے سے فارغ نہ ہوا تھا کہ شور و غل کی آواز کان میں آئی۔ اور وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ دھو کر کچھ دعائیں پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔ تلوار پر تلے میں ڈالی اور اپنی دو نالی بندوق ہاتھ میں لی اور چھوٹے دروازہ میں سے اس شگاف کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر غنیم کے سپاہیوں کو برابر بندوقیں مارتا رہا۔ لیکن انگریزی سپاہ اس راہ سے قلعہ میں آ چکے تھے۔ اب ان کا ہٹانا اس کے اختیار سے باہر تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ والے بھی اس کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ تاہم بہادر سلطان نے اپنی جگہ سے ہٹنا اپنی حمیت اور شجاعت کے خلاف سمجھ کر بہادرانہ مدافعت میں کوتاہی نہیں کی۔ اسی عرصہ میں انگریزی پلٹن کی پیشرو سپاہ نے دروازہ کے آدمیوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری جس سے ایک گولی سلطان کے سینے کی بائیں جانب لگی اور سلطان نے چاہا کہ اس ہجوم سے نکل کر قلعہ کے اور کسی مقام

تک پہنچے۔ لیکن اس بھیڑ سے اس کا نکلنا ممکن نہ ہوا۔ اور اسی جدوجہد میں فرنگستانی سپاہیوں کے ایک غول نے دروازہ کے اندر سے بندوقیں سرکیں ان میں سے ایک گولی سلطان کے زانو میں اور دوسری گولی سلطان کے دہنے پہلو میں لگی۔ اور گھوڑا بھی زخمی ہو کر بیٹھ گیا تب سلطان نیچے گرا۔ اس دردناک حالت میں سلطان کے ایک نہایت نمک حلال اور وفادار خدمتگار نے دست بستہ عرض کی کہ کاش اس وقت بھی خود بدولت انگریزی سردار کے پاس تشریف لے چلیں وہ ضرور جناب عالی کے درجہ و منصب کا پاس کرے گا۔ لیکن سلطان نے حقارت کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ ابھی سلطان اس حالت میں تھا جو کئی گورے اس طرف سے نکلے ان میں سے ایک نے سلطان کی نہایت بیش قیمت پیٹی لینے کا قصد کیا سلطان نے اس حالت میں بھی اس کی گستاخی پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس سے اس کے گھٹنے کی ہڈی کٹ گئی۔ تب اس گورے نے سلطان کی پیشانی پر ایک گولی ماردی اور اس گولی سے سلطان شہید ہوا۔ ادھر انگریزوں نے قلعہ میں داخل ہو کر ہر مقام پر چوکی پہرے بٹھا دیئے اور اپنا انتظام قائم کر دیا۔ بعد میں سلطان کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو دوسرے دن جنرل بیرڈ نے (جو اس سے پہلے کئی برس سلطان کے حکم سے اسی قلعہ میں اسیر رہ چکا تھا)، شام کے وقت سلطان کے نوکروں اور شہزادوں سمیت اس دروازہ پر جہاں سلطان شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اس کے جسم پاک کو دو کے مقتولوں کے درمیان سے نکالا[1]

---

[1] اس بے پروائی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ سلطان کی لاش کو دوسرے دن ڈھونڈا گیا۔ راقم سے۔ حاشیہ بر صفحہ ۱۶۲

سلطان کے چہرے پر کوئی تغیر پیدا نہ ہوا تھا۔ اتنک ، اس کے چہرہ سے شجاعت اور بہادری کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ دستار تلدار مع دوالح جواہر نگار انمیں سے ایک چیز بھی اسکے جسم پر نہ تھی زاں بعد سلطان کی لاش کو پالکی میں ڈال کر حرمسرا میں لے گئے جہاں ایک قیامت برپا ہوگئی۔ ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ ایک سلطان کی ایسی موت اور تمام قلعہ پر غنیم کا قبضہ ہو جانے سے خواتین علیا کا کیا حال ہوگا۔ رات بھر وہ جنازہ حرمسرائے سلطانی میں رہا۔ پھر جنرل ہارس نے حکمدیا کہ اسکی تجہیز و تکفین نہایت احترام سے کی جائے مطابق اسکے شہر کے قاضی نے دفن وکفن کا سامان کیا جنازہ بہت بڑے احترام اور احتشام کے ساتھ ۵ مئی ۱۷۹۹ء کو وقت ظہر قلعہ سے روانہ ہوا تمام سردار اور عہدہ دار شریک تھے شہزادہ عبدالخالق فرزند دوم جنازہ کے پیچھے نوحہ کناں تھا۔ گوروں کی چار کمپنیاں پیچھے پیچھے ساتھ تھیں۔ جب جنازہ لال باغ کے دروازہ پر پہنچا نظام علیخاں کی فوج کے سب سردار اور مسلمان شریک جنازہ ہوئے۔

راستہ میں جس گلی کوچہ سے سلطان کا جنازہ نکلا۔ وہاں عورت مرد کے صدائے نوحہ و ماتم سے ایک قیامت برپا معلوم ہوتی تھی آگے بڑھ کر نواب حیدر علیخاں کے مقبرہ پر جنازہ ٹھہرایا گیا۔ اس وقت تمام سپاہیوں نے دورویہ صف بستہ ہوکر اپنے ہتھیاروں کو خم کرکے رسم تعظیم ادا کی۔ پھر قاضی شہر نے نماز جنازہ پڑھائی اور نواب حیدر علیخاں کے قبر کے پاس دفن کیا۔ پانچہزار روپے فقرا کو خیرات دیئے گئے جو جنازہ کے ہمراہ تھے اور جسوقت سے سلطان کا جنازہ قلعہ سے روانہ

مہر اسد علی اہلکار سرکار سرخورشید جاہ بہادر امیر کبیر حیدرآباد بیان کرتے تھے کہ سلطان کے دسترخوان پر جتنے لوگ شریک تھے وہ سب کے سب اسی دروازہ پر لڑ بھڑ کر ایک پر ایک مارے گئے اور انمیں کوئی ایک بچ کر نہیں گیا۔

ہوا اسکی تدفین تک قلعہ سے توپوں کی ماتمی شکلیں برابر سر ہوتی رہیں اتفاق سے اسی روز شام کو دفعتًا ایک طوفان اٹھا بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے زمین کو ہلا دیا۔ اکثر مقامات پر بجلی گری۔ خصوصًا سلطان کے دیوان خانہ اور محلسرا پر بجلی کا گرنا سلطان کی نسبت ایک قدرتی کرشمہ ظاہر کر گیا اس سے تمام شہر میں سلطان کی شہادت نے اور ایک غیر معمولی عزت حاصل کی گویا آسمان نے بھی اسکا غم کیا۔ اور برق و باد اسکے ماتم میں شریک ہوئے۔

عہد نامہ

جو ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر کے درمیان سلطان شہید کے ملکوں اور انتظام کی بابت لکھا گیا

اس نظر سے کہ ٹیپو سلطان مرحوم نے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ امیران ہمعہد کی طرف سے جنگجوئی کے سببوں سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل میں آئی ہو۔ قوم فرانسیس سے مل کر ان کے سپاہیوں کا ایک گروہ آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اس کے خیر خواہوں نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر

کے ساتھ حرب وکارزار کی بنیاد قائم کرنے کی عزم پر اپنے لشکر میں منگوایا۔ اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اس کے ہوا خواہوں نے وہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لئے ان عزیمتوں سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا۔ ضامن اور دل دینے کے باب میں بجاو خواہشیں کیں لیکن سلطان نے ان کے اقبال سے پہلوتہی کی۔ پس آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ آصفجاہ نے بیگانی فوجوں کے خطروں اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنوں کی لوٹ اور تاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت اور ملکیت یا سرحدوں اور ملکوں کی پشتی اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب وتبر روانہ کئے اور چونکہ خواہش ایزدی میں آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے امیران ہمعہد کی فتحیابی اور کامیابی اور ان کے ہاتھوں سلطان مغفور کا قتل اور اس کی رعایا اور متعلقوں کا منقاد ہونا مقدر تھا اور چونکہ امیران ہمعہد یہ چاہتے تھے کہ اس مکنت اور اقتدار جدید کو جو خداوند تعالےٰ نے انہیں عطا کیا تھا۔ گذشتہ لڑائی کے اخراجات کی تلافی میں اور اپنے اپنے ملکوں کی رعیتوں اور آس پاس کے صوبوں کے امن چین کے واسطے کام میں لائیں۔ اس لئے ۔ سلطان مرحوم کے ملکوں کے بندوبست کے واسطے آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفت لفٹنٹ جنرل ہارس کے جو بادشاہ انگلستان کی فوجوں اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر کی اس فوج کا سپہ سالار فرمانروا ۔ جو کرناٹک اور ملیبار میں ہیں، اور آنریبل کرنل ارثر ولزلی اور آنریبل ہنری ولزلی اور لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پاٹرک

اور لفٹنٹ کرنل باری کلوز۔ رایٹ آنریبل رچارڈ ارل آف مارنگن گورجنرل
کیطرف سے اور بمعرفت نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب
سے تا موافق آیندہ شرطوں کے کہ تائید ایزدی سے جب تک مہر و ماہ آسمان
پر جلوہ گر ہیں پائدار اور برقرار رہیں گے وہ اور ان کی آل و اولاد و بدل متوجہ رہ
کر فیمابین ان باتوں کے رعایت کریں۔

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اس بات کا ہے کہ سرداران ہمعہد اس
عہدنامہ کے ذریعہ سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنے جبر نقصان
یس ان اخراجات کے جو خود انہیں کی حفاظت اور استمداد میں ہوئے ہیں۔
اور بھی اپنے خاص ملکوں کی قرار واقعی نگہبانی میں کہ آیندہ کے دشمنوں سے
بے کھٹکے رہیں کوشش لازمی ہے اسیواسطے اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے،
کہ فرد الف کی درج کی ہوئی زمین سلطان مرحوم کے ملکوں کی ان شاہراہوں سمیت
جو کمپنی انگریز بہادر یا اس کے ہواخواہوں اور خراج گذاروں کے ان محالوں
اور سرکاروں سے ملے ہوئے ہیں۔ جو درمیان پائین گھاٹوں کے پورب پچھم
کے دونوں ساحلوں پر ہیں یا ان قلعوں سے جو ان راہوں کے آس پاس ہیں
سرکار انگریز بہادر کے دخل میں رہیگی اور کمپنی انگریز بہادر اسی مرزمین۔
کے خراج سے نواب حیدر علیخاں مغفور کے خاندان اور سلطان مرحوم کے
کل متعلقوں اور لواحقوں کی بخوبی گزران و پرورش کے لئے معقول خرچ جو

دو لاکھ اسٹار ہون) سے کم نہ ہوگا (اور بہ حساب ر: سے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹر یہ ہون ہوتا ہے) جو سات لاکھ بیس ہزار روپے کے برابر ہے اور قیمت ایک کانٹر یہ ہون کی تین روپے مقرر کرنے اور اس کا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہے چنانچہ فرد (الف) میں جو زمین مذکور ہوئی ہے اس کا خراج ۱۷۹۲ء میں سلطان کے تعین کے موافق سات لاکھ پچھتر ہزار ایکسو ستر کانٹر یہ ہون ہے اس میں سے بعد منہا کرنے دو دمان حیدر علیخان اور سلطان مغفور کی مد خرچ کے کمپنی بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ سنتیس ہزار ایک سو کانٹر یہ ہون باقی رہتا ہے +

دوسری شرط !!!

موافق پہلی شرط کے فرد (ب) کی لکھی ہوئی زمین نواب نظام الدولہ بہادر کے عمل دخل میں اور ہمیشہ اس کے ملکوں کے مضاف رہے گی۔ اور نواب ممدوح اس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اس کے اہل و عیال اور متعلقہ کی وجہ گذاروں کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہے۔ اور اس مطلب کی تکمیل کے لئے اس کے واسطے گرم کنڈہ میں ایک جاگیر خاص جس کی سالانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپے یا ستر ہزار کنٹر یہ ہون ہو علیحدہ کردیگا اور یہ بھی اس کا عہد ہے کہ وہ سوائے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی ان سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب نظام کی ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سرداری میں نگاہ رکھی جائے گی مقرر کریگا۔ اور چونکہ زر خراج اس سرزمین کا جو فرد (ب) میں مرقوم ہے ۱۷۹۲ء

میں سلطان مرحوم کی تعیین کے موافق چھ لاکھ سات ہزار تین سو تیس روپیہ کا ہے اس صورت میں میر قمرالدین خاں بہادر کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ ستیس ہزار تین سو تیس کنٹری ہون باقی رہے گا۔

تیسری شرط

کافتہ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بند و بست کے دوام کی نظیر سے یہ نیک صلاح قرار پائی ہے کہ سرینگ پٹن کا قلعہ کمپنی بہادر کو چھوڑ دیا جائے اور اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ وہ قلعہ مع جزیرہ اور اس قطعہ زمین جو اسکے مغرب کی جانب ہے اور مغرب کی طرف محدود رہے، اس ندی سے جو میسور نلے کے نام سے مشہور رہے اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جا ملی ہے کمپنی موصوف کے حصہ والی سرزمین کے مضاف کیا جا دے گا۔ اور ہمیشہ کے واسطے اسی کے عمل دخل میں رہے گا۔

چوتھی شرط

یہ ہے کہ میسور میں بالتخصیص ایک علیحدہ حاکم مقرر کیا جائے گا۔ یعنے کشنا راجا اودیا در بہادر میسور کا مہاراجہ جو یہاں کے قدیم راجاؤں کی اولاد میں ہے وہ اس سرزمین کا مالک اور متصرف رہے گا۔ جو ان شرطوں پر محدود کی گئی ہے۔ جسکا عنقریب ذکر کیا جادیگا۔

پانچویں شرط

امیران ہمداستان بایکدیگر متفق ہوئے ہیں۔ کہ بیشک فرد ج کی لکھی ہوئی سرزمین جو اس عہدنامے کے ذیل میں مرقوم ہے مہاراجہ ممدوح کو ان شرطوں پر جو آئندہ مذکور ہونگی چھوڑ دی جاوے گی۔

چھٹویں شرط

کمپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہے گا کہ وہ اس مبلغ کو جو اس موافق شرط اوّل اس عہدنامہ کے اس سے نواب حیدر علیخاں اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہے جب کبھی چاہے درصورت سرزد ہونے انواع و اقسام واردات کے مثلاً اس خاندان میں سے کسی رکن کے نوت ہونے یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست و حقیقت پر ہاتھ بڑھانے یا ان کے اور راجہ میسور کے ملکوں کے درمیان امن چین کے مقدمہ میں کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانہ میں جیسا بہتر جانے عمل میں لائے خواہ اسے کسی وقت خاص پر منحصر کرنے یعنے کچھ مقرر کئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ ایک قلمبند کردے یا کچھ اس میں تخفیف کردے۔

ساتویں شرط

پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر ضرور اس عہد و پیمان میں شریک کیا جائیگا۔

ہر چند وہ اس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اس کے ضروری خرچوں اور کوششوں میں سرداران ہمداستان کے شامل تھا۔ اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتوں اور منفعتوں میں خواہ مخواہ فریقین متشارک یعنے کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہے بایں ہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ میسور کشنا راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہے اس رعایت سے رائیں اس بات پر قرار پائی ہیں کہ وہ خاص سرحد جس کی تفصیل فرد (د) اور ذیل ہیں اس عہدنامہ کے مرقوم ہے اسکے تصرف میں دینے کیلئے باقی رکھی جائیگی تا درویست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اسکی مملکت میں داخل ہو اسطور پر کہ گویا پیشوا بہادر بھی اس عہدنامے کے ہمداستانوں میں ایک رکن تھا۔

مگر اس شرط پر کہ پیشوا اندکور سراسر اس عہدنامے کو اس دن سے ایک مہینے کے اندر جس میں امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہدنامہ کی اطلاع کر ینگے منظور کرے اور بھی ان امور میں کہ ابھی نواب اور پیشوا کے درمیان شک اور شبہے میں ملتوی ہیں۔ اور نیز ان باتوں میں جن کی خبر کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے گورنر جنرل انگریزی ریذیڈنٹ کی معرفت پونا میں اس کے پاس بھیجد یگا۔ کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کر دے۔

آٹھویں شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہدنامے

کے منظور کرنے یا ان باتوں کے خاطر نشان کر دینے سے جنکا ساتویں شرط میں اشارہ ہوا ہے پہلو تہی کرے تو اس تقدیر کو وہ سرزمین جو اس کے لئے مقرر رہ کی گئی ہے کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کی شرکت اور ملکیت میں رہے گی وہ اس سرزمین کو چاہیں تو راجہ میسور کے ساتھ اس کے اس محال اور صوبے سے جو ان کے خاص ملکوں کے نزدیک ہے مبادلہ اور معاوضہ کر لیں خواہ کسی اور طور سے اس کا بندوبست جیسا بہتر سمجھیں ٹھہرائیں۔

نویں شرط

مہاراجہ میسور کرشنا بہادر کو یہاں کے تخت سلطنت پر بٹھانے کیواسطے یہ تدبیر پسند ہوئی ہے کہ کمکی فوجوں کی ایک معقول جمعیت سے اس کی پشتی اور حمایت کی جائے اور اسپر اتفاق کیا گیا ہے کہ یہ فوجیں کمپنی انگریز بہادر کے ذریعہ سے موافق اس جداگانہ قول و قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور میں ہوگا مقرر کی جائیں گی۔

دسویں شرط

یہ عہد و پیمان دس شرطوں پر مشتمل۔ آج کے دن بائیسویں جون ۱۷۹۹ء مطابق ۷ المحرم ۱۲۱۴ھ ہجری رائٹ آنریبل ارل مارنگٹن گورنر جنرل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پر روبرو ایک طرف کے وکلاء لفٹنٹ جنرل جارج ہارس۔ آنریبل کرنل آرتھر ولزلی۔ آنریبل ہنری ولزلی لفٹنٹ کرنل ولیم

کرک پاٹرک۔ لفٹننٹ کرنل باری کلوز اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے منعقد ہوا۔ طرفین کے وکیلوں نے اس عہدنامہ کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر اور دستخط کرکے ایک دوسرے کے حوالے کئے اور اسکا اقرار کیا۔ کہ یہ عہدنامہ آج سے آٹھ روز میں گورنر جنرل کے دستخط اور مہر سے اور پچیس روز میں نواب نظام الدولہ بہادر کے دستخط و مہر سے بیشک مزین اور مستحکم ہوجاویگا۔

مہر نواب نظام الدولہ بہادر کی

نواب نظام الدولہ بہادر نے حیدرآباد میں مہر و دستخط کئے ۴ جولائی سنہ ۱۷۹۹ء کو اور رائیٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر نے سینٹ جارج نام قلعہ میں مہر و دستخط کئے سنہ مذکور کی چھبیسویں جون کو۔[1]

بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علیخاں بہادر اور ٹیپو سلطان کی الوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے

نواب حیدر علیخاں نے ایک بڑی بادشاہی کا ڈول ڈالا تھا! وہ ٹیپو سلطان نے جس الوالعزمی کا اظہار کیا وہ حیرتناک ہے ٹیپو سلطان سے دو غلطیاں بہت بری سرزد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس نے اپنے پرانے رفیقوں اور امیروں

---

[1] اس عہدنامہ کی مندرجہ تفصیل نشان حیدری یا حملات حیدری یا تاریخ انگریزی بورنگ صاحب میں کہیں درج نہیں جس سے کل ملک محروسہ کے اضلاع و قلعہ جات وغیرہ کی صراحت معلوم ہوتی۔

کو نکال کر نئے لوگ فوج اور دربار میں داخل کئے جو اس کام کے اہل نہ تھے، اور آخر میں ان کی بد دیانتی اور سازش نے ٹیپو سلطان اور اس کی سلطنت کو برباد کر کے چھوڑا دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس کو غیر معمولی کاوش ہو گئی تھی۔ جو انگریزوں کے طرز عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر قوم ہونے اور مذہبی حیثیت سے انگریز اور فرنچ دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے اور اس وقت بھی انگریزوں کا سلسلہ انتظام فرنچ سے زیادہ باا ثر نظر آتا تھا۔ ایسی حالت میں ٹیپو سلطان کا انگریزوں کی بیخکنی پر آمادہ ہو جانا اسکا قصور عقل نہیں تو کیا تھا۔ اب چند کاغذات کی نقل کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خیالات دولت ایران اور سلطنت عثمانیہ اور سلطنت فرانس و افغانستان وغیرہ کہاں تک پھیلے ہوئے تھے،

نامہ[1] نواب حیدر علیخاں بہادر فرمانروائے ملک دکن

بنام

کریم خاں زند فرمانروائے مملکت ایران مورخہ نہم رمضان سنہ ۱۱۷۹ھ

جب تک آفتاب کے ظہور اور ماہتاب کے نور سے مناحت آسمان زمین نور یاب اور گلزار عالم ابر آذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت سے

خداوند اورنگ شاہنشہی — سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زماں شاہ عالی تبار — شہر دادگر خسرو نامدار

---

[1] بہ خط فارسی میں نواب حیدر علیخاں بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کا لکھا ہوا ہے :-

فرازندۂ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری
زیب وزینت چارپالش تمکین وجاہ نوازندہ خلق اللہ کی شمع اقبال تابُد
ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔
آپ کا الطاف نامہ جس کے مضمون سے سراسر اخلاص ومحبت کا رابجہ
پیدا ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی خبر خیریت کے دریافت
کا انتظار تھا بساعت مسعودزماں محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ۔
شاہ نور اللہ اور والاجاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی
معرفت چہرہ افروز وصول ہوا اس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل اور دماغ
میں کمال انبساط اور سرور نے جگہ پائی۔ مخلص نیازمندان مراتب موالات ومحبت
کے سننے سے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکرگذار ہوا۔
چونکہ اتفاق ووفاق عامہ بنی آدم سے نیکیاں وحسنات پیدا ہوتے ہیں پھر جب
دو صاحب شوکت حاکموں اور ذی اقتدار بادشاہوں کے درمیان موالفت اور
موانست کی بنیاد قائم ہو تو بیحد وبے شمار برکات وفوائد کا مترتب ہونا ظاہر
ہے:۔
اس لئے یہ وفاکیش اس زیبندۂ تاج ودیہیم اوصاف ذاتی اور کمالات
فطری سن کر حسب مضمون اس شعر کے

مصاحبت پہ ضرورست آشنائی را
ہنوز یاد بمن بوئے نکہت عربی است

اس جناب سے اتحاد وارتباط کا خواہاں ہوا تھا۔ الحمد اللہ کہ دل نیاز

منزل کو اس شاہ والا تبار کی فتوحات اور مروت سے جو امید تھی وہ بخوبی ظہور میں آئی یعنے اتحاد و محبت کا آفتاب دونوں دلوں پر پرتو فگن اور کاشانہ داد و اتفاق روشن ہوا۔

یہ بات جو از راہ الطاف و کرم قید تحریر میں آئی ہے۔ کہ یہ اخلاص شعار اپنی سرکاری کشتیوں اور جہازوں کی لنگر گاہ کے لئے جو بندر کہ ممالک ایران کے متعلق بنادر ایران سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے۔ الحق جب بنائے یکجہتی و اتحاد قائم ہوئی تو جانبین کے دیار و امصار ایک حکم میں داخل ہوئے۔ نیاز مند ملک ایران کے کل علاقوں اور جزیروں کو اپنا ہی سمجھتا ہے۔ اور اب اس فروغ اقلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الے القلب۔ امید یہ ہے کہ اس صفا کیش کے قلمرو کے سب جزیروں اور بنادر کو اپنا تصور فرما کر جس بندر کی خواہش ہو اس سے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور دولت ایران کے شاہی معتمدوں کو وہاں روانہ فرمادیں۔ بندر مذکور بسر و چشم ان کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ یا یہاں سے بڑے بڑے شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازوں کی تیاری کا سامان جو اس اطراف میں کثرت سے ہے اور نیز اس دیار کے دوسرے تحائف اور عجائب ہمیشہ وہاں پہنچا کریں باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور اللہ کے ذریعہ سے رائے جہاں کشا پر روشن ہونگے شفقت شاہانہ سے امید ہے کہ ہمیشہ بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن کی صحت و آسایش اور تحائف کی فرمایش پر متضمن ہوں دل آرزومند کو محفوظ فرماتے رہیئے۔

آلہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہے۔ فقط۔

خط زمان شاہ والیٔ افغانستان بنام ٹیپو سلطان

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ کے مشاطۂ قلم شاہد مدعا کے چہرہ سے یوں نقاب اٹھاتی ہے کہ :۔

خط مسرت نمط۔ جواہر محبت دوفا کا مخزن۔ کنوز مودت وولا کا معدن جو آپ کے اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بددینان بدعتی کے جامع مسجدوں میں ہر جمعہ کے روز بعد نماز کے اس نیازمند کی وسعت مملکت اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب میں مناجات کی جاتی ہے اس عالیجاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ اور سید محمد رضا کے ہاتھ مع سوغات مندرجہ اس مدعا سے کہ اس سرکار کے دو شخص اس مخلص کے دربار میں حاضر رہا کریں ساعت سعید میں پہنچا جس سے دوستی اور یکجہتی کا گلزار ترو تازہ ہوا چونکہ اس سلطان والاشان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہے۔ ہم بعون الٰہی مع لشکر قاہرہ جلد اس طرف کوچ کرتے ہیں۔ تا کفار بدکردار ضلالت شعار کے ساتھ غزا و جنگ کر کے اس ملک کو لوث و کفر و بدعت سے پاک و صاف کریں[1]۔

آپ اس امر میں خاطر جمع رکھیں۔ کہ شتاب باشندے وہاں کے اپنی

---

[1] اس کے بعد زمان شاہ والیٔ افغانستان مع فوج کے آیا بھی تھا۔ لیکن درمیان سے بے نیل مرام واپس گیا اور ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہونے کا موقع نہ ملا۔

داد کو پہنچکر عہد امن و آسایش میں چین سے رہیں گے۔

اور اس سلطنت پناہ نے جو واسطے استواری محبت اور ارتباط کے اپنی سرکار والا کے دو شخص ہمارے یہاں بھیجنے کے باب میں درخواست کی ہم اسکو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

اس عالی منزلت کے سفیروں کی معرفت جو اپنی سفارت کے کام بخوبی بجا لائے کچھ ہدیئے اور تحفے جو ہماری وفور محبت کی نشانی میں بھیجے جاتے ہیں مدام اپنے مرکوزات خاطر سے مع اعلام خصوصیات دیگر کے ہمارے دل مشتاق منزل کے مذاق کو شیریں کام رکھا کیجیے گا +

سلطان سلیم فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کا خط
مورخہ ۸ ربیع الآخر ۱۲۱۳ھ بنام ٹیپو سلطان
یہ اصل خط عربی میں تھا عربی سے انگریزی ترجمہ
کیا گیا۔ اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہوا

اس سلطان برادر قدر دان کو معلوم ہو کہ ان ایام میں کہ فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستوں کیساتھ سرگرم پیکار تھے ہماری سرکار نے ان لوگوں کے تعارف اور دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہے ان کے دشمنوں کے طرفدار نہوکر صلح کل کا طریقہ اختیار کیا اس سرکار کو چونکہ بہ نسبت ان لوگوں کے نہایت درجہ میلان و التفات اور ان کی لگاوٹ کی باتوں کا کمال اعتماد تھا۔ اسی سبب سے دوسروں کے سوال و پیغام ان کے خلاف مسموع نہ ہوئے

سرکار عالی کو خیال یہ تھا کہ وہ بھی ان مدارات کے بدلے لوازم مروت اور دوستی بجالائیں گے لیکن برخلاف اس کے ان لوگوں نے ایکا ایکی دغابازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہے چنانچہ پہلے تو انہوں نے طولوں میں جو ملک فرانسیس کے متعلق بندروں میں سے ہے جہازوں کی تیاری کی اور ان جہازوں کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب مہیا کرنے کے بعد کثیر لشکر ان پر چڑھایا اور بعضے آدمیوں کو جو عربی زبان سے ماہر اور قبل اس کے ملک مصر میں گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری اس کی بونا پارٹ کو دی جو اس قوم کا سپہ سالار تھا۔ چنانچہ سپہ سالار مذکور نے ان جہازوں وغیرہ سمیت جزیرہ مالطہ کی سمت کوچ کر اس مقام کو اپنے قبضہ میں کر لیا پھر جہاں سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کر ۷ محرم سنہ ۱۲۱۳ ہجری کو اس کے سامنے جا کر ایکبارگی اپنا سارا لشکر شہر میں داخل کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے وہاں عربی عبارت میں اس مضمون کے اشتہار شائع کئے کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ پرخاش نہیں بلکہ تادیب و تعذیب مصر کے بیگوں کی جنہوں نے قوم فرانسیس کے سوداگروں کو تکلیف پہنچائی منظور ہے عرب کے جتنے آدمی فرانسیسوں کی موافقت اختیار کریں گے ان کے ساتھ حسن سلوک عمل میں آئے گا۔ اور جو لوگ مخالف ہوں گے وہ موت کا مزا چکھیں گے۔ تعجب تو یہ ہے کہ ان مفتریوں نے یہ مشہور کر دیا کہ مصر کی مہم ہماری مرضی اور صلاح سے واقع ہوئی ہے حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے،

زاں بعد اس مکار نے شہر روضہ میں دخل کر لیا تب تو دولت عثمانیہ

کی فوجوں نے جو شہر قاہرہ سے ان مصیبت زدوں کی مدد کو بھیجی گئی تھیں۔ ان کا مقابلہ کیا اور مصر کی سرزمین جو اس اعتبار سے کہ متصل قبلہ اہل اسلام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع ہے اس کی نسبت قوم مذکور کے بعض خط پکڑے گئے ان کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ عرب کے ملک کو لے کر اس کے چھوٹے چھوٹے صوبوں پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے دل میں یہ بات سمائی ہے کہ توفیق الٰہی اور تائید رسالت پناہی سے ان دشمنوں اور دین کے بدخواہوں کے دفع کرنے میں ہر طرح کی کوشش عمل میں لائی جائے۔

چونکہ اس برادر قدردان کے ساتھ جو دین و اسلام کی حمایت میں شہرہ آفاق ہیں۔ مدت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم اور طرفین سے ارتباط و یگانگت کی رسمیں جاری ہیں امید قوی ہے کہ وہ برادر مہربان اس خرخشے کی صفائی کیلئے اس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و رزم کے متفق اور معاون ہونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ اور ہم نے سنا ہے کہ ان دنوں قوم فرانسیس نے سرکار انگریزی کے علاقہ ہندوستان میں طرح طرح کی سازش کی ہے اور اس تقریب سے درمیان قوم فرانسیس اور اس برادر کے نہایت موافقت اور میل پیدا ہوا ہے چنانچہ ان کے سرداروں نے مصر کے راستہ سے فوجوں کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ ان کا مکر و فریب جلد کھل جائے گا۔

چونکہ اس قوم کے مقابلہ کو ادھر سے تو ناظمان سرکار انگریز مستعد ہیں۔ اور

ادھر ہم ان کے فتنہ وشورش کا دفعہ کرنا ضرور جانتے ہیں۔ اس صورت میں دونوں سرکار کے سرداروں کو لازم ہے۔ کہ ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہیں اور یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہو گئی ہے کہ فرانسیسوں کے سرداروں نے ہر دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھی ہے، یہاں تک کہ پاپائے روم کے ملکوں پر جو جہاں کے قدیم رئیسوں میں سے ہے اور دیار فرنگ کی سب قومیں اس کی عزت اور توقیر کرتی ہیں ظلم و تعدی کا ہاتھ دراز کیا ہے۔ اور ریاست بشکواں بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی لے لی ہے اور اب سرکار عثمانی کے ملکوں پر تاخت کی ہے۔ اور آئندہ ان کو ہندوستان لینے اور انگریزوں کو وہاں سے نکال دینے کی دھن ہے۔ الحاصل فرانسیسوں کی قوم ایسی بے مروت ہے کہ ان کے مکر و دغا کا کچھ ٹھکانا نہیں اس لئے امید ہے کہ وہ برادر طریقہ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے ہم مذہبوں کی کمک اور مدد میں بلکہ قوم فرانسیس کے شر و تذویر سے خطہ ہند کے بچانے میں دریغ نہ فرمادیں گے اور اگر درمیان اس برادر اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط اور میل ملاپ ہوا ہے تو امید ہے کہ وہ برادر والا قدر حال و استقبال کے آغاز و اتحاد کے نتیجوں اور اس نشیب و فراز کو جو اس ڈھب کی ملاوٹ میں متصور اور ممکن ہے ترازوئے دانش میں تول کر اس سے احتراز لازم جانیں گے اور انگریزوں سے لڑنے کے قصد کو محو کر ڈالیں گے اور جس صورت میں اس برادر کو انگریزوں سے کچھ شکایت ہو تو ہمیں مفصلاً اس کا حال لکھیں گے۔ تاکہ اس کی صفائی کے لئے ہر طرح کی دوستانہ

کوشش عمل میں لائی جائے امید کہ وہ برادران امور میں خوض وفکر کر کے قدیم دوستی اور ارتباط کی بنیاد کو جو جانبین سے بطور شائستہ ثابت و قائم ہے اور زیادہ مضبوط و استوار کریں گے۔ فقط

ٹیپو سلطان کی طرف سے سلطان سلیم کے خط کا جواب جو عربی عبارت میں مرقوم تھا

سب ستائش اور حمد اس خدا کو سزاوار ہے جس نے ملوک صاحب احتشام اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور ظہور بخشا اور درود و سلام اس کے رسول مجتبےٰ احمد مصطفےٰ اور ان کی آل و اصحاب امجاد پر جنہوں نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا۔

بعد اس کے شہنشاہ جمجاہ حکومت و ابہت پناہ ظل ملک صمد مورد الطاف ربانی منبع دانش و عرفان مجمع بر و امتنان۔ منفرد متہ الجیش فیروزی و اقبال برگزیدہ حضرت ذو الجلال۔ بادشاہ برّ و بحر نائب ایزد داور اعنی سلطان روم کی بارگاہ والا میں (خدا ان کے ملک و سلطنت کو ہمیشہ قائم رکھے) پوشیدہ نہ ہے کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین کے ساتھ ان کے عناد، کینے اور تکلم مذہب کے طریقوں کو صفحہ جہان سے محو کر ڈالنے پر مشتمل اور انگریزوں کی تعریف و تحسین اور درمیان ان کے اور ہمارے صفائی کر دینے کے لئے اس عظمت دستگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور ہم میں ان میں جو خصومت اور دشمنی واقع ہے اس کا سبب بیان کرنے

پر مختوی تھا۔ نیکترین ساعت میں پہنچا۔

خاطر عاطر پر روشن اور مبرہن ہو کہ ہم نے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمدؐ کی بنیاد قائم رکھنے کیواسطے کمر باندھی ہے۔ اور سنے الواقع فرانسیسیوں کی ذات جیسا کہ آپ نے لکھا ہے بڑی بے وفا اور سنگدل ہے ہم ان کی برائیوں سے خوب آگاہ ہیں۔ اور چونکہ انگریزوں کی قوم نے ان دنوں ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں ہنیید ستی وحرب و نبرد کی تیاری کی ہے اس لئے ہمپر بلکہ سب مسلمانوں پر جہاد واجب ہوا ہے توقع کہ جناب عالی اوقات خاص میں مناجات کر کے ہمت اور دعا سے ہماری معاونت فرمادیں گے بعد اس کے ہم سب کو فضل الہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہے۔ قبل اس کے ہم نے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہے جس میں بخوبی مفصل حالات درج ہیں۔ علاوہ مدینہ کے رستہ سے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لے کر گیا ہے وہ عنقریب بارگاہ والا میں حاضر ہو کر ہمارے مقاصد و مطالب شرح دار عرض کرے گا۔ صلوٰۃ و سلام خدا کے نبی برحق اور اس کی آل امجاد اور اصحاب پر ہو۔ فقط

مخترعات ٹیپو سلطان

(۱) اپنی تمام سپاہ اور رعایائے سرینگ پٹن کولار کوٹہ دیون ہلی صوبہ سرا بالاپور کلاں تجاور وغیرہ سے دس ہزار شیوخ و سادات اور شرفائے قوم منتخب کر کے ان کا ایک زمرہ بنایا اور اس زمرہ کو غم نباشد کے حرفوں پر تقسیم کیا جس کی تشریح یہ ہے۔ غ سے غیر ملک والوں کی مراد سمجھی گئی م سے مغل وغیرہ

ن سے نائطہ۔ ب سے برہمن۔ ا۔ سے افغان۔ ش سے شیعہ اور د سے اہل دائرہ یعنی مہدوی اس تقسیم میں داخل تھے اور یہ ناواقف ناتجربہ کار نااہل ناکردہ کار زمرہ یہاں تک دخیل کار ہوا کہ اس نے تمام نظام سلطنت کو درہم برہم کر ڈالا۔ اور اس نے ایسے ایسے سفیہ کم ظرف زمانہ ساز بے ایمان۔ فتنہ پرداز قابوچی۔ خوشامدی۔ عیار۔ مکار۔ اور مہام سلطنت سے ناواقف اور امور جنگ سے ناخبردار لوگ سلطان کے منہہ لگ گئے کہ قدیم خیرخواہوں اور جان نثاروں کا دربار میں نام نہ رہا اور جو بچ گیا۔ وہ ادھر اُدھر متعین کر دیا گیا تاکہ سلطان سے عرض معروض کا قابو نہ پا سکے آخر کو جب وقت پڑا تو ان میں سے کوئی انگریزی حکام کے ساتھ مل گیا کسی نے مرہٹوں سے سازش کر لی کوئی امرائے حیدرآباد کی معرفت نظام کی خیرخواہی کرنے لگا کوئی نکما منہ تکتا رہ گیا۔ اس سے سوائے خوشامد کی باتوں کے کچھ بن نہ پڑا۔

(۲) چند سپہداروں کے افسر اعلےٰ سپہ سالار کو خطاب "میر میراں" سے مخاطب فرمایا۔ اور فوج میں بہت سے ناتجربہ کار میر میراں مامور ہو گئے ہر میر میراں کو نوبت و نقارہ اور فیل و علم عنایت کیا گیا اور سب کو طرہ ہائے طلائی مرصع الماس اور پدک ہائے مرصع مرحمت ہوئے اس طرح اور سب عہدوں کے جدید نام تصنیف ہوئے۔

(۳) پہلے لشکر کو جیش کہتے تھے۔ سلطان نے جیش کے بدلے عسکر نام رکھا۔

(۴) تمام کچہریاں اسماء حسنےٰ کی تعداد ننانوے ناموں کے حساب سے

ننانوے مقرر کی گئیں۔ اور ہر کچہری کو ایک خاص نام سے موسوم کیا گیا۔ جیسے اللّٰہی کچہری۔ رحمان کچہری۔ غفار کچہری۔ غفور کچہری۔ عزیز کچہری وغیرہ وغیرہ۔

(۵) پہلے بندوق کو بندوق کہتے تھے۔ سلطان نے بندوق کو تفنگ کے نام سے بدل دیا۔

(۶) توپ کا نام درخش رکھا گیا۔

(۷) بان کو شہاب سے موسوم کیا۔

(۸) شیر کی صورت پر تخت بنوایا۔ اور کاریگروں سے اپنی اختراع کے موافق کام لیا۔

(۹) شمسی مہینوں کے نام شروع حرف ابجد ہوز حطی سے مقرر کئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

احمدی۔ بہاری۔ جلوی۔ دراعی۔ ہاشمی۔ واسعی۔ زبرجدی۔ حیدری۔ طلوعی۔ یزدانی۔ ایزدی۔ بنائی۔

پھر آخری سلطنت میں ان ناموں کی جگہ یہ نام بدل دیے۔

احمدی۔ بہاری۔ تقی۔ ثمری۔ جعفری۔ حیدری۔ خسروی دینی۔ ذاکری۔ رحمانی۔ ربانی۔ زکی۔

(۱۰) چونکہ عربستان۔ اور ترکستان میں ساٹھ سال کے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔ جیسے سال اول تصوراط۔ سال دوم عالماط۔ سال سوم۔ صراط سال چہارم عیراط۔ سال پنجم مستقیماط۔ وغیرہ ان کی جگہ سلطان نے بتعداد ابجد یہ الفاظ مقرر کئے۔

سال اول احد۔ سال دوم احمد۔ سال سوم آب۔ سال چہارم جا۔ سال پنجم باب۔ سال ششم بجا۔ سال ہفتم ابد۔ سال ہشتم جاد۔ سال نہم جاہ۔ سال دہم ادج وغیرہ وغیرہ۔

(۱۱) ہون اور روپیہ اپنی اختراع کے موافق مسکوک کرائے۔

(۱۲) سولہ روپے قیمت کی ایک اشرفی مسکوک کرائی اس کا نام صدیقی رکھا۔

(۱۳) ہون کو فاروقی لقب دیا۔ فاروقی ہون کے ایک طرف اس کا نام اور دوسری طرف (ح) مسکوک کرایا۔

(۱۴) امامی روپیہ جاری کیا جس کی چاندی دو روپے حال کے برابر تھی۔

(۱۵) اٹھنی کا نام باقری رکھا۔

(۱۶) دونی کو کاظمی کے نام سے موسوم کیا۔

(۱۷) آنہ کو آیہ کا نام مرحمت ہوا۔

(۱۸) غلہ وغیرہ تولنے کے اوزان میں سیر کا نام دک رکھا گیا اور من کو جو چالیس سیر کا ہوتا ہے۔ بید کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور کھنڈی کو جو دکن میں غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے اجیا کا لقب بخشا گیا۔

(۱۹) خاص خاص توپوں کے نام علیحدہ علیحدہ رکھے گئے۔

(۲۰) چاندی۔ سونے۔ لوہے۔ لکڑی کے کارخانہ کو ملاحظہ فرمانے کے لئے جب نزول اجلال فرماتے۔ تو توپ بندوق۔ تپنچہ۔ کٹار۔ چھری۔ چاقو۔ تلوار قینچی وغیرہ میں کوئی نہ کوئی نئی اختراع ظاہر فرماتے۔

(۲۱) شال مخمل بانات اور کمخواب۔ زربفت وغیرہ کے عالیشان کارخانے

جاری فرمائے تھے اور انہیں نئی نئی اختراعوں کی تعلیم و ہدایت فرماتے تھے،

(۲۲) خنجر کا نام صفدر رکھا تھا۔

(۲۳) ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کپڑا جو مثل مخمل کے لطیف و دبیز ہوتا تھا۔ شیر کی کھال کے نمونہ پر ایجاد فرمایا۔ اس کا نام ببری رکھا۔ اکثر خود بدولت اس کی قبا زیب جسم فرماتے تھے۔

ٹیپو سلطان کا ارغنون

ٹیپو سلطان کے مخترعات تفریحی میں سب سے زیادہ دلچسپ ایک ارغنون تھا چونکہ سلطان شیر کی صورت سے خاص دلچسپی رکھتا تھا اور شیر کے بہادرانہ اوصاف سے اس کو خاص مناسبت تھی اس لئے وہ اپنے مخترعات میں بھی اکثر شیر کی صورت اور مشابہت کا خیال رکھتا تھا۔ اس لئے سلطان نے اس "ارغنون" کو بھی شیر کی صورت پر بنوایا تھا۔ اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔ اس شیر کے پیٹ میں موسیقی کے ساز اور سروں کی کوک کے کل پرزے نہایت استادانہ حکمت سے لگائے گئے تھے ممکن کہ کسی فرانسیسی استاد نے یہ لطیف کاریگری ظاہر کی ہو اس ارغنون سے جو آواز نکلتی تھی وہ چیتے کے غرانے اور ایک آدمی کی خوفزدہ آواز سے مشابہ ہوتی تھی گویا ایک چیتا آدمی کو پھاڑ کھانا چاہتا ہے جس سے وہ آدمی سہمے ہوئے لہجے میں اظہار عجز کر رہا ہے یا یوں کہو کہ اس کی گھگی بندھ گئی ہے۔

یہ ساز جب باقاعدہ کوکنے سے بجتا تھا تو وہ فرنگی بار بار ہاتھ اٹھاتا۔

تھا گویا اپنی بیچارگی کو ظاہر کر رہا اور کہہ رہا ہے کہ آئندہ ایسا نہ کرونگا۔

یہ ارغنون ایک پورے قد کے شیر اور ایک پورے قد کے فرنگی سے مرکب تھا۔

یہ ارغنون بعد فتح سرینگ پٹن کے راگ محل میں پایا گیا۔ جہاں اور بہت سے آلات موسیقی رکھے ہوئے تھے اور ولایت کو بھیجدیا گیا۔

اس ارغنون کی آواز ایک بہت بڑے شاہی کمرہ میں گونج جاتی تھی اور اس کے سروں سے ایک خاص ہیبت اور جلالت کا اظہار ہوتا تھا۔

نظام حیدر آباد سے قرابت کی درخواست

ٹیپو سلطان نے ۱۲۰۲ھ ہجری میں اس باب میں غور کیا کہ میں مسلمانوں کی سلطنت کو تقویت دینا اور اپنی جان اور اپنا مال خدا کے سچے مذہب اسلام پر نثار کرنا چاہتا ہوں ایسی حالت میں تمام مسلمانوں کو میرے ساتھ ہونا چاہئے نہ یہ کہ میرے برخلاف بت پرستوں کا ساتھ دیں اور انکے ساتھ ہوکر اسلامی ممالک کا تاخت تاراج کرنا ذریعہ حصول جاہ خیال کریں جیسے نواب نظام علیخاں بہادر (نظام حیدر آباد) بار بار پیشوائے پونا کا ساتھ دیتے اور دونوں فوجیں مل کر میرے ملک کو پامال اور میری رعایا کو شکستہ حال کرتی رہتی ہیں۔ اور افسوس کہ میں نے مخفی طور پر نظام علیخاں بہادر کو سب کچھ سمجھایا لیکن وہ مرہٹوں کے یلغار کو اپنے ملک سے دور رکھنے کیلئے ان کی دوستی کو مقتضائے مصلحت جانتے ہیں۔ حالانکہ مرہٹوں نے ان کو جیسا نقصان پہنچایا اور ان

کے ممالک کو تاخت تاراج کیا اور مسجدوں کو ڈھایا اور خانقاہوں کو گرایا اس کا اقتضاء یہ تھا کہ وہ میری طاقت کو اپنی طاقت سمجھ کر رہتے اور جب میری اور ان کی دو طاقتیں ایک جگہ مل جائیں تو مرہٹوں کی کیا طاقت تھی جو وہ اپنے ملک سے ایک قدم باہر نکالنے کا حوصلہ کرتے لیکن اس کا بڑا سبب انگریزوں کی عقلمندی ہے جو نظام حیدر آباد کو مجھ سے ملنے نہیں دیتے اور نظام کو مرہٹوں سے متفق ہو کر میرے خلاف میں نوجکشی پر ابھارتے رہتے ہیں۔ اب اگر کوئی تدبیر میرے اور نظام کے اتفاق و یکجہتی کی ہو سکتی ہے۔ تو یہ کہ میرے خاندان کی لڑکیاں نظام کے بیٹوں بھتیجوں اور نظام کے خاندان کی لڑکیاں میرے بیٹے بھتیجوں کو بیاہی جائیں تاکہ طرفین سے ابواب یگانگت کشادہ ہو کر سب کو ان دونوں اسلامی طاقتوں کے متحدہ ہو جانے کا علم و یقین ہو سلطان کا یہ خیال بیشک بہت ہی مناسب وقت اور زبردست و با اثر خیال تھا۔ لیکن سلطان کے دوسرے حریف اور اس پولیٹیکل بساط کے شاطر کب یہ بازی کھیلنے دیتے تھے۔ چنانچہ سلطان نے محمد غیاث کو جو ایلچی گری کی خاص قابلیت رکھتا تھا مع ایک خط خاص کے حیدر آباد روانہ کیا اور نظام کے لئے خاص اعلے درجہ کے قیمتی تحائف اور جواہر اور چند امرا حیدر آباد کے لئے نہایت قیمتی خلعت اس کے ساتھ کر دیئے جب ایلچی مذکور نظام کے حضور میں پیش ہوا تو اس نے وہ خط اور وہ تحفے اور خلعت نظام کے پیش کر کے نہایت شیریں گفتاری سے یہ تقریر کی کہ اعلے حضرت پر یہ بات روشن ہے کہ نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان نے محض خدا کی تائید اور اپنے زور

شجاعت سے سلطنت خداداد حاصل کی اور تمام ملک دکن اور تلنگانہ سے بت پرستی کو میٹ کر کلمۂ توحید جاری کیا۔ ایسی حالت میں اعلےٰ حضرت کی جانب سے اس سلطان دین پناہ کی حمایت لازم ہے نہ یہ کہ بت پرست کافروں کی اعانت ہو کر اسلامی ممالک کو تاخت و تاراج کیا جائے اور حمایت اسلام کا کچھ پاس نہو۔ حالانکہ اگر یہ دونوں اسلامی سلطنتیں ایک دوسری کی مدد میں متحد ہوں۔ تو کافروں کی مجال نہیں کہ ایک قدم آگے بڑھنے کا حوصلہ کر سکیں نظام کے دل میں بھی اس سچی اور مناسب تقریر کا اثر ہو رہا تھا۔ لیکن جب نظام حرمسرا میں تشریف لے گئے اس وقت دوسرے شاطروں نے مزاج کا دوسرا ہی رنگ بدل دیا اور کئی طرف سے نظام علیخاں کے دلمیں یہ بات ڈالدی کہ حضرت کا درجہ ایک نائک کے فرزند سے قرابت کا نہیں ہوسکتا حالانکہ نائک کوئی قوم نہیں سپہ سالار کے معنے میں ایک معزز خطاب تھا جو ابتداء ملازمت میسور میں نواب حیدر علیخاں نے حاصل کیا تھا۔ اس سے حیدر علیخاں یا ٹیپو سلطان کے حسب و نسب پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا لیکن حرمسرائے نظام کے برانگیختہ کرنے کو اتنا شوشا کافی تھا اسیر طرہ یہ کہ یہاں کی لڑکی وہاں جانے سے اس کا یہ درجہ باقی نہ رہیگا۔ جو یہاں دیکھا جاتا ہے۔ قصہ مختصر اس قسم کی باتوں سے متاثر ہو کر نظام نے ٹیپو سلطان کی نسبت عدم التفات ظاہر کر کے ایلچی کو بے مقصود واپس کیا۔ صاحب نشان حیدری جو ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر بھی رہے اپنے آقائے نعمت کی نسبت یہ جواب ناپسند کر کے نظام علیخاں بہادر کی طرف لکھتے ہیں۔

این زعم باطلش بود کہ سوائے ذات خداوحدی را دولت مندان دکن شریف تر قوم نمے دانست و بر حشمت و شوکت خود مے نازید الحق سلطان ذیشان باعتبار نسب خود از دیگران کم نبود و از بطن زن ارزل تولد نہ شدہ و در حسب از روئے اقتدار اسباب دنیاداری و جاہ و مکنت ید طولے و در شجاعت و تہور یکتائی داشتند و بعضے کساں کہ بر لقب ذنانک انگشت ایراد مے نہند۔ صریح مغالطہ عظیم خوردہ اند۔ چہ او یک عہدہ سلسلہ لاری ہست قوم نیست این کساں نمے دانند قدرت نامتناہی قادر بر حق عظیم است ہر کسے را کہ او مے خواہد سعادتمند دارین میکند و بجاہ و حشم دنیا سرافراز میدارد۔ اغلب کہ ایشاں از احوال بعضے سلاطین ہند و دکن کہ مرجع طوائف انام و برگزیدہ درگاہ ملک العلام اند واقف نیستند کہ در اصل کہ بودند و آخر چہ شدند۔ واز کیفیت و سلطان حسن کانگو۔ کہ دیباچہ نسل نامہ بہمنیہ میشود و بسلسلہ بہمنی معروف گشتہ چنانکہ بعد وفاتش برق آتشبار گرد مرقدش طواف نمود گذشت کدام کس بود خبرے ندارند۔ اللہ اللہ در این زمان باعتبار جاہ و مکنت دنیا ارزال قوم دم صحیح النسبی میزنند و کم فطرتان و کم ظرفان نخوت پوچ دعوے سیادت و مشیخت مے کنند و برابر خود کسے را اشراف نمے دانند

زرشتی ظرف و اصالت ہست در دولت نہاں
عیب پوشِ فحبۂ بدشکل زریں چادر است

ٹیپو سلطان نے اپنے تخت پر جلوس کا موقع نہیں پایا

ناظرین نے ٹیپو سلطان کی ہر تاریخ میں اسکے نہایت قیمتی تخت شیر کا حال پڑھا ہوگا۔ اور ہم نے بھی اردو۔ فارسی۔ انگریزی تاریخوں سے اس کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے جس کی قیمت دو کروڑ روپیہ بیان کی جاتی ہے لیکن یہ بات معلوم ہونا چاہیئے کہ ٹیپو سلطان کو اس تخت پر جلوس فرمانے اور جلوس کے جشن شاہانہ مرتب کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جس کی بڑی وجہ سلطنت مغلیہ کے رسم تخت نشینی کی پاسداری تھی یعنے جلال الدین اکبر کے دستور کے موافق اس تخت پر جلوس کرنے کے لئے ٹیکہ کا سامان نہ ہو سکا۔ چنانچہ صاحب نشان حیدری نے اس باب میں یہ عبارت لکھی ہے :-

تخت سلطنت و سریر معدلت و فرمانروائی کہ بصرف جواہر گراں بہا بصورت شیر مرصع کردہ اگرچہ برحسب آرزو در ساعت ہمایوں ترتیب یافتہ بود اما برائے جلوس میمنت مانوس انتظار ٹیکہ برحسب قاعدہ سلاطین دہلی کہ از خاندان جسونت راجہ اودیپور میگرفتند و بانی ایں دستور سلطان جلال الدین اکبر بود آنحضرت نیز وا لئے نواح کچھ را بصرف لکھو کھا نذور تحائف و تشریفات

وعنایات شاہانہ مطیع و منقاد ساختہ بر فرستادن دخترش
راضی کردہ بودند مے کشیدند۔ بانیٔ حال زمانہ کہ در شکست اسباب
ہدایت دحامئے خلق اللہ میکو شد مساوات نمود۔

اب یہ تخت حسب صراحت بالا ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و شہنشاہ
ہندوستان کے دارالامارہ ونڈسر کیسل میں رکھا ہوا ہے وہ ملکہ وکٹوریہ کے
عہد سلطنت میں سلطان عبدالعزیز خاں فرمانروائے دولت عثمانیہ کے
جلوس فرمانے کو نکالا گیا تھا۔ اس سے عقلائے انگلستان نے تو یہ بات دکھائی
کہ یہ تخت اس سلطنت سے چھنا ہوا ہے جو سلطان ٹرکی کی حمایت پر فخر
کرتا تھا اور ٹیپو سلطان کی روح نے یہ اثر ظاہر کیا کہ اگر اس تخت پر اس
کو جلوس کرنے کا موقع نہ ملا تو ایک ایسے سلطان نے اس پر جلوس فرمایا
جو تمام دنیا کے مسلمانوں کا سرتاج تھا اور میں اس سلطنت کی مطابعت
کو اپنی سعادت جانتا رہا ہوں اور آج اس مصرعہ کا مصداق ہوں ؎

بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

لہ شاید شاہنشاہ اکبر نے کوئی دستور مقرر کیا ہو کہ تخت پر جلوس
کے وقت ایک بڑے سورماں راجہ کی لڑکی کوئی رسم خاص ادا کرے
اوسی کے موافق ٹیپو سلطان نے بھی اس رسم کے لئے کچھ کے راجہ کو ادائے
رسم مذکور کے لئے لڑکی بھیجنے کے لئے راضی کیا ہو۔ تعجب کہ ٹیپو سلطان جیسا
لائق شخص ایسی رسم کی پابندی سے تخت پر جلوس نہ کر سکا۔

ہندوؤں کی نسبت زمانہ ٹیپو سلطان کی رائے

خدا نے فضلی حیثیتوں سے جیسے اس ملک میں تمام دنیا کے مجموعی اوصاف جمع کر دیئے ہیں یعنے سردی۔ گرمی۔ بارش۔ برف وغیرہ آثار قدرت جو دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں وہ سب قدرت نے اس ملک کے مختلف حصّوں کو عنایت کئے ہیں باشندگان ملک کیلئے تمام زمین کو ہر قسم کے غلوں سے ذخیرہ گاہ قدرت بنایا ہے سینکڑوں ندیوں اور عالیشان دریاؤں سے ملک کی سیرابی کا سامان موجود ہر طرح کے پھل پھول سے جنگل گلزار ہو رہے ہیں یہاں کے دریا موتی مونگوں کی کان پائے جاتے ہیں یہاں کے پہاڑ یاقوت والماس کی جھولیاں بھرے کھڑے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ویسے ہی قدرت نے یہ نعمت عظمےٰ اس قوم کو عنایت فرمائی تھی جو اپنے وقت میں تمام دنیا کی قوموں سے بہتر اوصاف رکھتی تھی۔ یہاں کی قوم ہنود کی تعریف دور دور کے ملکوں میں بطور ایک نادیدہ مثال کے بیان کی جاتی تھی ان کی نفس کشی اور ریاضت کی کوئی حد نہ تھی نرم دل ایسی تھی۔ کہ کسی ذی روح کو اگرچہ وہ بھنگا اور چیونٹی کیوں نہ ہو تکلیف نہ دیتی تھی محبت اور ملنساری میں دوسرے ملک والوں کو ایسا موہ لیتی تھی کہ وہ اس کے اطوار سنجیدہ اور اخلاق برگزیدہ کے رہین منت ہو کر اسکی تعریف کا افسانہ ساتھ لے جاتے تھے کسی جاندار کا آزار دینا حرام مطلق تھا اور اس حکم کی پابندی اس دلی رحم ولنیت سے کی جاتی تھی کہ وہ ہر شخص کی طبیعت

ثانی بن گئی تھی خیرات اور صدقات کی کچھ حد نہ تھی جتنے کہ خیرات اور صدقات لینے والے بمشکل دستیاب ہوتے تھے بعض راجے مہاراجے اپنا راج تک خیرات کر دیتے تھے ایفاء عہد اور قول پروری اس وقت کا خاصہ تھی ذرا ذرا سی قدرتی جھلک میں مظاہر یزدانی کی پرستش پر آمادہ رہتے تھے

زاں بعد وہی قوم دوسری قوموں کی آمیزش اور اختلاط اور اپنے قانون عملی کو چھوڑ کر ایسی گمراہ اور خراب ہوئی کہ ان کی ہر نیکی سے ان گنتی برائیاں پھوٹ نکلیں۔ بت پرستی نے سرتاپا کفر و ضلالت میں مبتلا کر دیا ان کی خیرات و مبرات کے بیجا مصرف نے ان گنتی فقیر و سائل پیدا کر دیئے جن کے اقوال و اطوار اس لائق نہ تھے کہ ان کو حرامخوری کا موقعہ دیا جاتا ان کے دلوں سے رحم اور خدا ترسی کا مادہ گھٹنے اور تعصب اور نفسانیت کا مادہ بڑھنے لگا اور ان کا رحم قدیم بجائے عام بنی نوع انسان کے اپنے اغراض و خصوصیات سے متعلق ہو گیا جس سے ان سے وہ عام برگزیدگی کے اوصاف واپس لے لئے اور یہ بتدریج روحانیت کی تابناک روشنی سے کفر و مادہ پرستی کی تاریکی میں پڑ گئے مسلمانوں کے وقت میں ان کے تعصب اور نفسانیت اور ریا و خوشامد وغیرہ نے ترقی کی اور وہ رذائل جو تونگری اور تمول کو لازم ہیں ان میں گھر کر گئے۔ اولاد کی کثرت۔ تعلیم کی قلت عیش و تنعم کے اسباب ہنرمندی کے فقدان نے ان کو شاہراہ ترقی سے دور رکھا۔ دونی۔ افسردگی۔ رذیل شیوں کا اختیار کرنا۔ خوشامد۔ چاپلوسی۔ مکر و فریب سے دوسرے کیساتھ ملنا۔ دغا و زور کو اپنا ذریعہ کامیابی جاننا ان کا شیوہ ہو گیا

غیرت اور حمیت سے سروکار نہ رہا۔ بیکار پڑے رہنے کو ذریعہ نعم خیال کیا۔ دولت جمع کرنے کیلئے ان کے لالچ اور طمع کی حد نہ رہی فی الحقیقت اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس میں تو لڑیں۔ لیکن دوسروں کو اپنا خداوند نعمت بنائیں ان کے سامنے ذلت اور عاجزی سے سر جھکائیں اور انواع مکر و خوشامد سے پیش آئیں اور خود ان کے بار حکومت کے نیچے دب جائیں۔ ہندوؤں کے مذہبی تنوع نے ان میں سخت تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ انہیں وجوہ سے بعض غیر ملک کے بہادر اور اولوالعزم اور محنت کوش بادشاہوں نے اپنی قوم کا اس ملک کی بود و باش سے علیحدہ رہنا پسند کیا ہے چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی میں لکھا ہے کہ جب ضحاک نے اپنے سپہ سالار گرشاسپ کو ہندوستان کی تسخیر کے لئے بھیجا تو اس کو یہ نصیحت کی۔

مثنوی

وصیت چنیں کرد گرشاسپ را ۔۔۔ کہ در ہند پدر رود کن خواب را

نداری ز خون سپاہان دریغ ۔۔۔ ہمیں کار فرماد رخشندہ تیغ

بجستی دہ انجام کار بزرگ ۔۔۔ بر ایشاں چناں زن کہ بر گلہ گرگ

نمائی دراں بوم سالے تمام ۔۔۔ کہ لشکر گراں گیرد از ننگ نام

گرت بگذرد چار موسم دراں ۔۔۔ از فر ہند و مردی نیابی نشاں

یعنے اے گرشاسپ تو بعد حصول فتح ہندوستان کے وہاں رہنے کا ہرگز قصد نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تجھ پر اور تیرے لشکر پر ایک سال وہاں گذر

گیا تو یقین کر کہ پھر مردی اور فرزانگی کا نام و نشان تیرے لشکر میں باقی نہ رہیگا۔
اس کے بعد مسلمانوں کی حالت میں غور کیجئے کہ ایران۔ توران۔ بلخ۔ ہرات۔ غزنی۔ قندھار وغیرہ سے کیسے کیسے توانا و اولوالعزم مغل اور پٹھان یہاں آئے لیکن یہاں کی رہایش سے وہ کیسے خانہ نشین و عشرت پسند ہو گئے اور ان شیر دل بہادروں کی اولاد کیسی کمزور اور زنخی ہو گئی اور انہوں نے کیسی نحیف اور رزیل عادتیں اختیار کیں کہ ان میں ان کی اصلیت کا کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہا۔ اور وہ بھی ہندوؤں کے ساتھ مل کر اپنے اوصاف شجاعت و مردانگی و غیرت و حمیت کھو بیٹھے اور اولوالعزمی ان کی سرشت سے نکل گئی اسیوجہ سے عقلائے فرنگ نے منجملہ اور تدابیر حکمت کے ایک خاص دانشمندی کا یہ فعل اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے رئیسوں اور اعلےٰ خاندان کے لوگوں کو اس ملک کی بودوباش سے منع کرتے ہیں اور کسی طور پر اس ملک کا توطن اور یہاں کے لوگوں سے خلاملا پسند نہیں کرتے،

ٹیپو سلطان کا ملک لینے کے بعد ۱۸۲۱ء تک انگریزوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک بتقید سال تصرف بہ مقابلہ عہد سلطنت اورنگزیب

شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے ممالک محروسہ سلطنت میں اکیس صوبہ جات ذیل باقی چھوڑے تھے،

(۱) صوبہ لاہور۔ (۲) صوبہ ملتان (۳) صوبہ اجمیر (۴) صوبہ دہلی (۵) صوبہ آگرہ (۶) صوبہ الہ آباد (۷) صوبہ اودھ (۸) صوبہ بہار (۹) صوبہ بنگالہ۔ (۱۰) صوبہ مالوہ (۱۱) صوبہ گجرات (۱۲) صوبہ کابل (۱۳) صوبہ کشمیر (۱۴) صوبہ سندھ (۱۵) صوبہ برار (۱۶) صوبہ خاندیس (۱۷) صوبہ اورنگ آباد احمد نگر (۱۸) صوبہ بیدر (۱۹) صوبہ حیدرآباد (۲۰) صوبہ بیجاپور (۲۱) صوبہ اڑیسہ۔

ان اکیس صوبوں کا حاصل اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھیانوے ہزار نو سو اکیس روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوتا تھا اور حاصل زمین سے فی دس روپیہ ایک روپیہ لیا جاتا تھا۔

عالمگیر کے بعد آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کی فرزانگی اور اقبال اور

تفصیل شہر یا ملک مفتوحہ و مقبوضۂ انگریزی	سال دخل و تصرف
شہر مدراس یا ضمیمہ قطعہ زمین جو دریا کے کنارے طول میں پانچ میل اور خشکی کی جانب ایک میل بارگاہ شاہی سے حاصل ہوا۔	۱۶۳۹ء

مسلمانوں کی عیش پرستی و ادبار اور ملکی اور قومی تفرقوں نے انگریزوں کو زمانہ انتزاع سلطنت ٹیپو سلطان یا اس کے چند سال بعد تک ممالک مندرجہ ذیل کا حکمران بنا دیا۔

جزیرہ بمبئی .... سنہ ۱۶۶۴ء
قلعہ سنیٹ ڈیوڈ کرناٹک میں سمندر کے کنارے پر .... سنہ ۱۶۹۱ء
کلکتہ .... سنہ ۱۶۹۶ء
جاگیر کرناٹک میں .... سنہ ۱۷۵۰ء سے سنہ ۱۷۶۳ء
چوبیس پرگنہ .... سنہ ۱۷۵۷ء
چاٹ گانوں۔ بردوان۔ میدنی پور .... سنہ ۱۷۶۱ء
بنگالہ بہار اور اڑیسہ کی چار سرکاری .... سنہ ۱۷۶۵ء
سالسٹی کے علاقہ جات اور جنگل .... سنہ ۱۷۷۶ء
بنارس کی زمینداری .... سنہ ۱۷۸۱ء
سرکار گنٹور .... سنہ ۱۷۸۷ء
ملیبار کنڑا۔ کوئمباٹور۔ ڈنڈیگل۔ بارہ محال سالم وغیرہ وغیرہ جو ٹیپو سلطان کے ملکوں سے علیحدہ کر کے لے لئے سنہ ۱۷۹۲ء
سرینگ پٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان سے لے لی گئی .... سنہ ۱۷۹۹ء
بالاگھاٹ۔ بلاری۔ کڑپہ .... سنہ ۱۸۰۰ء
اعانت دائمی کے اقرار پر نواب اودھ کے دیئے ہوئے ملک روہیلکھنڈ مع بریلی۔ مرادآباد۔ شاہجہانپور۔ وغیرہ اور ملک پائیں دوآب سنہ ۱۸۰۱ء

وخطہ فرخ آباد و الہ آباد و کانپور و گورکھپور و اعظم گڑھ وغیرہ
صوبہ کرناٹک مع ان خطوں کے جو نواب کرناٹک کے تحت میں تھے
دہلی آگرہ۔ دوآب بالا۔ ہریانہ سہارنپور۔ میرٹھ علیگڈھ اٹاوہ
بندھیلکھنڈ۔ کٹک بالاسور۔ جگناتھ وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۱۸۰۳ء
حصہ مملوکہ قوم ڈچ متعلق جزیرۂ سیلان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۱۸۰۲ء
پیشوائے پونا اور گائے کواڑ بڑودہ کے دیئے ہوئے
خطہ جات صوبہ گجرات میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۱۸۰۳ء
نیپال سے فتح کئے ہوئے اضلاع درمیان ستلج اور جمنا اور گڑھوال اور کماؤں سنہ ۱۸۱۵ء
انجار اور منڈاوی مع متعلقات نواح کچھ میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۱۸۱۶ء
پونا اور تمام ممالک پیشوا کے خاندیس و ساگر مع صوبہ مالوہ و اجمیر و
سنبھل پور و سرگوجہ و گڑھا منڈلہ مع ان علاقوں کے جو راجہ ناگپور سے حاصل کئے سنہ ۱۸۱۸ء
خطہ جات متعلقہ برہما۔ آسام۔ کاچار۔ منی پور۔ زنگ۔ مارتیان
ٹوائے ٹینا سرم کے دیئے ہوئے اور جزائر مرکائی ۔ سنہ ۱۸۲۵ء

یہ سرکار انگریزی کا خاصہ ہے۔ باقی تمام دیسی ریاستیں سرکار انگریزی کی مطیع و منقاد اس کو خراج دیتی ہیں اور سلطنت برطانیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے سنہ ۱۸۲۱ء اور سنہ ۱۸۲۲ء میں اس کے خراج و محاصل کی تفصیل یہ ہے۔

بابت خراج زمین بنگالہ	بابت خراج ممالک مدراس	بابت خراج علاقہ جات ممبئی
۱۳۳۴۰۵۰۲۰ روپیہ	۵۸۱۲۹۰ ۵۵ روپیہ	۵۵۴۷۱۰ ۲۸ روپیہ

جملہ اکیس کروڑ پچہتر لاکھ تنتیس ہزار سات سو بیس روپیہ

محاصل نمک	محاصل افیون	حاصل کاغذ اسٹامپ	باج ممالک قدیمہ	باج ممالک جدیدہ
۶۰۶۰۷۶۸۰	۱۱۲۵۵۷۲۸۰	۲۱۵۷۶۰۰	۴۷۹۰۰۱۴	۸۴۸۴۴۹۰

سب چار کروڑ بہتر لاکھ ستاسی ہزار انسٹھ روپے ہوتے ہیں۔

.جمع خراجی ۲۱۷۵۳۳۷۲۰ جمع سوائے ۴۷۲۸۷۰۵۹ کل

۲۶۴۸۲۰۷۷۹۔

سب کا مجموعہ چھبیس کروڑ اڑتالیس لاکھ بیس ہزار سات سو اناسی روپے حساب میں آتے ہیں جو سنہ ۱۸۲۱ء کے حساب سرکاری کے موافق ہیں۔ اورنگزیب کے وقت میں فی دس روپیہ ایک سرکار میں لیا جاتا تھا۔ اب سرکار انگریزی میں نصف سرکار کا اور نصف زمیندار کا حق سمجھا گیا ہے۔

ٹیپو سلطان کی اولاد کا مجمل حال

جب سرنگ پٹن کا قلعہ فتح ہوگیا اور سلطان کی سلطنت انگریزوں کے قبضہ میں آگئی تو لارڈ مارننگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل کی رائے نے دو امور ضروری کی جانب توجہ کی ایک نامی عہدہ داروں اور سپہ سالاروں کی دلجوئی دوسرے نواب حیدر علیخاں بہادر خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے زن و فرزند کا سرنگ پٹن سے علیحدہ کہیں بھیجنا۔ چنانچہ امر اول کی نسبت نہایت نرمی اور فیاضی کا برتاؤ کر کے ہر ایک کے مناسب حال تنخواہیں مقرر ہوگئیں بعض نے جاگیریں حاصل کرلیں اور امر دوم کی نسبت

کہ نواب مرحوم اور سلطان مغفور کا تمام کنبہ رائے ویلور کے قلعہ میں جو مدراس کے ماتحت ہے بود و باش اختیار کرے اور ہر ایک کے لئے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا اور شاہزادوں کی نگہداشت اور پیغام سلام کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ساتھ کیا گیا۔ مطابق اس کے یہ سب کے سب عزت و احترام سے اس قلعہ میں رہنے لگے قریب آٹھ سال تک وہاں قیام کیا۔ پھر اتفاق سے قلعہ کے سپاہیوں میں بلوہ ہو گیا۔ ہر چند یہ لوگ اس میں شریک نہ پائے گئے لیکن بعد تحقیق بمقتضائے احتیاط کلکتہ کو بھیجنا مناسب سمجھا گیا اور وہ سب کے سب کلکتہ کو روانہ کئے گئے۔

اس محترم گروہ میں سلطان کے چھوٹے بھائی نواب کریم شاہ بھی تھے، نواب کریم شاہ مع اپنے دو فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شہزادگان سلطان کے جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) شہزادہ فتح حیدر سلطان (۲) شہزادہ عبدالخالق سلطان (۳) شہزادہ محی الدین سلطان (۴) شہزادہ معزالدین سلطان (۵) شہزادہ محمد لبین سلطان (۶) شہزادہ محمد سبحان سلطان (۷) شہزادہ شکراللہ سلطان (۸) شہزادہ سرور الدین سلطان (۹) شہزادہ جامع الدین سلطان (۱۰) شہزادہ منیر الدین سلطان (۱۱) شہزادہ غلام محمد سلطان۔ (۱۲) شہزادہ احمد سلطان اور تیرہویں ان میں نواب حیدر حسین خاں۔ داماد سلطان فردوس مکان تھے ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہنچ کر مقام رسا میں ٹھیرائے گئے پھر مدت کے بعد سید شہباز مرحوم کے فرزند یعنے سلطان

فردوس مکان کے نواسے بھی ان سب سے جا ملے۔

وہاں یہ سب شہزادے نہایت عزت و احترام سے رکھے گئے۔ اور شاہزادوں کی تعلیم و تربیت کا بجائے خود علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اب بھی کلکتہ میں ان کی اولاد عزت و احترام سے گورنمنٹ کے زیر سایہ بسر کرتی ہے اور شہزادگان میسور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ٹیپو سلطان کے صاحبزادوں میں شہزادہ غلام محمد سلطان نے کلکتہ میں دو مسجدیں نہایت عالیشان بنائی ہیں ان میں ایک مسجد مقام رسا میں واقع ہے یہ مسجد سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں بن کر تمام ہوئی اس مسجد کی تاریخ یہ ہے

تاریخ بنائے مسجد

نام خدا مسجدے پر زبہا و صفا	قبلہ اہل سجود و کعبہ اہل قیام
چیست سپر در ش طالب حق را در آر	اینک مردہ صفا زمزم در کن و مقام
سال بنائش ازاں گفت سروش ایچنیں	گرنہ دوئی خامشی ثانیٔ بیت الحرام

۱۲۵۳

۱۲۵۱ھ

اور دوسری مسجد ناف شہر دارالامارۃ کلکتہ میں ایسے پر فضا مقام پر واقع ہے جو اس عالیشان شہر کے امرا و متمولین سے گھری ہوئی ہے اس کی تاریخ یہ ہے۔

قطعۂ تاریخ بنا مسجد واقع دھرم تلا کلکتہ

تعمیر ۱۲۵۸ھ

ابن سلطان ٹیپوئے مغفور ہم محمد بنام ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل پیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک بہر ذکر و نماز و ورد دعا
در تمتع چو کعبہ اسلام در ترفع چو مسجد اقصا
گفت روح الامین از ان تاریخ بہر اتمام او بطرز دعا
عمرک اللہ مسجد الا قصلے
برسول حق و بآل عبا۔

اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گھاٹ سنگین گور غریباں و رعاشور کو تدفین تعزیوں کے لئے وقف کیا ہے حملات حیدری اسی شہزادہ کے نام پر لکھی گئی ہے۔

شاہزادگان ٹیپو سلطان مقیم کلکتہ کی بقا و رحلت تا ۱۸۴۷ء

مصنف تاریخ حملات حیدری نے ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء تک ٹیپو سلطان کے شہزادوں اور ان کی اولاد وغیرہ کا حال یوں لکھا ہے کہ نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد سلطان مع اپنے دو فرزندوں نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شہزادگان ٹیپو سلطان

کے ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہنچے ان شہزادوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) فتح حیدر سلطان (۲) عبدالخالق سلطان (۳) محی الدین سلطان (۴) معزالدین سلطان (۵) محمد یٰسین سلطان (۶) محمد سبحان سلطان (۷) شکراللہ سلطان (۸) سرورالدین سلطان (۹) جامع الدین سلطان (۱۰) منیرالدین سلطان (۱۱) محمد سلطان (۱۲) احمد سلطان۔

اور تیرہویں ان میں نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان تھے۔ زاں بعد نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکے یعنے سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی ان سے جا ملے سلطان کے چار شہزادوں کا ڈھائی ڈھائی ہزار اور باقی کا دو دو ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا ان کے علاوہ دوسروں کی مناسب تنخواہیں مقرر کردی گئیں اور کلکتہ میں یہ گروہ نہایت عزت و احترام سے دیکھا جانے لگا۔ اکثر ان میں غریق رحمت ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) شاہزادہ عبدالخالق سلطان نے غرہ شوال ۱۲۱۲ھ کو بعارضہ بواسیر رحلت فرمائی دو لڑکے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار چھوڑے۔

(۲) نواب حیدر حسین خاں داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپرز ماہ رجب ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا اور ایک فرزند نواب خیراللہ خان اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی

(۳) محی الدین سلطان چوتھی ربیع الآخر ۱۲۲۶ھ گولی کی بندوق سے خود کو ہلاک کیا اور پانچ شہزادے اور کئی بیٹیاں یادگا چھوڑیں شاہزادوں کے نام یہ ہیں:۔

شاہزادہ سعیدالدین۔ شاہزادہ برہان الدین۔ شاہزادہ قطب الدین

شاہزادہ محمد ٹیپو۔ شاہزادہ غلام دستگیر۔

(۴) فتح حیدر سلطان نے ۲۱ شعبان ۱۲۳۰ھ ہجری کو مرض سرسام میں رحلت کی۔ سات بیٹے حسب ذیل یادگار چھوڑے۔

شہزادہ جعفر الدین۔ شہزادہ محمد باقر۔ شہزادہ غلام محی الدین شہزادہ شہاب الدین۔ شہزادہ محمد سلطان۔ شہزادہ سلطان حسین۔ شاہزادہ محمد علی اور کئی بیٹیاں اس کے علاوہ ہیں۔

(۵) معز الدین سلطان نے ۲۲ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ ہجری کو رحلت کی ایک فرزند شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیاں یادگار ہیں۔

(۶) احمد سلطان دسویں شعبان ۱۲۳۹ھ ہجری رہگرائے عالم بقا ہوا۔ تین بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۷) نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد ٹیپو سلطان خلف ثانی نواب حیدر علیخاں بہادر مغفور نے اسی برس کی عمر میں بماہ جمادی الثانی ۱۲۴۶ھ ہجری کو رحلت فرمائی نواب غلام علی اور نواب امام بخش دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۸) نواب امام بخش خلف نواب کریم شاہ نے ۱۸۳۲ء میں انتقال کیا ایک فرزند نواب نور الحق یادگار چھوڑا۔

(۹) سرور الدین سلطان نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۴۹ھ کو رحلت کی دو بیٹیاں یادگار ہیں۔

(۱۰) شکر اللہ سلطان نے ۲۴ جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ ہجری کو انتقال کیا اور

چھ فرزند یادگار چھوڑے۔

شاہزادہ بشیر الدین۔ شاہزادہ جلال الدین۔ شاہزادہ اعظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین۔ شاہزادہ محمود شاہ دو بیٹیاں ان کے علاوہ ہیں۔

(۱۱) منیر الدین سلطان۔ ۲۔ رمضان ۱۲۵۳ھ کو بعارضہ سپرز رنگرائے عالم بقا ہوا۔ شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۱۲) جامع الدین سلطان نے ۱۷ شوال ۱۲۵۸ھ ہجری کو پیرس دارالسلطنت فرانس میں رحلت کی۔ شاہزادہ بدر الدین یادگار رہا۔

(۱۳) سلطان محمد سبحان نے ۲۴ رمضان ۱۲۶۱ھ کو بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا چار بیٹے شہزادہ شوکت الدین۔ شاہزادہ پاک اختر۔ شاہزادہ الہ نواز شہزادہ غلام محمد اور کئی بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۱۴) نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکوں میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہیں اب صرف تین شہزادے محمد رفیع الدین۔ محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین باقی ہیں۔

(۱۵) اب سلطان جنت مکان کے یہ دو شہزادے یٰسین سلطان اور محمد سلطان باقی ہیں اور شہزادہ یٰسین سلطان کے یہ پانچ فرزند۔ شہزادہ کیقباد۔ شاہزادہ عالی گوہر۔ شاہزادہ فیروز شاہ۔ شاہزادہ مظفر شاہ۔ شہزادہ بہرام شاہ۔ اور کئی بیٹیاں زندہ موجود ہیں۔

(۱۶) شہزادہ محمد سلطان کے یہ دو بیٹے شاہزادہ فیروز شاہ اور شہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیاں زیب افزائے کاشانہ محمد سلطان ہیں

۱؎ انہی شہزادہ محمد سلطان کے نام پر کتاب حملات حیدری لکھی گئی ادراسی شہزادہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶

ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مؤلف کتاب ہذا کی رائے

سنہ ۱۹۰۸ء

اس وقت تین مستقل تاریخیں میرے سامنے ہیں۔ ایک نشان حیدری فارسی جس کے مؤلف میر حسین علی کرمانی جنہوں نے حیدر علیخان کا زمانہ دیکھا اور ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر رہے محاصرۂ قلعہ اور رودادِ تاراجی کا معائنہ کیا اور قریب قریب اسی زمانہ میں تاریخ لکھنے پر قلم اٹھایا اور قابلانہ جامعیت سے ۱۲۱۷ھ میں اسکو پورا کیا۔ ان صاحب کی تالیف سے تذکرۃ البلاد نام ایک کتاب اور بھی ہے جس میں ٹیپو سلطان کے ماتحت شہروں اور قلعوں اور قابل ذکر راجاؤں اور اعلےٰ عہدہ داروں کا ذکر ہے جس کا حوالہ جا بجا اس کتاب میں دیا گیا ہے لیکن وہ تذکرہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

دوسری تاریخ حملاتِ حیدری ہے جو شیخ احمد علی گوپاموی نے ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء میں بمقام کلکتہ مولوی عبد الرحیم کی تاریخ فارسی موسوم بہ کارنامہ حیدری اور میر حسن علی کرمانی کی نشان حیدری سے اسوقت کی زبان اردو میں ترجمہ کے طور پر مدون کرکے حملات حیدری نام رکھا اور شہزادہ محمد سلطان عرف غلام محمد ابن ٹیپو سلطان نزیل کلکتہ کے نام نامی معنون کیا۔ ہر چند اس کتاب

؎ کلکتہ میں دو مسجدیں عالیشان تعمیر کیں اور مسلمانوں کیلئے ایک قبرستان وقف کیا۔

کی ترتیب میں طوالت زیادہ ہوگئی ہے اور اس زمانہ کی اردو آج کل پسند نہیں کی جاتی پھر بھی اس خیال سے کہ مؤلف نے خاندان ٹیپو سلطان کے شہزادوں سے ملنے اور تحقیق مزید کرنے کا موقع پایا۔ اس میں کئی واقعات نشان حیدری سے زیادہ آگئے ہیں۔

تیسری تاریخ انگریزی لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس آئی چیف کمشنر ریاست میسور کی ہے جو صاحب معصوف نے چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں لکھی ہے اور انگریزی تحقیق وتدقیق اور قوم انگریزی کی برتری اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے اس تاریخ کو ایک سرکاری تاریخ قرار دے سکتے ہیں اور الحق بورنگ صاحب نے اگر بعض جگہ اپنی قوم اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے کسی بات کو بدلنے یا کسی بات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تو بعض مقامات پر نواب حیدر علیخاں بہادر خلد مکان ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مورخانہ رائے دینے میں اپنے غضبناک دل پر قابو بھی رکھا ہے اور انکی سچی تعریفوں کو تفصیل سے بیان نہیں کیا۔ لیکن اجمالاً ان تعریفوں کا اقرار فرماتا ہے اور اس تاریخ میں زیادہ تر ان واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جن کو سرکار انگریزی کی ذات یا اس کی پالیسی سے تعلق تھا۔ ٹیپو سلطان کی الوالعزمیوں میں سب سے زیادہ جس خیال نے گورنمنٹ انگریزی کو بیدار اور لعل در آتش بنایا وہ ٹیپو سلطان کا فرانسیسیوں کیساتھ مل کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا خیال تھا اس کے ساتھ سلطان کی وہ پولیٹکل کارروائیاں جو سفیروں کے ذریعہ سے امیر افغانستان اور شاہ ایران اور سلطان روم

د فرمانروائے سلطنت عثمانیہ) اور دوسرے والیان ملک کے ساتھ جاری تھیں
وہ بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹوں سے لے کر حضور وائسرائے و گورنر جنرل تک کو
آرام کی نیند سونے نہ دیتی تھیں۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس وقت میں فرانس کی گورنمنٹ بیدار
ہوتی اور اس کو یورپ میں انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہندوستان
کی طرف سے تساہل کا وقت نہ آیا ہوتا تو انگریزوں کی شکست میں شک
نہ تھا۔ چنانچہ خود بورنگ صاحب نے ٹیپو سلطان کی سلطنت سے بھی پہلے (جس
کی طاقت بعد کو اور زیادہ بڑھ گئی تھی)، نواب حیدر علیخاں کی نسبت آخر کتاب
میں یہ ریویو کرتے ہوئے یہ فقرے لکھے ہیں۔ نواب حیدر علیخاں کے بہت
بڑے ارادہ میں ناکام رہنے کی وجہ یہی تھی کہ اس کے ہندوستانی سرداروں
نے آخر وقت میں اس سے دغابازی کی۔

دوسری وجہ فرانسیسی گورنمنٹ کی کاہلی تھی جس نے اپنی کل طاقت کو اس
لئے بچار کھا تھا کہ شمالی امریکہ میں انگریزوں کا مقابلہ کرے اور اس نے کچھ
پرواہ نہ کی کہ اپنی گئی ہوئی ہندوستان کی فضیلت کو پھر سے قائم کرے۔ اگر
فرانسیسی گورنمنٹ کافی فوج کارومنڈل ساحل پر بھیجدیتی جب کہ حیدر علی مدراس
گورنمنٹ سے جنگ کر رہا تھا (حیدر علی کی طرف سے ٹیپو سلطان ہی لڑ رہا تھا)
تو کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ فورٹ سینٹ جارج فتح ہو جاتا اور انگریزی حکومت
کی بجائے فرانسیسی جھنڈا لہرانے لگتا۔ ڈی بسی بہت دیر میں آیا اور حیدر علی
کی وفات کے بعد وارن ہسٹنگز کے توڑ جوڑ نے فرانسیسوں کے زوال کو

ہندوستان میں پورا کردیا۔

یہ توڑ جوڑ کیا تھے۔ فرانسیسیوں کی کوٹھیاں توڑ دیں۔ فرانسیس جہاں ملازم تھے یا سوداگرانہ تعلق رکھتے تھے۔ وہاں سے ان کو برخاست کرا دیا نظام حیدرآباد کے پاس چودہ ہزار فرانسیسیوں کی فوج تھی ان سے عہد کرا لیا کہ وہ فرانسیسیوں کو موقوف کر دیں گے۔ اور آئندہ نوکر نہ رکھیں کے صرف ٹیپو سلطان پر قابو نہ تھا۔ اسکے لئے بنگال۔ مدراس بمبئی کی انگریزی فوجوں سے زور ڈالا اور پیشوائے پونا اور نظام حیدرآباد کو ورغلا کر ٹیپو سلطان کے ممالک محروسہ میں آئے دن بھر آفت برپا رکھی اور پھر ٹیپو سلطان کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا۔

دوسرا نہایت غور طلب معاملہ یہ ہے کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے ساتھ کیوں اتنی خصومت اور ایسی پرکاش تھی برخلاف اسکے فرانسیسیوں پر کیوں اتنا مہربان تھا۔ حالانکہ یہ دونوں سوداگری پیشہ اور عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ اس بات کو ہم سلطان کی فطرت۔ اور بدنیتی اور بعض بے واسطہ پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ اس کے اور اس کے باپ کے عہد حکمرانی کی متعدد مثالوں سے ایسا پتہ ملتا ہے کہ انگریزی قوم میں اس وقت تک سلطنت کے اخلاق کی خوبو نہ آئی تھی۔ اور فرنچ قوم کا اخلاق انگریزوں سے زیادہ یگانگت پیدا کرنے کی تاثیر رکھتا تھا۔ سوائے اس کے انگریز صرف اپنے مطلب کے غرضی تھے ان کو اپنی قول پر اپنے یا گذشتہ عہد و پیمان کی پرواہ نہ ہوتی

تھی بلکہ وہ جس وقت جیسا موقع پاتے تھے اس موقع سے اپنا فائدہ اٹھانا مقصود سمجھتے تھے کبھی مرہٹوں سے مل کر حیدرآباد پر زور ڈالا کبھی نظام سے مل کر مرہٹوں سے کام نکالا۔ کبھی نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان سے دب کر غرضمندانہ باتیں بنانے لگے کبھی نظام حیدرآباد اور مرہٹوں کو حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خلاف بھڑکا دیا۔ کبھی خود ان دونوں سے مل کر حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے پیچھے پڑ گئے غرض اس وقت میں ان کے قول و قرار کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ اپنے وقت پر ان سے مدد چاہتے اور ان کے وقت پر علیحدہ ہو کر دور سے تماشا دیکھتے برخلاف اس کے فرانسیس لوگ بات کے پکے قول کے سچے اور شریفانہ برتاؤ میں انگریزوں سے فائق تھے۔ وقت پر خیر خواہی وفاداری اور جاں نثاری کو حاضر رہتے تھے۔ اسلئے طبعی طور پر ان کی محبت نے سلطان کے شریف دل میں گھر بنا لیا تھا۔ اور انگریزوں سے وہ اتنا بیزار ہو گیا تھا کہ علانیہ طور پر ان کے خلاف اپنی نیت کو تحریر و تقریر میں ظاہر کر دیا کرتا تھا۔ اور بے شک یہ ایک اخلاقی غلطی تھی۔ جس نے اس حد تک خرابیاں پیدا کیں۔ ورنہ قوم فرنچ کو انگریزوں پر فوقیت کی کوئی وجہ قرار نہیں دی جا سکتی یا یوں کہا جائے کہ انگریزوں نے اس کے ملک اور خزانہ کے لئے لالچ کے سامنے تمام اخلاقی معائب کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ انگریزوں کی مخالفت کو صرف مذہب سے لگاؤ نہ تھا اگرچہ سلطان مذہبی پیرایہ میں اس کا

ذکر کرتا تھا تاکہ عام مسلمانوں کو گرویدگی ہو۔ لیکن فی الحقیقت وہ ایک ملکی خیال تھا۔ اگر انگریزوں کی قوم مسلمان ہوتی اور سلطان کی نسبت ایسی کارروائیاں کرتی تو سلطان اس کا بھی ایسا ہی دشمن ہو جاتا۔ تیسری بات جسنے انگریزوں کو بوکھلا دیا تھا ٹیپو سلطان کا عزم تجارت اور بحری فوج میں لگا اور لگانا تھا۔ ٹیپو سلطان کا ارادہ ایک بہت بڑا جہازی بیڑا تیار کر کے بڑے پیمانہ پر ہر قسم کی تجارت کرنے کا تھا۔ جس سے انگریزوں نے یہ رتبہ حاصل کیا انگریزوں نے دیکھا کہ ہم کو ڈچ اور فرانسیسیوں کے شکست دینے میں آتنی دقتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اب اگر ٹیپو سلطان نے اس میدان میں قدم رکھا تو فرانسیسیوں کی شرکت سے ہم کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ٹیپو سلطان نے اس عزم کو بڑے پیمانہ پر شروع کیا تھا۔ چنانچہ مسٹر بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

سلطان کی تیز دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی اس نے ۱۷۹۶ء میں امیر البحروں کی ایک جماعت قائم کی۔ جس میں گیارہ اراکین یعنے ان اراکین کا لقب "میریم" رکھا گیا۔ ان اراکین کے ماتحت تیس امیر البحر تھے بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے اور ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز منگلور اور سات سات جہاز واجد آباد میں مہربان

کی کھاڑی کے قریب اور سات سات واجد آباد یعنے
سداشیو گڑھ میں متعین ہونے کو تھے۔ جنگی جہاز
دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے یعنے درجہ اول اور
درجہ دوم کے جہاز پر بہتر توپیں چڑھنے کا حکم تھا
اور درجہ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز
ہوئی تھی۔ یہ توپیں مختلف اقسام کی تھیں
زیادہ چھوٹے جہازوں پر چھیالیس توپوں کا انتظام
کیا گیا تھا۔ سلطان نے ان امیرانِ یم کی جماعت میں
جہازوں کے نمونے تک بھیج دیئے تھے کہ ان نمونوں
کے موافق جہاز تیار کئے جائیں۔ اور جہازوں کے
پیندوں کے واسطے ہدایت ہوئی تھی کہ تانبے کے بنائے
جائیں اور جہازوں کی لکڑی کے لئے جنگل بھی نامزد کر
دیا گیا تھا۔ لیکن یہ زبردست تجویز قوۃ سے فعل میں
نہ آنے پائی تھی کہ جہازوں کی تعمیر سے پہلے سلطان
کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

یہ بات سچ ہے کہ جہازی بیڑہ کے تیار ہونے سے پہلے سلطان
کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن سلطان کی اولوالعزمی کا خاتمہ نہیں
ہوا وہ اب تک صفحات تاریخ پر اس کے بلند خیالات
کا اظہار کر رہی ہے :-

اور اگر ٹیپو سلطان انگریزوں اور مرہٹوں اور نظام حیدر آباد اور اندرونی راجاؤں کی چوطرف یلغار و یورش اور اپنے نمکحرام افسروں اور عہدہ داروں کی سازش سے بچ جاتا اور اس تجویز پر کامیاب ہو جاتا تو ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی طاقت خشکی اور دریا میں کیا اثر پیدا کر سکتی تھی اور وہ دولت عثمانیہ اور ایران اور فرانسیسیوں سے مل کر کس حد تک اپنی بلند خیالی کا ثبوت دے سکتا تھا جس کی دوسری مثال ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کے خیالات سے دستیاب نہیں ہوتی اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا عزم نادر اور نپولین کے عزم سے کم تھا۔

چوتھی بات غور طلب یہ ہے کہ ٹیپو سلطان نے اپنے باپ کے وقت سے مختلف معرکوں میں باہر نکلکر جنگ کی اور معرکہ میں فنون جنگ دپیکار کے موافق اعلیٰ درجہ کا بہادر جنرل ثابت ہوا۔ اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کو اس کی فوجوں نے پریشان کر کے ناکام واپس بھیجا۔ لیکن خاص سرینگ پٹن کے محاصرہ آخری میں کیا ہوا کہ اس سے باوصف موجودی اپنی دارالسلطنت کے قلعہ سنگین و افواج قہار و توپخانہ آتشبار کے کامیابی کی کوئی صورت بن نہ پڑی اس کی صورت یہ ہے کہ ٹیپو سلطان نے بحثیت ایک اولوالعزم اور جنگ آور بادشاہ ہونے کے اقتضائے طبیعت ملوکانہ سے جو بات خلاف مصلحت ملکی کے جائز رکھی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے باپ کے وقت کے تمام کار آزمودہ

اور جان نثار۔ اور وفادار اور فن حرب و ضرب اور تاخت و شبخون سے واقف اور ماہر افسر اور سرداروں کو معزول و مخذول کر دیا۔ اسی طرح انتظامی صیغوں سے پرانے تجربہ کار افسر نکل گئے اور ان کی جگہوں پر جو نئے لوگ مامور ہوئے بہ قریب سب کے سب نا اہل نا تجربہ کار فنون جنگ سے ناواقف انتظام سلطنت سے نا آشنا۔ عیاش بوالہوس گندم نما جو فروش۔ عیار۔ مکار۔ دغا باز۔ کم حوصلہ۔ خوشامدی خود غرض سازشی۔ شریر۔ چالاک۔ مفتری کذاب تھے ان میں سے اکثر ہندو مرہٹوں سے مل گئے۔ اکثر مسلمان نودولتوں کو حیدر آباد کے میر عالم نے گانٹھ لیا۔ چند بڑے بڑے ذی اثر اور سیاہ و سپید کا اختیار اور بست و نیست کا اقتدار رکھنے والے وزیروں ندیموں اور افسران فوج کو انگریزی افسر نے ملا لیا۔ جس سے سلطان کا محکمہ جاسوسی بالکل بیکار ہو گیا سلطان کو انگریزوں کے نقل و حرکت کی کوئی سچی خبر نہ پہنچی تھی اور سلطان کے نقل و حرکت کی ذرا ذرا سی بات انگریزی افسروں تک پہونچا دی جاتی تھی سلطانی فوجوں کے سردار و افسر سوائے ادھر سے ادھر گھوڑا دوڑانے کے کوئی مناسب وقت کام نہ کرتے تھے بہادر اور جان نثار سپاہی دانت پیستے تھے کہ ہمارے افسروں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنے ایسے نامور سلطان کی عزت خاک میں ملا رہے ہیں لیکن وہ بغیر افسروں کے حکم کے کیا کر سکتے تھے۔ اسی طرح سلطان کی طرف سے عام دکھانے کو جو بندوقوں کی باڑھیں ماری جاتیں وہ ایسے موقع

سے ماری جاتیں کہ اُن سے غنیم کا کچھ نقصان نہ ہوتا اور سلطانی توپوں میں سن اور مٹی کے گولے بھر کر چلائے جاتے جس سے صرف آواز ہی آواز ہو جاتی۔ باقی ہیچ۔

سلطان کی طرف دو چار افسر جو اپنے آقا کے حق نمک پر جان دینے والے اور اپنے آقا کی بات رکھنے والے تھے وہ دو چار مقام پر لڑتے بھڑتے مارے گئے۔ پھر بالکل میدان خالی ہو گیا۔ اور نہ صرف میدان جنگ بلکہ تمام قلعہ میں فولاد کا سازشی جال پھیل گیا۔ جس سے خود سلطان کو ایک کھڑکی سے نکل کر پھر اس کھڑکی کے راستہ سے آنا نہ ملا۔ کیونکہ اندر سے قفل ڈال دیا گیا تھا۔ جس سے مایوس سلطان نے سوائے شہادت کے کوئی چارہ نہ دیکھا اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے قریب دروازہ قلعہ کے شہید ہو گیا۔

مذہب کی حیثیت سے سلطان کو اسلام کی پاسداری بدرجۂ کمال ملحوظ رہتی تھی۔ وہ اورنگزیب عالمگیر کی طرح اعلےٰ درجہ کا متقی، پرہیزگار اور ہر باب میں پابند شریعت نہیں پایا جاتا۔ لیکن وہ دکن کا دوسرا اورنگزیب بننا چاہتا تھا اور اس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اس کے سامنے ہر طرح کے سامان فتوح جمع کر دیئے تھے وہ ایک بہت بڑے ملک اور بہت بڑی فوج اور بہت بڑے خزانہ کا مالک تھا۔ اور اسکی فوج آخر وقت تک اس کے خیر خواہ اور وفادار رہی۔ اگر چند نمکحرام سازش میں حصہ نہ لیتے تو اس کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر

یہ تو اس ملک کی فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی غیر بادشاہ اس ملک کی تسخیر کا ارادہ کرے اور اس ملک کے چند غدار اور نمکحرام اس کے خلاف ہو کر غنیم سے سازش پر تیار نہ ہوں۔ شاید آپ کو اس سے ہندوستان یا ہندوستان کے کسی حصّے ملک کی تاریخ خالی نظر نہ آئے گی یہاں دو چار نمکحراموں نے اپنی ملکی یا قومی عزت کو خیرباد نہ کہا ہو۔

سلطان ٹیپو کے بعد انگریزوں کی بہت بڑی حکمت عملی یہ تھی جو راجگان قدیم میسور میں سے ایک لڑکے کو اس ملک پر جو میسور کے متعلق تھا حکمران کر کے اپنا ایک خاص اثر قائم رکھا اور پھر حسن انتظام سے اس ریاست کو اس درجہ کمال تک پہنچا دیا کہ آج وہ تمام ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں بطور لاثانی نظیر کے دیکھی جاتی ہے۔ باقی جو حصہ نظام کو دیا گیا تھا وہ بہت تھوڑے عرصہ میں پھر انگریزوں کے پاس چلا گیا۔ اسی طرح پیشوائے پونا کا حصّہ اس کے دوسرے ممالک کو بھی اپنے ساتھ لگا لایا۔ جس پر آج انگریزی پرچم لہراتا ہے اور ٹیپو سلطان کے شہزادوں اور خواتین علیا کو تو کلکتہ میں عزت و احترام سے جگہ بھی مل گئی۔ لیکن سلطان کے دغا باز رفیق و ندیم اور نمکحرام اہلکار اور عہدہ داروں کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ اور نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کا نام اس وقت تک تمام میسور اور بنگلور اور تمام مدراس اور ممبئی اور بلاد دکن میں نہایت عزت اور احترام سے

لیا جاتا ہے۔ اوران کی بہادری اور شجاعت کے حالات کو بطور افسانہ بیان کیا جاتا ہے۔

رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے نیچے نام رہ گیا

اب ہم چند انگریزی الزامات کا جواب دیتے ہیں۔

انگریزی الزامات کے جوابات

مسٹر لیون بی۔ بورنگ صاحب بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

بدنور کا گورنر مالا بار کی نیز قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا۔ یہ زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا حیدر علی کو اس سے محبت تھی۔ لیکن ٹیپو کو عداوت ہو گئی اس لئے اس کی جگہ دوسرا شخص مقرر کر دیا گیا لیکن قبل اس کے کہ ایاز کا جانشین لطف بیگ حیدر گڑھ (بدنور) پہونچکر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہو گیا اور اس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھوز کے حوالہ کر دیا اور شیخ ایاز ایک بڑا خزانہ ہمراہ لے کر بمبئی کو فرار ہو گیا۔

جواب:۔ مسٹر بورنگ یا اور کسی ایسی رائے ظاہر کرنے والے کو

سچائی اور انصاف سے اس بات کا دیکھنا لازم ہے کہ تسبیح ایاز ایک ذلیل قوم نیر کا کم عمر لڑکا تھا۔ جس کو حیدر علیخاں نے اس کے حسن و صورت کی وجہ سے پالا اور تعلیم دلائی۔ اور چونکہ کوئی شخص مذہب اسلام کے موافق زبردستی مسلمان نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ وعظ و پند سے راضی نہ کیا جائے اس لئے وہ بالیقین۔ رضامندی سے مسلمان کیا گیا اور نواب حیدر علیخاں بہادر نے اس کو اس درجہ تک ترقی دی کہ وہ بیرونجات میں سب سے اونچا درجہ سمجھا جاسکتا ہے یعنے حیدر نگر (بِدنور) کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس سے زیادہ فیاضی کا ثبوت کیا ہوسکتا ہے اور ٹیپو سلطان نے اس کو خواہ مخواہ موقوف نہیں کیا۔ بلکہ جب اس کو مخفی تحریرات اور محکمہ جاسوسی سے اس بات کا صحیح علم ہوگیا۔ کہ وہ انگریزوں سے مل گیا ہے اور عنقریب وہ انگریزوں کو داخل کر لینا چاہتا ہے تب اس نے اس کی معزولی اور لطف علی بیگ کے تقرر کا حکم دیا۔ اسپر بھی اس نمکحرام نے قلعہ وغیرہ جنرل میتھوز کے حوالہ کر کے بہت بڑا خزانہ جو اس کے چارج میں تھا۔ ہمراہ لے کر انگریزوں کی حمایت پر بمبئی کا قصد کیا اور بمبئی میں جا بیٹھا۔ انصاف پسند طبیعتیں خود فیصلہ کر سکتی ہیں کہ انگریزوں کو ٹیپو سلطان کے ایک گورنر کو ملا کر ایسی کارروائی کرنا اور ایسے نمکحرام خائن بد دیانت کو اپنے پاس جگہ دینا کیسا ناپسندیدہ خیال سمجھا جاسکتا ہے۔۔

الزام:۔ ٹیپو نے شیخ ایاز کے بھاگ جانے اور وہ قلعہ انگریزوں کو سپرد کر جانے کے بعد اس قلعہ کا محاصرہ کیا اس وقت انگریزی سپاہ میں صرف ایکہزار چھ سو آدمی تھے جس میں چار سو یورپین تھے یہ تعداد ناکافی تھی اس لئے • انگریزی فوج نے اطاعت قبول کر لی اور ٹیپو نے سب انگریزوں کو پا بزنجیر کر کے سرنگا پٹم کو روانہ کر دیا جہاں میتھوز کو بھوک سے اس قدر ایذا پہنچائی گئی کہ وہ زہر آلودہ کھانا کھانے پر مجبور ہوا اور اسی میں اس کا کام تمام ہو گیا۔ بعض بیانوں سے یہ معلوم ہوا۔ کہ گارد کے سپاہیوں نے اسے بندوق کے کندوں سے ہلاک کر ڈالا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیپو نے ایسا شدید انتقام اس وجہ سے لیا کہ میتھوز کی فوج کے ایک دستہ نے اننت پور کے باشندوں کو جو بڈنور سے علیحدہ ایک بستی ہے ظلم سے قتل کیا تھا لیکن مسٹر ولکس اپنی تاریخ میں کہتے ہیں۔ کہ یہ عذر قطعی غلط تھا۔

جواب:۔ ٹیپو سلطان کے انتقام کیلئے یہ عذر کچھ کم نہ تھا کہ جنرل میتھوز نے ٹیپو سلطان کے ایک گورنر (شیخ ایاز) سے مل کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس نمک حرام کو مع تمام خزانہ کے بمبئی کو بھاگ جانے کا موقع دیا ہم

پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی والئے ملک کسی انگریزی قلعدار کو ملا کر ایک ایسے بڑے نامور قلعہ پر قبضہ کرے اور اس کا تمام خزانہ نکلوا دے تو کیا اس سے انتقام نہ لیا جائے گا اب رہی یہ بات کہ جنرل میتھوز کو بھوک سے ایذا پہنچائی گئی اس لئے وہ زہر آلودہ کھانا کھانے پر مجبور ہوا اس کی صورت یہ ہے کہ جنرل صاحب کو ان کی مرضی کے موافق انگریزی کھانے میسر نہ آئے ہوں یہ بات دوسری ہے۔ لیکن بدنیتی کے ساتھ بھوک سے ایذا پہنچانے کا کوئی ثبوت نہیں اکثر انگریز ہمارے یہاں کے کھانوں کو ناپسند کرتے اور اپنی صحت کے خلاف جانتے ہیں اسلئے ممکن کہ انگریزی رائے کی غصہ آلود حالت میں ان کھانوں کو زہر آلود خیال کر لیا گیا ہو۔ کیونکہ اگر سلطان کو جنرل میتھوز کا زندہ اور سلامت رکھنا مقصود نہ ہوتا تو اس کو قتل کے حکم سے روکنے والا کون تھا۔ ہمارے نزدیک جنرل میتھوز جو ایک بہت جلیل القدر افسر تھا۔ اس طور پر سلطان کے ہاتھ میں پڑنے کے بعد جوش غیرت سے متاثر ہو کر فوت ہوا ہے۔ گو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ اس کے درجہ اور مزاج کے موافق ہر بات کا انتظام نہیں کیا گیا۔

الزام :۔ بیان کرتے ہیں کہ ٹیپو نے بعض عیسائیوں سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنی بیٹیاں اس کے حرم میں داخل کرا دیں اور جب ان لوگوں نے انکار کیا تو ان کے ناک کان اور اوپر کے ہونٹ کاٹ کر منہ کالا کیا اور گدھوں

پر چڑھا کر سڑکوں پر ہنڈایا۔

جواب۔ لاحول ولا قوۃ۔ بورنگ صاحب جیسے اعلےٰ عہدہ دار مورخ کو ایک ایسے لغو بیان کا اپنی کتاب میں درج کر دینا سخت شرمناک بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میں ایسے خیالات اس اس لئے تصنیف کئے جاتے تھے۔ تاکہ ولایت والے انگریزوں کو اس کے سننے سے غیرت آئے اور جو بار بار سلطان کے ساتھ صلح و آشتی پیش آنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ان کے دل پھر جائیں جیساکہ آج کل بعض اینگلو انڈین ہندوستانیوں کی طرف سے شرفائے انگلستان کے قلوب پھیرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اگر ٹیپو سلطان ایسا چاہتا تو وہ کون سا عیسائی تھا جو فخریہ اس کو قبول نہ کرتا ہمارے نزدیک اس کی نسبت یہ خیال ہی غلط ہے چنانچہ خود بھی بورنگ صاحب اس کی نسبت اپنے آخری ریویو میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کی طرح ہرگز عیاشی کا خوگر نہ تھا وہ کبھی کسی عورت کا والہ و شیدا نہیں ہوا۔ ہم نے اس نزاشیدہ بیان کو سوائے اس مقام کے ہندو مسلمان کی کسی تاریخ میں نہیں پڑھا اس لئے یہ ٹیپو سلطان کی نسبت محض افترا و اتہام ہے۔

الزام۔ اسی قسم کے ظلم کورگ کے باشندوں کے ساتھ بھی ہوئے کورگ والوں نے ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا اس لئے وہ بذات خود فوج لے کر گھس پڑا اور کورگ والوں

کی رسم تھیجہ پر کہ ان کی ایک عورت کئی کئی شوہر کرتی تھی
ان کو ملامت کے ساتھ تنبیہہ کی کہ اگر آئندہ پھر سرکشی اور
بغاوت کروگے تو جلاوطن کرکے مسلمان کرلئے جاؤگے
چنانچہ آگے چل کر ٹیپو نے واقعی اپنی دھمکی کو پورا کر دکھایا۔
یعنے تمام ضلع کو اجاڑ دیا اور وہاں کے باشندوں کو بھیڑ
بکریوں کی طرح ہنکا کر لے گیا اور سرنگا پٹم میں لے جاکر
مردوں کے ختنے کئے گئے اور انہیں ایسے کام کرنے پڑے
جو خود سر بادشاہ نے کرنے کا حکم دیا۔

جواب:۔ لیون بی بورنگ صاحب نے ان چند سطروں میں ٹیپو سلطان
کو ظالم قرار دینے میں اظہار رائے فرمایا لیکن یہ معاملہ نواب حیدر علیخاں اور
ٹیپو سلطان کی تمام تاریخ سے تعلق رکھتا ہے تاریخ میں دیکھنا چاہیئے کہ
ملیبار کے نائر لوگوں نے کتنی مرتبہ اپنی سرکشی اور بغاوت سے نواب
حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کو فوجکشی و تنبیہہ کی تکلیف دی اور کس تمرد اور
سرکشی اور سفاکی اور بغاوت سے ان کا مقابلہ کیا جس میں ایک ایک وقت
کی معرکہ آرائی میں ہزاروں آدمی طرفین سے کام آئے اور لاکھوں روپیہ
خرچ برداشت کرنا ہوا اور ملک کی پامالی کا حساب نہیں اور ہر مرتبہ ان کو
بعد فتح دسرکوبی کے اطاعت آئندہ کی ہدایت کی گئی یہاں تک کہ چھ مرتبہ
ایسا ہو چکا چھٹویں مرتبہ ٹیپو سلطان نے شاہی اعلان کے ذریعہ سے تمام
قوم نائر کو تنبیہہ کردی کہ اگر پھر تم نے ایسا کیا تو تم کو جلاوطنی کی سزائیں

دیجائیں گی۔ لیکن وہ وحشی اور متمرد قوم اس سے بھی متنبہ نہ ہوئی اور پھر خراج دینا موقوف کر کے سلطانی گورنر کا دارالامارہ گھیر لیا جس کی اطلاع سلطان کو دیگئی اور سلطان معہ فوج و توپ خانہ وہاں پہنچا اور جنگ عظیم کے بعد ساٹھ ستر ہزار اور بقولے اسی ہزار نائروں کو پکڑ لے گیا اور سرنگ پٹن میں لیجا کر ان کی تلقین و ہدایت کے لئے اسلامی واعظ مقرر کئے ان لوگوں نے سمجھایا کہ تم نے بار بار کی سرکشی و بغاوت سے سلطان کو ناراض کر کے اپنا اعتبار کھو دیا اب تمہارے حق میں سب سے بہتر بات یہ ہو سکتی ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو برابر کے بھائی سمجھے جاؤ اور فوج سلطانی میں نوکریاں پاؤ۔ چنانچہ وہ سب اس پر راضی ہو گئے۔ اور راضی ہونے کے بعد مسلمان کئے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد حسب حیثیت اور وجاہت ظاہری سرکاری کارخانوں اور فوجوں میں جگہ دی گئی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی پرانی وحشت اور جہالت اور بے غیرتی سے نکل کر ایک اچھی حالت میں آ گئے جس سے زیادہ بہتر کوئی سلوک ایسے لوگوں کی نسبت سلطان کیطرف سے نہ ہو سکتا تھا۔ عیسائی اہل الرائے انصاف سے دیکھیں کہ جب قحط پڑتا ہے تو وہ ہندو مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو کس ڈھب سے اپنی طرف لے جاتے اور ان کو عیسائی بنا ڈالتے ہیں پس اسی دل سے سلطان کے اس خیال کو ملاحظہ فرمادیں۔

۲ الزام: ٹیپو سلطان نے منگلور کے عہد نامہ سے انحراف کیا۔

جواب: ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہدنامہ بلکہ زبانی قول و قرار سے بھی انحراف نہیں کیا۔ چنانچہ خود لیون بی بورنگ صاحب بہادر اس کی نسبت اپنے آخری

ریویو میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہد کے متعلق جو انگریزوں سے تعلق رکھتا تھا وعدہ خلافی نہیں کی۔ پس یوں کہنا چاہیئے کہ خود گورنمنٹ مدراس یا گورنمنٹ انڈیا کو جب کوئی کام اپنے مطلب کے موافق کرنا ہوتا تھا تو وہ اس بھیڑیئے کی طرح جس نے کشتی میں بکری سے کہا تھا کہ تو خاک اڑاتی ہے اور اس بکری نے کہا پیرو مرشد یہاں خاک کہاں۔ تو بھیڑیئے نے نہایت غضبناک ہو کر جواب دیا کہ ما بدولت کے سامنے یہ گستاخی اور اس بکری کو پھاڑ چیر کر کھا گیا۔ ویسے ہی ٹیپو سلطان کی نسبت انگریزی تعلقات میں کوئی خلاف معاہدہ بات پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ تو ٹیپو سلطان کی کسی کارروائی متعلقہ نظام حیدر آباد یا پیشوائے پونا یا راجہ کوچین و ٹراونکور کی بابت نکتہ چینی کی جاتی تھی اور ان کے اظہار دوستی کے پیرایہ میں ٹیپو سلطان سے کوئی نہ کوئی وجہ مخالفت پیدا کر لی جاتی تھی چنانچہ خود بورنگ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسٹر سلیون انگریزی رزیڈنٹ نے ۱۷۷۹ء میں انگریزی مقاصد کو ترقی دینے کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترویل راؤ سے خط و کتابت شروع کی یہ سفیر مقید راجہ کو گدی پر بحال کرانا چاہتا تھا اس تجویز کو برٹش گورنمنٹ نے پسند کیا۔ اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہد نامہ سے انحراف کیا کرنل فلرٹن پال گھاٹ کو روانہ ہوا اور یہ سن کر کہ میسور کی فوج میں ناراضگی کے آثار موجود تھے اور ٹیپو کو معزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی۔ اس کی ہمت اور بڑھ گئی لیکن ٹیپو کو خوش نصیبی سے عین وقت پر خبر مل گئی اور

اس نے سازش کے سرغناؤں کے سر قلم کرا دیئے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی گورنر جنرل نے پیشوائے پونا اور نظام حیدر آباد سے ایکا کر لینے کا میلان ظاہر کیا تھا۔

پس ناظرین انصاف کر سکتے ہیں کہ جب ایک طرف سے باوصف معاہدہ دوستی اس قسم کی کارروائیاں جاری ہوں تو ٹیپو سلطان کی انحراف طبیعت کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ ٹیپو سلطان انہیں باتوں سے انگریزوں کو ناپسند کرتا تھا۔

الزام:۔ ۱۷۸۷ء میں ٹیپو سلطان نے جب جنگ مرہٹہ سے فرصت پائی تو سرنگا پٹم واپس آکر شہر میسور کا نام و نشان مٹا دینے کا حکم دے دیا۔ تاکہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔

جواب:۔ کسی ہندو یا مسلمان مورخ نے اردو یا فارسی کی کسی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ سرنگا پٹم کا نام و نشان مٹا دینے کی غرض سے کوئی عملی کارروائی کی گئی۔ بلکہ سلطان نے وقتاً فوقتاً قلعہ و عمارات اور باغات کی توسیع و ترقی میں کوشش کر کے اس کو ایک اعلیٰ تخت گاہ بنا دیا۔ اور آخر کا فقرہ کہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔ ہندو سوسائیٹی پر انگریزی اثر ڈالنے کے لئے ایک چلتا ہوا پولیٹیکل فقرہ ہے۔ ورنہ وہ راجہ کی نسل ہی کیوں باقی رکھتا۔

الزام ۱۷۸۴ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلحنامہ کر لیا تھا۔ اور اسپر وہ اپنی شجاعت کے خیال سے بہت متکبر ہو گیا تھا اور انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کے خیال پختہ کرنے لگا تھا۔ چنانچہ فرانسیسیوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکریں کرنے لگا سلطان المعظم قسطنطنیہ اور لوئی شانزدہم بادشاہ فرانس کے پاس سفارتیں بھیجیں۔

جواب :۔ یہ اور اس قسم کے سب الزاموں کا یہ جواب ہے کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے طرز عمل اور ان کے عہد و پیمان اور قول و قرار پر اعتبار نہ تھا اور وہ دریافت کر چکا تھا۔ کہ یہ اس کے ملک لینے کے درپے ہیں اور اس کا بے انتہا خزانہ اور جواہران کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے اور بادشاہ انگلستان کے پاس سفارت کا بھیجنا آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی یا گورنر انڈیا کے خلاف کچھ مفید نہ ہو سکتا تھا جو وہ اس ذریعہ سے چارہ جوئی کی امید کرتا۔

الزام یون بی بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ ٹیپو اب ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا اور عمداً عہد ناموں کو ایسا بدبلیغ شکست کرتا تھا کہ سوائے اعلان جنگ کے گورنر جنرل کو چارہ کار باقی نہ رہا اور جب یہ دیکھا کہ ٹیپو نے ٹرانکور پر بوجہ حملہ کر دیا تو اسنے عزم بالجزم کر لیا کہ قطعی کارروائی

سے کام لیا جائے تاکہ آئندہ برطانیہ کے دوست ناحق حملوں سے محفوظ و مامون ہوجائیں۔ اور اسی لئے دسمبر ۱۷۸۹ء میں لارڈ کارنوالس نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے جارحانہ اور مدافعانہ عہد نامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتیوں کو روک دیا جائے اور اس سے اس کے ظلموں کا انتقام لیا جائے۔

جواب:۔ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا اس کی کسی بات میں عہد شکنی جائز نہیں رکھی نہ بورنگ صاحب نے کوئی مثال پیش کی ہے کہ فلاں باب میں معاہدہ توڑ ڈالا۔ اب رہا ٹرانکور کا معاملہ وہ بوجہ نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ سلطان اور راجہ ٹرانکور اور راجہ کوچین ماتحت سلطان کے ساتھ بجائے خود دوسرے معاہدات تھے جن کی عدم پابندی سے سلطان کو برافروختگی کی وجہ پیدا ہوئی اور اپنا حق لینے اور اثر قائم رکھنے کے لئے فوج کشی لازم آئی۔ تو ریاست (ٹرانکور) کی دوستی کا پولیٹیکل حیلہ قائم کر کے لارڈ کارنوالس کا ٹیپو سلطان پر اس اتفاق مشترکہ دمتحدہ سے فوج کشی کر دینا اس سے زیادہ عجیب ہے اس لارڈ کارنوالس کو تمام ہندو اقوام پر اثر ڈالنے کا بہت عمدہ موقع مل گیا جس کے تحت میں ٹیپو سلطان کے تمام ساحلی علاقوں اور قلعوں پر قبضہ مقصود تھا۔ ورنہ ایک گورنر جنرل کا کسی دیسی ریاست کی حمایت میں ایسی زبردست اسکیم سے کام لینا ہمارے افہام سے باہر اور گورنمنٹ انگریزی کی طبیعت

کے خلاف ہے۔

الزام۔ لیوئن بولورنگ صاحب فرماتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ سلطان غاصب تھا اور اس سے قبل اس کا باپ غاصب رہ چکا تھا۔ کیونکہ میسور کا راجا اگرچہ اسیر تھا۔ تاہم زندہ تھا۔

جواب:۔ اللہ رے ہمدردی اور انصاف۔ مگر معلوم نہیں بورنگ صاحب گورنمنٹ انگریزی اور اپنے پولیٹکل حکام اور فاتح افسروں کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں۔ اور خود ٹیپو سلطان کی سلطنت جس کے بارہ فرزند مع ایک بھائی کے حقدار موجود تھے۔ کس مد میں شمار کی جائے گی۔

الزام۔ سرنگاپٹم کے عہدنامہ کی تاریخ سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں ٹیپو سلطان کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کے اعتدال انصاف اور نیک نیتی کا صرف برتاؤ کرنے ہی کی کوشش نہیں کی بلکہ حتی الامکان یہ سعی کی ہے کہ وہ انگریزوں پر اعتماد کرے اور اس کی انتقام طلب طبیعت کے جوش میں کمی ہو جاوے۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔

جواب:۔ بیشک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذمہ دار ڈائرکٹر مقیم انگلستان اور دوسرے وزرا و مدبرین انگلستان ابتدا سے ایسا چاہتے رہے ہیں اور یہاں بھی درمیان میں برس دو برس کو سکون ہو گیا ہے لیکن تمام انگریز اور فوجی افسر جنکو سلطان کی بڑھتی ہوئی دولت پر رشک تھا۔ وہ اس نیک نیتی

سے نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ جب پہلے محاصرہ کے بعد صلحنامہ کا ہونا قرار پایا۔ تو ایک جنرل نے اپنے ہلاک کرنے کو پستول فیر کیا۔ اور اس آواز پر دوسرے انگریز دوڑے تو معلوم ہوا کہ وہ صلح پسند نہیں کرتا قلعہ کی پوری تسخیر چاہتا ہے۔ آخر کار اس کو نشیب و فراز سمجھا کر راضی کیا گیا اور اس کی امنگوں کو مانی الاآیندہ پر چھوڑا گیا۔ جسکا حسب دلخواہ نتیجہ بعد چند سال ظہور پذیر ہو گیا۔

۲ الزام ٹیپو سلطان اور اس کے باپ نواب حیدر علیخان بہادر نے بے شمار خزانہ اور بے انتہا جواہر لوٹ کر گھر میں رکھ لیا۔

جواب:۔ جب ٹیپو سلطان تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور اپنی تختگاہ میں پہنچا تو اس نے تمام نقدی اور زیورات اور ہر قسم کے سامان کا جائزہ لیا اور متصدیوں اور محاسبوں نے تمام نقود و جواہر کے کاغذات مرتب کئے اسمیں اسی کروڑ روپے کے نقود و جواہر کی میزان بتائی گئی ہے لیکن جب اسی قلعہ اور اسی تختگاہ پر انگریزی قبضہ ہوا جبکہ تمام مکانوں پر گوروں کے انگریزی پہرے متعین تھے تو لیون بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں صرف نولاکھ روپے کے جواہر کے برآمد ہونے کا اقرار کرتے ہیں باقی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کروڑوں روپے کی مالیت کس نے لوٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی۔ کہاں اسی کروڑ کا سرکاری جائزہ اور کہاں نولاکھ روپے کا اقرار

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

الزام۔ بورنگ صاحب لکھتے ہیں :۔

۲۔ اپریل ۱۷۹۷ء کو ٹیپو سلطان نے ماریشس کے گورنر۔ فرانسیس کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں حیدر علی کے زمانہ سے فرانسیسیوں اور میسور کے باہمی دوستانہ تعلقات کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ بے غیرت چور اور لٹیرے انگریزوں نے جن سے خود تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے مرہٹوں اور نظام سے ایکا کر کے سلطان کو صلح کر لینے پر مجبور کیا اور دولت خداداد سے تین کروڑ تیس لاکھ روپے جبریہ وصول کئے اس کے سوائے اس کے عمدہ سے عمدہ آدھے صوبے چھین لئے اس لئے فرانسیسیوں سے مدد کی استدعا کیجاتی ہے :۔

جواب۔ اس سے خود ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں سے بد دلی اور خصومت کے کیا وجوہ تھے جو یکے بعد دیگرے بڑھتے گئے۔

۲ الزام :۔ بورنگ صاحب نے ٹیپو سلطان کے دو خط سلطان روم کے نام نقل کئے ہیں ان میں ایک خط کا مضمون یہ ہے کہ چونکہ فرانسیسی امیر المومنین کے مخالف ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے کل مسلمانوں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے اب سب مسلمانوں کو ان سے دوستی ترک کر دینا چاہیئے۔ لیکن صاحب موصوف اس خط کو بناوٹی قرار دیتے ہیں۔ اور

دوسرے خط میں لکھا ہے کہ کافروں نے تمام ہندوستان کو تاخت و تاراج کر ڈالا ہے صرف یہ دولت خداداد محفوظ ہے اور گورنر جنرل لارڈ تینمتھ نے آصف الدولہ وزیر زادہ کو زہر دیدیا اور اس کی بیوہ کی عفت پر دست درازی کی اور اس کے محل سے زر نقد اور جواہرات قیمتی بیس کروڑ روپے کا لوٹ لیا اور علما اور سادات کی بے عزتی کی گئی اور آل رسول یعنے سادات کو سور کا گوشت بجبر کھلایا گیا۔ اس خط کو صاحب موصوف سچا خیال کرتے ہیں اور اس سے ٹیپو سلطان کی پرفریب کارروائی کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

جواب:- یہ عجیب بات ہے کہ ایک جگہ سے دو قسم کے خط پائیں جائیں ان میں خط فرانسیسیوں کے خلاف سلطان کے ضمیر کا اظہار کرتا ہے، وہ تو مصنوعی قرار دیا جائے اور دوسرا خط جسکے واقعات غلط اور جس سے ولایت کے انگریزوں کو تحریک ہو سکتی ہے سچا مان لیا جائے حالانکہ خود اس خط کے واقعات ٹیپو سلطان اور سلطان روم کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتے۔ ٹیپو سلطان کی تاریخ سے کہیں پتہ نہیں چلتا کہ اس کو نواب آصف الدولہ کے ساتھ کوئی خاص تعلق تھا۔ اور نہ بوجہ شیعہ ہونے نواب آصف الدولہ کے سلطان روم کے ساتھ اس کو کوئی خصومت ہو سکتی ہے اور نہ اودھ کی تاریخ میں ان شدائد کا پتہ ملتا ہے جس سے

اقتباس کا گمان ہو اس لئے اس خط کے بناوٹی ہونے میں شک نہیں اور مورخانہ تنقید ٹیپو سلطان کی طرف اس کو منسوب نہیں کر سکتی ہے۔

الزام۔ سرنگاپٹم میں وشنو کا بلند مندر اب بھی مسلمان غاصب بادشاہ کے ایوان کو کھڑا دیکھ رہا ہے :۔

جواب :۔ معلوم نہیں اس تحریر سے بورنگ صاحب کا مطلب کیا ہے۔ کیا ٹیپو سلطان نے اس مندر کو توڑنے سے محفوظ رکھا یہ اس کا قصور ہے اور اس نقل سے اسکے غاصب ہونے کی کیا دلیل بہم پہنچتی ہے بجز اس کے کہ بورنگ صاحب ہندو پارٹی کا دل خوش کر دینے کیلئے ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس سے سلطان کی کمال بے تعصبی اور فیاض منشی کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنے ایوان کے سامنے اس عذر کو قائم رکھا۔

الزام :۔ بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنری میسور کا چارج رکھکر اور ایک مغربی مورخ کا جامہ راستی زیب جسم فرما کر تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

ٹیپو سلطان نے ایک اعلان شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ سب مومنین گوش ہوش سے۔ پنبۂ غفلت کو نکال ڈالیں۔ ملحدین کے ممالک چھوڑ دیں اور سلطنت خداداد میں آکر پناہ لیں۔ اس عبارت کے تحت میں ایک

نوٹ دیا گیا ہے اسمیں لکھا ہے کہ ٹیپو سلطان نظام حیدرآباد
کو ملحد خیال کرتا تھا اس لئے کہ نظام چند مرتبہ دولت
اسلام کے خلاف مرہٹوں اور انگریزوں کا شریک ہو
چکا تھا اور سلطان نظام کے متعلق کلمات بولنے میں کوئی
پس وپیش نہ کرتا تھا یعنے اس کو حجام کہتا تھا۔مادر بخطا
کہتا تھا۔

جواب۔ یہاں یہ دیکھنا چاہیئے کہ انگریزوں نے سلطان کے ملک و
مال پر قبضہ کر لیا اور وہ شہید ہو چکا اب ایسے پیرایۂ تحریر کی کیا ضرورت
تھی جس سے نظام حیدرآباد کا دل اس سے صاف نہ ہونے پائے حالانکہ اس
کی تاریخ پتہ بتاتی ہے کہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان نے ہمیشہ
نظام حیدرآباد کی برتری کا خیال رکھا۔ اور نظام سے خلوص و محبت کے
ساتھ اپنی نسبت صلح و آشتی کی امید ظاہر کی ہے جس سے اس کے
ضمیر کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور نظام سے اس کا کہنا حق بجانب تھا
اسی لئے تمام حیدرآباد میں ٹیپو سلطان کا نام نہایت تعظیم و ادب سے
لیا جاتا اور سب سے زیادہ حیدرآباد میں اس کے نام کی عزت کیجاتی
ہے خداوند عالم اس سلطنت اسلام کو دیر تک زندہ رکھے۔

الزام۔ ٹیپو سلطان ظالمانہ طور سے بہت سخت سزائیں
وحشیانہ دیتا تھا۔ اکثر قیدی مرنے کیلئے کپال ورگ کے
قلعہ میں بھیجدیئے جاتے تھے بڑے مجرم سولی پر چڑھائے

جاتے یا ہاتھی کے پاؤں سے باندھ دیئے جاتے تھے۔ ناک یا کان کاٹ ڈالنا تو معمولی بات تھی بعض مجرموں کو بے رحمی سے شیر کے غار میں ڈال دیتے تھے ان کو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا۔ ایک طریقہ سزا کا یہ تھا۔ کہ مجرم کو کاٹھ کے گھوڑے پر چڑھا لیتے تھے جس کی کاٹھی لوہے کی ہوتی تھی اور اس کاٹھی پر نوکیلی کیلیں جڑی ہوتی تھی۔ پھر ایک کمان دبا دی جاتی تھی اور یہ کاٹھ کا گھوڑا ایسا اچانک پیچھے کو ہٹتا تھا کہ وہ کیلیں بدبخت سوار کے جسم میں گھس جاتی تھیں۔

جواب۔ یہ سزائیں ٹیپو کی ایجاد کردہ نہ تھیں۔ بلکہ اس کے بہت پہلے سے راجگان ملیبار اور دکن میں ان کا رواج تھا اور اس زمانہ کے سرکش متمرد جنگجو بغاوت پیشہ لوگ ان سزاؤں کو بھی خیال میں نہ لاتے تھے چنانچہ اب گورنمنٹ انگریزی کے اس پر امن و انصاف اور سراپا تہذیب زمانہ میں بھی بعض سرحدی قبائل جو ہمیشہ لوٹ مار مکر و دغا کے خوگر ہیں ان کے ساتھ حکام مقامی کو کیسا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اکثر دیہات جلا ڈالے جاتے ہیں ان میں جو سرغنا پکڑے جاتے ہیں ان کو طرح طرح کی اذیتوں سے مارا جاتا ہے ان کے مواشی چھین لئے جاتے ہیں تو پھر دکن میں سو برس پہلے کا زمانہ ایسی سخت سزاؤں کے لئے ٹیپو سلطان کو بدنام نہیں کر سکتا چنانچہ خود صاحب موصوف نے آخر میں یہ رائے قائم کی ہے وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا۔ جبکہ سخت مجرموں کو سزائیں بھی نہایت سخت دی جاتی تھیں اسلئے یہ بات انصاف کی نہیں ہے

کہ ایسے شدائد اور زیادتیوں کو جو زمانہ کا عام دستور تھیں صرف ٹیپو سلطان سے منسوب کردی جاتی ہیں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ شیر کے غار میں ہی بہادر مجرم ڈالے جاتے تھے جنکو بہادروں کی موت سے مارنا مقصود ہوتا تھا چنانچہ خود سلطان جب اپنے کسی افسر کو پولیٹیکل جرم کا مجرم پاتا تھا تو اس کو شیر کے کٹھرے میں چھوڑوا دیتا تھا ایک زمانہ میں یہ سزا رومیوں کے یہاں کثرت سے جاری تھی اکثر اس قسم کے مجرم ایک حربہ دیکر شیر کے کٹھرے میں ڈالے جاتے اور امرا بیٹھ کر تماشا دیکھتے تھے اگر وہ بہادر مجرم شیر کو مار لیتا تو اسکو شاباش دیتے اور اس کی سزا میں کچھ رعایت کردی جاتی اور جو شیر مار ڈالتا تو اسکی نسبت حقارت کی آواز نکالتے۔

الزام سلطان کو اپنے افسروں پر بہت کم اعتبار باقی رہا تھا صرف ایک برہمن پورنیا البتہ اس کے تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا یہ شخص جسکی دیانت میں کلام نہیں سلطان کے آخری دم تک سلطان کے ساتھ رہا سلطان کے وزیر خزانہ میر محمد صادق نے بھی ایسی ہی رفاقت کی سلطان کے ماموں علی رضا خاں کا بیٹا قمرالدین خان بہادر سپہ سالار تھا لیکن سلطان کو تنہا اسپر بھی اعتبار نہ تھا۔ اسیوجہ سے سلطان کو دھوکہ اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

جواب:۔ آہ بیون بورنگ صاحب نے آخر کتاب میں کن لوگوں کا ذکر کیا اور کن لوگوں کی دیانت اور رفاقت کی داد دی ہے جنپر مشرقی مورخ نفرین کرتے اور انکو نمکحرام۔ دغاباز۔ محسن کش۔ بے ایمان۔ عیار۔ غدار کے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پورنیا برہمن وہ مکار۔ غدار تھا جس نے جبکہ ملکی ا

کے وقت سے ٹیپو سلطان کیوقت تک اپنے آپ کو جامۂ مکر و زور سے پوشیدہ رکھا اور نواب مرحوم اور سلطان مغفور نے اسکی خدمات کی قدر کر کے اسکو اپنا وزیر بنایا اور اپنا معتمد جانتے رہے لیکن آخر کو وہ انگریزوں سے ملجانے پر راجہ میسور کا وزیر بنایا گیا اور اسنے قلعہ اور خزانہ اور سلطنت کے تمام حالات انگریزوں پر منکشف کر دیئے۔

دوسرے میر محمد صادق جسکی نمکحرامیاں پہلے ہی مشتہر ہو چکی تھیں اور وہ سلطان کی شہادت کے قبل ایک کھڑکی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا کہ ایک نمک حلال دل سوختہ سپاہی نے اس سے کہا کہ او مردود اپنے آقا کو اس حالت میں پھنسا کر کہاں جاتا ہے یہ کہہ کر اسنے تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا چوتھے روز اسکی لاش پائی گئی اور بے غسل و کفن دفن کر دیگئی میسور کے مسلمان اسپر نفرین کرتے اور اسکی قبر پر تھوکتے اور نہایت ملامت سے اس کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسرا شخص قمر الدین خان بہادر سپہ سالار تھا جو بیشک سلطان کے ماموں نواب علی رضا خاں کا بیٹا تھا لیکن زمانہ کے رنگ کو کیا کیجئے کہ وہ بھی سلطان سے ٹوٹ کر انگریزوں سے جا ملا اور سلطان کی شہادت کے دوسرے ہی روز جنرل صاحب بہادر کے سامنے جاکر اپنی جاگیر گرم کنڈہ وغیرہ کا طالب ہوا اور ایک ہفتہ میں بحالی کے سندے کر نقارہ بجاتا ہوا اپنی جاگیر پر پہنچ گیا۔ بس جب اس بہت بڑے بڑے رفقاد معتمدین کی سازش اور نمکحرامی کا یہ حال ہوا تو دوسرے عہدہ داروں کا کیا پوچھنا جن میں کوئی امرآجیدرآباد سے جاملا تھا کسی نے پونا کے سرداروں سے ملاوٹ پیدا کرلی تھی کوئی ان کے تحت

میں اپنی سازشی کارروائی پر نازاں تھا کوئی انگریزوں سے ملجانے پر فخر کرتا تھا ۔ ہرچند صاحبان انگریز نے اسوقت سب کی عزت اور دلجوئی کا پاس کیا لیکن دل میں خوب سمجھ گئے کہ یہ کم ظرف اور نمکحرام منہ لگانے کے قابل نہیں اور یہ میسور ہی پر موقوف نہیں دلی اور لکھنو وغیرہ میں جہاں انگریزوں نے سازشی نمکحراموں کو اپنے آقائے نعمت کے خلاف پایا ان سے اپنا کام نکالا چند روزہ ان کی پاسداری کی پھر کبھی ان کو منہ نہیں لگایا۔

الزام۔ بورنگ صاحب نے جا بجا ٹیپو سلطان کو مغرور متکبر ظاہر کیا ہے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

ٹیپو سلطان مغرور تھا اس نے بعد صلحنامہ سرنگ پٹن کے مبالغہ آمیز مدحیہ اشعار کے اعلان کی عام اجازت دیدی تھی ان اشعار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کو کیسا غرور ہو گیا تھا ایک قصیدہ کا تھوڑا مضمون ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

جب بادشاہ رستم دل نے اپنے سمند غیظ کو گرم کیا تو انگریزی سرداروں کے دل خوف سے لرزنے لگے۔

جس کی تلوار کی جھلک نے بیلی کی فوج پر برق خاطف کا کام کیا اور منرو کی آنکھوں سے مثل ابر نو بہار کے تار اشک بندھ گیا۔

لینک کا دل لالہ کی طرح داغی ہو گیا اور اس مصیبت پر کورٹ پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

جب مرہٹے ہمارے بادشاہ کی فوجوں کو دیکھتے ہیں تو غزالان

دشت کی مانند راہ فرار لیتے ہیں۔
فرنگی اور نظام الملک ہمارے بادشاہ کے خوف سے شب و
روز یکجا بسر کرتے ہیں۔
———— نظام کی فوج تیرے خوف سے اسطرح
فرار ہوتی ہے جسطرح شیر نیستان کو دیکھ کر شکاری بھاگتا ہے۔
اس کے مقابلہ میں حاتم لئیم تھا۔ اور افلاطون و سقراط طفل مکتب
تھے ہمارے سلطان کی ہیبت سے جلاد فلک تیر خوار بچہ ہو گیا ہے۔
اس سلطان کے انصاف کی بدولت غزالان دشت شیر د
پلنگ کے پہلو کو اپنا تکیہ بناتے ہیں اور یوز د اسد اس کے تابع ہیں وغیرہ وغیرہ
جواب۔ بیون بی بورنگ صاحب کو مشرقی مذاق کی لاعلمی سے ایسی رائے
قائم کرنے میں مغالطہ ہوا ہے مشرقی قصائد میں ایک بادشاہ تو بادشاہ معمولی
درجہ کے والیان ملک کی تعریف بھی انہیں لفظوں میں کیجاتی ہے چنانچہ میرزا
غالب دہلوی نے جو قصاید انگریزوں کی تعریف میں لکھے ہیں انمیں بھی ایسے
ہی مبالغہ شاعری سے کام لیا گیا ہے مشرقی شاعر اپنے ممدوح کی تاریخ بیان
کرنے نہیں بیٹھتا بلکہ وہ صرف اسکی مدح کا پہلو اختیار کرتا ہے اور اس مدح
کو اعلیٰ درجہ کے مبالغہ تک پہنچا دیتا ہے سوائے اس کے کسی شاعر کا فعل
ٹیپو سلطان کا فعل نہیں ہو سکتا اور نہ ایک شاعر کا یہ مشرقی مذاق اسکو مغرور
قرار دینے کی دلیل قرار پا سکتا ہے اور
————

راقم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک مشرقی مذاق مغربی تنقید میں جا کر اپنے
ل مفہوم سے اسقدر دور جا پڑا ہے کہ دونوں میں کوئی مماثلت ہی قائم نہیں
ہی اور اس مذاق کی لاعلمی نے بعض مشرقی سائنس کے مقولوں کو بھی کچھ کا
ھ سمجھا اور اپنی سمجھ کے موافق سمجھانے کی کوشش کی ہے چنانچہ انگلستان
ں عمر خیام کی رباعیوں میں وہ عجیب معنی آفرینی کیگئی ہے جو عمر خیام کے
یال سے بیگانہ ہے اسطرح جب ہم مغربی مذاق کی نقل اتارتے ہیں تو وہ ایک
ضحکہ خیز بات ہو جاتی ہے اور ہم مغربی مذاق کی حقیقت کو نہیں پہنچان سکتے۔

۲ الزام بورنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان
نے بادشاہ کا لقب اختیار کر لیا تھا۔ اور اپنے تئیں حضور
پُرنور یا بدولت کے الفاظ سے مخاطب اور اپنی بادشاہت کو بھی
ایسے ہی متکبر نام سے منسوب کرتا تھا یعنی دولت خداداد اور
سلطنت حیدری اس کے غرور و تکبر کا اس سے اندازہ ہو سکتا
ہے کہ بجائے مغل شہنشاہ کے اسنے خود اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری
کیا تھا۔

جواب۔ بورنگ صاحب یہاں بھی مشرقی مذاق کی لاعلمی اور نافہمی سے دور نکل
ں مشرقی ادب کا عام دستور ہے کہ ایک بادشاہ اپنے آپ کو حضور پرنور یا بدولت
الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔ اور مشرقی مذاق میں دولت خداداد کے نام

سے تکبر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ بادشاہ کا انکسار ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی سلطنت
کو خدا کی دی ہوئی سلطنت خیال کرتا ہے اپنے زور اور طاقت پر نازاں نہیں ہے
اسیطرح سلطنت حیدری کی نسبت نواب حیدر علیخاں بہادر مرحوم سے ظاہر ہوتی ہے
جس سے ٹیپو سلطان کے ضمیر کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے نام کو زندہ رکھنا چاہتا
تھا اب رہا خطبہ و سکہ اسکی صورت یہ ہے کہ عام مسلمانوں نے ٹیپو سلطان کو بادشاہ
اسلام تسلیم کر لیا تھا اس لئے اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکہ تو گھر گھر
اسلامی ریاستوں اور ہندو راجاؤں کے سکے بجائے خود جاری تھے ٹیپو سلطان
جیسے مقتدر فرمانروا کے لئے اسپر کیا نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔

خاتمہ بر دعائے مغفرت

اب ناظرین سے امید ہے کہ وہ نواب حیدر علیخاں بہادر خلد مکان اور ٹیپو سلطان
فردوس مکان کی روحوں کو ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور سورہ
فاتحہ پڑھ کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچائیں۔ اے خدا تو ان دونوں کو اعلے
علیین میں درجات عالی عطا فرما۔ جن کی صولت حکمرانی سے دکن میں پچاس
برس تک اسلام کا ڈنکہ بجا ہے۔ اور اب بھی سرینگ پٹن میں ان کی تربت
مطاف اہل روزگار ہیں۔

مرقومہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۸ء

راقم

سید امجد علی اشہری

کتبستان - حیدرآباد دکن

تاج آفس چھپ ودیا پرنٹرز کے ذریعہ
محمد علی روڈ بمبئی ۳